نگاہ بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کیلئے

منشوراتِ قائداعظم

(تقاریر - خطبات - بیانات -)

مترجمہ و مرتبہ

شیخ محمد یوسف بی، اے.

مکتبۂ ادب - ۱۲ آرکیڈیا بلڈنگ بمبئی ۵

سلطانی پریس بمبئی ۳

طبعِ اوّل

قیمت فی جلد دو روپے علاوہ محصولڈاک

چودھری سردار محمد خاں بی اے پبلشر نے سلطانی فائن آرٹ اینڈ لیتھو پریس بمبئی ۳ سے چھپوا کر مکتبۂ ادب ۱۲ آرکیڈ یا بلڈنگ بمبئی ۳ سے شائع کیا۔

فہرس

پیش لفظ

ابھی دس سال بیشتر تاریخ کا ایک تاریک دور وہ بھی تھا جب "شریعت" اور "جے رام جی" قسم کے مولویوں کا ایک منزلِ گشتہ گروہ مسٹر موہن داس کرم چند گاندھی کی غنوگرا "شیخ الاسلامی" کے سایۂ عاطفت میں بھوجن شالوں کے پرشادے تناول فرما کر دس کروڑ اسلامیان ہند کے ملی تشخص اور تہذیب و تمدن کو موت کے گھاٹ اتارنے پر تلا ہوا تھا لیکن مشیت ایزدی کچھ اور تھی۔ وہ ذاتِ بے ہمتا اسلامیان ہند کو ایک زندۂ جاوید قوم دیکھنا چاہتی تھی۔ چنانچہ تشتت و افتراق کے اسی تاریک دور میں سرزمین سوسائٹی کے ایک دبلے پتلے بیرسٹر کو اللہ تعالےٰ نے نورِ فرقانی سے مالا مال کر دیا اور اس کے وجود کو برِ اعظم ہند میں بسنے والے دس کروڑ مسلمانوں کے لئے روشنی کا ایک بلند و محکم مینار بنا دیا۔ مالا بار ہل کی چوٹیوں سے اتر کر اسلامیان ہند کی تقدیریں بدلنے والے اس مردِ مسلمان نے زمامِ سیاست ہاتھ میں لیتے ہی نہ صرف اغیار کی سیاسی سامریت کا طلسم توڑا بلکہ صدیوں کے جمود و تعطل میں جکڑی ہوئی غیر فطری ہندو سیاست کو حقائق سے روشناس کرایا۔ اور سمجھا یا کہ اکھنڈ بھارت کے سنگھاسن پر براجمان ہونے کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا۔ متحدہ قومیت ایک فریب ہے۔ ایک صریح دھوکا ہے۔

ایک غیر فطری امتزاج ہے۔ مسلمان اور ہندو دو الگ الگ قومیں ہیں۔ لہذا دونوں کو الگ الگ نشیمنوں کی ضرورت ہے۔

ہندو سیاست دانوں کے متعلق مشکل یہ ہے کہ انھوں نے جو کچھ سیکھا ہے۔ وہ مغربی سیاسی مکتبوں سے سیکھا ہے! مسلمانانِ ہند پاکستان کیوں چاہتے ہیں؟ اسلامی نقطۂ نظر سے مذہب اور سیاست دو الگ چیزیں کیوں نہیں ہیں؟ یہ ایسے سوال ہیں جن کو سمجھنے کے لئے ان کے بڑے بڑے قائدین مسلمانوں کی طرف سے واضح تشریحات کے باوجود سمجھنے سے انکار کرتے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اسلام میں قومیت کا تصور کچھ اتنا بلند اور اعلیٰ ہے کہ نام نہاد جمہوریت کا ڈھونگ رچانے والے یہ خردمندان بلندیوں تک پہنچ ہی نہیں سکتے۔ نادر طرفہ تماشہ یہ ہے کہ اپنے ذہنی افلاس اور عدم تدبر پر آنسو بہانے کی بجائے مسٹر گاندھی مسلمانوں کے رہنماؤں پر رجعت پسندی کا الزام دھرتے ہیں اور ناصح مشفق بن کر یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "میں جرأت و جسارت کے ساتھ اس امر کا اعلان کرتا ہوں کہ مسٹر جناح اور ان کے ہم خیال اسلام کی کوئی خدمت سرانجام نہیں دے رہے ہیں۔ بلکہ وہ اس پیغام کی غلط ترجمانی کرتے ہیں۔ جو لفظ اسلام میں پوشیدہ ہے۔ ہندوستان کے مسلمان چونکہ نومسلموں کی اولاد ہیں اور تبدیلی مذہب سے قومیت نہیں بدل سکتی۔ میری روح اس تصور سے بغاوت کرتی ہے کہ اسلام اور ہندومت دو مختلف اور متضاد کلچر اور نظریۂ حیات کے مذاہب ہیں۔ کسی ایسے نظریہ کا تسلیم کرنا میرے نزدیک خدا سے انکار کرنے کے برابر ہے۔"

"ملاش حق" کے مصنف کی حق سے بغاوت ملاحظہ فرمایئے۔ یقیناً مہاتماجی ایک ہندو ہیں انھیں قرآنی تعلیمات سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اسلامی قومیت

کے رموز کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اسلام ایک عقیدہ ہے۔ جو ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کے لئے صحیح راہیں متعین کرتا ہے۔ اسلام ایک الہامی روشنی ہے جو زمان و مکان کی قیود سے آزاد ہے۔ اور ہر جگہ انسان کی رہنمائی کر سکتی ہے۔ مسٹر گاندھی ابھی تک انسان کے وضع کردہ دستورِ حیات کی ظلمت میں ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں جس وقت وہ اس ظلمت سے نکل کر حق کے سامنے گردن جھکانا سیکھ لینگے۔ اسلامی قومیت کے تمام رموز و نکات ان کے افقِ ذہن پر ضوفشاں ہو جائینگے۔

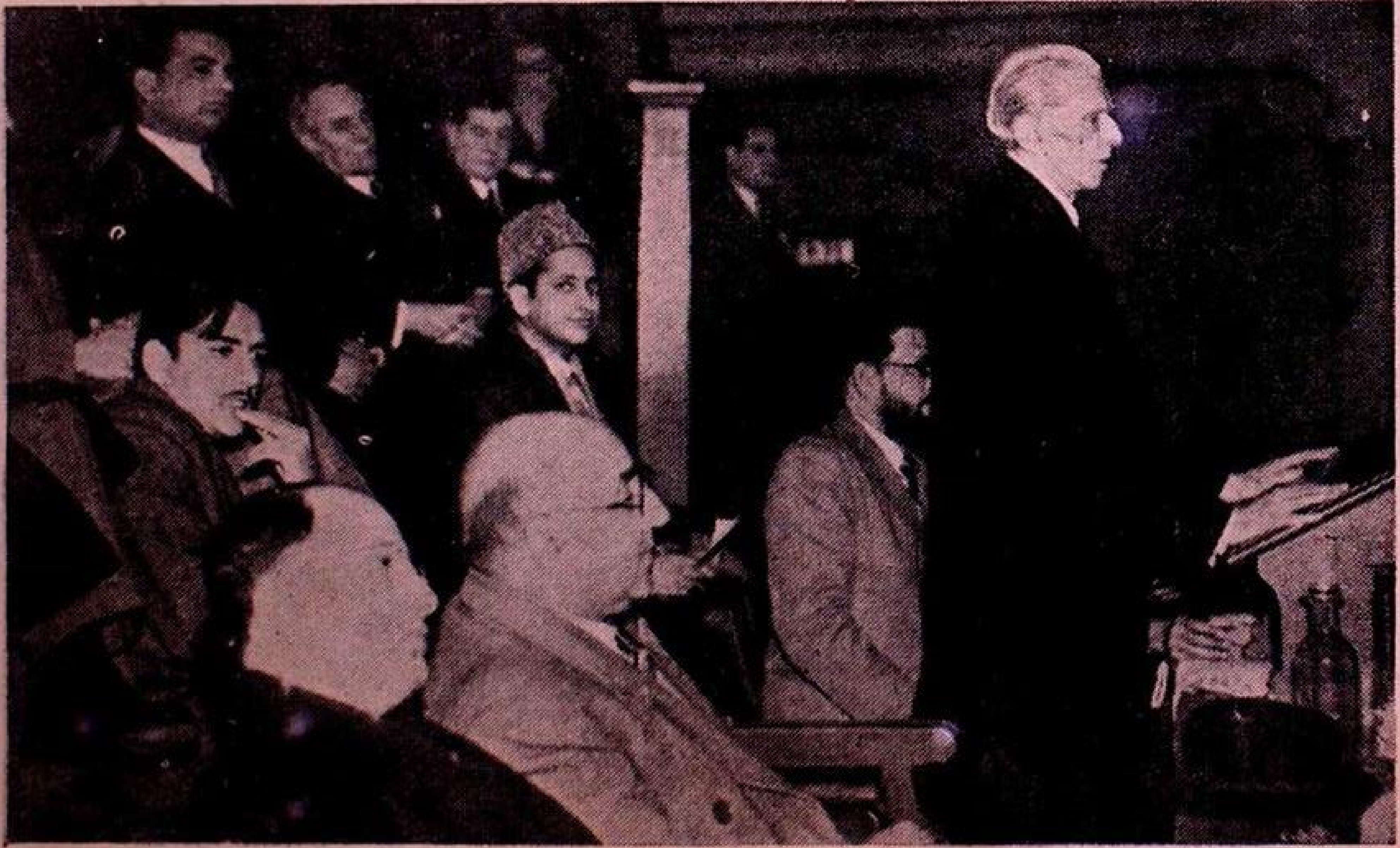
خدا کے فضل سے آج مسلمان منظم ہے۔ اس کے سامنے ایک زندگی بخش نصب العین ہے۔ قائداعظم اسلامیانِ ہند اور پاکستان تینوں ہم معنی الفاظ ہیں۔ اغیار اپنی ساری سیاست کے جتنے چاہیں جال بچھائیں وہ خاسر و نامراد ہی رہینگے کیونکہ مسلمانوں کا پیرانہ سال رہبرِ فرزانہ انھیں آزادی و استقلال کی صحیح روح سے روشناس کرا چکا ہے۔ ان کے سینوں میں قرآنی قندیل روشن کر چکا ہے۔ اس کا وجود ایک اسلامی مشن ہے۔ اس کی ذات ایک سراپا تبلیغ ہے اور ارضِ ہند میں ایک آزاد اسلامی سلطنت اس کا نصب العین ہے۔

"مشوراتِ قائداعظم" اسلامیانِ ہند کے اسی محسنِ اعظم "قائداعظم محمد علی جناح" کے تازہ خطبات، تقاریر اور بیانات کا مکمل مجموعہ ہے جس کے یقینِ محکم و عملِ پیہم نے دس کروڑ مسلمانوں کو نئی زندگی بخشی ہے۔ قائداعظم کی تقاریر کے بہت سے مجموعے اس سے قبل شائع ہو چکے ہیں۔ لہذا ہم نے ان تقاریر، خطبات اور بیانات کو مشورات میں شامل نہیں کیا، جو پہلے کتابی صورت میں موجود ہیں۔ اس مجموعے میں ۹ جولائی ۱۹۴۵ء سے لیکر تا بہ حاضر تمام تقاریر، خطبات اور بیانات شامل کئے گئے ہیں۔ قائداعظم کی آواز اس

وقت دس کروڑ مسلمانوں کی آواز ہے۔ ملت اسلامیہ کا یہ رہبر فرزانہ قافلۂ ملت کو لئے جس تیزی کے ساتھ جانب منزل جادہ پیما ہے۔ اس کی تقاریر، خطبات اور بیانات اہل قافلہ کے لئے بانگ درا کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یقیناً وہ وقت دور نہیں جب ہم اس سیاسی عظمت، تمدنی قوت، معاشرتی اور تعلیمی بلندیوں کو حاصل کرینگے جس کیلئے قائد اعظم کوشاں ہیں۔ میں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ قائد اعظم کے ارشادات من و عن اردو داں حضرات تک پہنچ جائیں۔ اور حصول پاکستان میں تجدید عزم کا کام دیں۔ میری اس کوشش کا یہی مقصد ہے۔

محمد یوسف — ہوشیار پور

۹ مئی ۱۹۴۷ء — یونس منزل



قائداعظم محمد علی جناح کنگزوے ہال میں ہزارہا برطانوی مدبرین کے
سامنے ہندوستانی مسائل پر تقریر فرما رہے ہیں (لندن ۱۳ دسمبر ۱۹۴۶)

قائد اعظم محمد علی جناح

کی وہ حقیقت افروز تقریر جو آپ نے ۹ رجولائی ۱۹۴۵ء کو شملہ مسلم لیگ کے جلسہ عام میں ارشاد فرمائی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ویول پلان پر ابھی گفت و شنید ہو رہی تھی اور تمام واقعات فی الحال صیغۂ راز میں تھے۔ لیکن با ایں ہمہ حکومت کی پٹھو اور کانگرس کی تجوریوں کی پروردہ چند نام نہاد پارٹیوں اور دیگر اسلام دشمن عناصر نے ویول پلان کے چند نقاط پر کھلم کھلا غوغا آرائی شروع کر دی تھی جس سے عام بےچینی کا اظہار کیا جا رہا تھا۔ ملت اسلامیہ نے اس رہبر فرزانہ پر کامل اعتماد کا اظہار کیا اور اس ضیغم اسلام نے یہ اعلان کر کے کہ "ہر وہ تجویز جو میرے خیال میں مفاد اسلامی کے خلاف ہو گی روئے زمین کی کوئی طاقت مجھے قبول کرنے پر آمادہ نہ کر سکیگی"۔ دس کروڑ مسلمانوں کے دلی جذبات کی پوری ترجمانی کر دی۔ حقیقت یہ ہے کہ ویول پلان پر گفت و شنید کے دوران میں مسلم لیگ نے من حیث الجماعت جس پاکیزگی کردار کا عملی ثبوت سیاسی تاریخ میں پیش کیا وہ ایک فقید المثال کارنامہ ہے۔

حضرات! مسلم لیگ کسی ایسی چیز کو کبھی قبول نہیں کرے گی جو خود اس کی بنیاد اور حکمت عملی کو متاثر و مفلوج کرتی ہو۔ فی الحال ہم ایسی منزل میں ہیں، جہاں گفت و شنید راز میں ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس گفتگوئے راز کے دوران میں اس مسئلہ پر جلسہ عام میں بحث کی جائے۔ تو یہ اس مقصد کے لئے اچھے نتائج کا موجب نہ ہوگا جس کے ہم سب متمنی ہیں۔ غالباً آپ اس کے لئے بے صبر ہیں، لیکن چندے صبر کیجئے، کیونکہ صبر ایک نیکی ہے۔ اور اس کا اجر ضرور ملتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں کسی ایسے راز کا افشا نہیں کر رہا ہوں جس کا میں نے عہد کیا ہے اور جس پر میں سختی سے پابند رہوں گا۔

۲۹ جون کو میں نے پریس کانفرنس میں اس کے بعض خط و خال کو نمایاں کیا ہے۔ اس تصویر کے مکمل اور دونوں رُخ ابھی سامنے نہیں آئے۔ اس کانفرنس میں ہمارا موقف کم و بیش لارڈ ویول کے مشیروں کا سا ہی جنہوں نے مہربانی سے

ہمیں مدعو کیا ہے:" اس مشورے پر اچھی طرح غور کرنے کے تھے...... اور اس خیال سے کہ ایک سے دو بھلے، ہم نے ارکان مجلس عاملہ مسلم لیگ کی خدمات حاصل کی ہیں۔ لیکن اسے نہ بھولئے کہ ہم محض مشیر ہیں، جب اس مسئلہ کے سارے نقوش ابھر آئیں گے تو کل ہند مسلم لیگ پر اس کی کوئی پابندی عائد نہ ہوگی۔ تاوقتیکہ ہمارا ادارہ اس کو منظور نہ کرے۔ اس لئے کسی تشویش کی ضرورت نہیں ہے۔

قائد اعظم نے اس اظہار اعتماد کا جو قوم نے آپ پر کیا ہے ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ہر وہ تجویز جو میرے خیال میں مفاد اسلامی کے خلاف ہوگی۔ روئے زمین کی کوئی طاقت مجھے اس کو قبول کرنے پر آمادہ نہ کر سکے گی (نعرۂ تحسین) میں ہرگز ایسا کوئی منصوبہ یا تجویز قبول نہ کروں گا۔ جو میرے خیال میں ہمارے مقصد پاکستان کیلئے ضرر رساں ہو بہرحال اس کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ یہ دفع الوقتی کے لئے ایک عارضی انتظام ہے۔ ہم مستقبل کے لئے کوئی دستور مدون نہیں کر رہے ہیں یہ مسئلہ یہ ہے کہ ذمہ داری کی ساری تمناؤں کے باوجود ہم کسی ایسے انتظام میں شریک نہیں ہو سکتے۔ جو ہمارے لئے باعزت، منصفانہ اور معقول نہیں ہے۔

کام کی زیادتی نے میری صحت کو متاثر کر دیا ہے۔ اور مجھے کچھ عرصہ آرام کی ضرورت ہے۔ ہر چند کہ میری جسمانی طاقت نے جواب دے دیا ہے۔ لیکن مجھے توقع ہے کہ تھوڑے سے آرام اور آپ کی دعاؤں سے میں پھر چاق و چوبند ہو جاؤں گا۔ اور تاحیات آپ کی خدمت کرتا رہوں گا۔ غالباً سوائے کورچشموں کے اب کسی کو بھی اس میں شبہ نہیں رہا ہے کہ کل ہند مسلم لیگ ہی اسلامیانِ

منشوراتِ قائدِ اعظم

ہند کا مختار و مجاز اور واحد نمائندہ ادارہ ہے (نعرۂ تحسین) اس حقیقت کے شواہد اور مظاہر اب عام ہو چکے ہیں۔ لیکن ایسے ہی موجودہ اور گزشتہ متعدد موقعوں پر بعض ایسے ہی مسلمان بھائی دشمنوں کے ہاتھ میں کھلونا بنتے رہے ہیں قوم نے ہمیشہ ان کی پردہ دری کی ہے۔ اور ان سے اظہار برارت کیا ہے.....
اور آج ایسے ہی مٹھی بھر مسلمان ہمارے مخالفین کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنے ہوئے ہیں۔

آج ساری قوم مسلم لیگ کے ساتھ ہے۔ آج ہمارے بدترین دشمن اور مخالف بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اگر ملک میں کوئی ایسی منظم اور استوار جماعت ہے جسے مسلمانوں کی ٹھوس تائید حاصل ہے۔ تو وہ کل ہند مسلم لیگ ہے۔ وہ دشنام طرازیوں پر ہی کیوں نہ اتر آئیں۔ لیکن ان کے قلب کی گہرائیوں میں یہ بات کھٹکتی رہتی ہے۔ کہ آج سے آٹھ سال پہلے میں نے جو پیش گوئی کی وہ بالکل صحیح نکلی۔ اور وہ یہ ہے کہ اس ذیلی براعظم میں تین اقدار ہیں۔ ایک نہایت منظم اور بے حد طاقتور برطانی ہیں۔ جو واقعی اس ملک پر حکومت کر رہے ہیں۔ دوسری کانگرس ہے۔ کانگرس اپنی ساری حیلہ تراشیوں اور بہانہ سازیوں کے باوجود ایک ہندو جماعت ہے۔ اور ہم نے اس کو ثابت کر دیا ہے۔ تیسرے ہم ہیں کروڑوں مسلمان اور ہم سب منظم ہیں۔ ابھی بہت سا کام باقی ہے۔ ہم اپنے سفر کی پہلی منزل میں پہنچ چکے ہیں۔ ہم اس سے پہلے منتشر تھے۔ اور آج بیشک ایک جسد واحد ہیں۔ ایک قوم ہیں ہمارا ایک پرچم ہے۔ ایک تنظیم ہے۔ اور ایک قطعی اور صاف، واضح پاکستان ہے۔ (نعرۂ تحسین)

پاکستان سے کیا مراد ہے؟ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس ذیلی براعظم میں جہاں بھی ہم اکثریت میں ہیں۔ ہم نے تہیہ کر لیا ہے کہ وہاں قومی مملکت قائم کریں گے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم آگے بڑھیں گے اور دنیا کو بتا دیں گے کہ اتنی مخالفت کے باوجود ہم نے پاکستان قائم کر دیا۔

ہندوستان کے ہر گوشے سے مجھے ہزاروں تار اور خطوط وصول ہوئے ہیں جس میں لیگ سے اظہار وفاداری کیا گیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ مسلمانوں کا نقطۂ نظر کیا ہے۔ وہ کیا چاہتے ہیں، میں آپ کو پھر یقین دلاؤں کہ میں کسی ایسی چیز کو ہرگز تسلیم نہ کرونگا جو مسلمانوں کے حقوق و مفاد کے لئے کسی طرح بھی مضرت رساں ہو۔ (فلک شگاف نعرے)

قائداعظم محمد علی جناح

کی وہ حقائق افروز تقریر جو آپ نے ۱۴ جولائی ۱۹۴۵ء کو ایک صحافتی کانفرنس میں بمقام شملہ ارشاد فرمائی۔ ویول پلان پر گفت و شنید ناکام ہو چکی تھی۔ اس تقریر میں قائداعظم نے ویول پلان کا مکمل تجزیہ کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ ویول پلان مسلمانوں کے ملی مقاصد اور نصب العین کے حق میں ایک نہایت ہلاک منصوبہ تھا۔ ویول پلان سے قبل بھی جب کبھی عارضی حکومت کا مسئلہ زیر بحث آیا تو قائداعظم نے ہمیشہ یہ مطالبہ کیا کہ ایسی ہنگامی مجلس عاملہ میں مسلمانوں کی مساوی نمائندگی ہو اور یہ کہ مسلمان کسی عارضی حکومت میں اس وقت تک شریک نہیں ہو سکتے۔ تاوقتیکہ حکومت برطانیہ یہ اعلان نہ کر دے کہ اسلامیان ہند کو حق خود ارادیت حاصل ہے۔ مجوزہ ویول منصوبہ مسلمانوں کے مقررہ ملی معیار پر پورا نہ اترتا تھا۔ مسلمانوں کے لئے ویول پلان ایک دام تزویر تھا۔ قائداعظم نے اس صحافی کانفرنس میں اسی دام تزویر کے بخئے ادھیڑے ہیں۔ اور ثابت کیا ہے کہ اگر ہم ان تجاویز کو قبول کر لیتے تو گویا ہم اس کانفرنس میں سب کچھ کھو کر لوٹتے۔

منصوبہ ویول کی جانچ پڑتال اور اسکے قطعی و آخری تجزیہ پر ہمیں علم ہوا کہ یہ ایک دام تزویر ہے۔ کل ہند، ہندو قومیت کے علمبردار آزادی مسٹر گاندھی اور کانگریس، جغرافی وحدت ہند کے قائل لارڈ ویول، اسلامیان پنجاب میں تشتت و تفرقہ اندازی پر آمادہ گلانسی خضر میں ایک اتحاد و اشتراک موجود ہے۔

ان کا مقصد یہ تھا کہ ان انتظامات میں ہمیں پیچھے ڈھکیل دیں۔ لارڈ ویول کی تجاویز اگر، ہم قبول کر لیتے تو گویا یہ اپنے ہی قتل نامہ پر دستخط کرنے کے مترادف ہوتا۔ آئیے لارڈ ویول کی تجاویز کا صحیح صحیح تجزیہ کر ڈالیں۔

سنہ ۱۹۴۰ء سے ہم نے متعدد مرتبہ ان کا اظہار کیا ہے ....

کہ ہم کسی عارضی تجویز یا حکومت میں شریک نہیں ہو سکتے تاوقتیکہ حکومت برطانیہ اس کا اعلان نہ کردے کہ مسلمانوں کو حق خود ارادیت حاصل ہے اور مابعد جنگ یا جس قدر بھی جلد ممکن ہو قرارداد لاہور کے موجب پاکستان کا قیام عمل میں

آسکتا ہے۔

کسی عارضی انتظام میں ہمارے اشتراک کی یہی شرط اولین تھی۔ دوسرے یہ کہ ہم اقلیت نہیں بلکہ ایک قوم ہیں کسی ہنگامی انتظام میں ہماری شرکت اور انصرام جنگ میں ہماری امداد و تعاون اسی امر پر موقوف و منحصر ہے کہ مجوزہ مجلس عاملہ میں ہماری نمائندگی مساوی تعداد پر ہو۔

لیکن اسکی کوئی طمانیت تجاویز ویول میں نہیں دی گئی تھی۔ اس کے باوجود ہم سے عظیم ترین ایثار و قربانی کی خواہش کی گئی ہے۔ مجھے علم ہے کہ لارڈ ویول نے اپنی نشری تقریر میں فرمایا تھا کہ ہندوستان کے کسی آئندہ دستور پر یہ تجویز اثر انداز نہ ہوگی اور پاکستان اس سے متاثر نہ ہوگا۔ لیکن اس کے برخلاف انھیں کے الفاظ سے اسی کی تردید بھی ہو جاتی ہے۔

ہر ذی فہم شخص یہ جانتا ہے کہ اگر ہم نے اس انتظام کو قبول کر لیا ہوتا تو مسئلہ پاکستان نذر طاق ہو جاتا۔ اور بلا تعین مدت ایک سرد خانے میں دھرا رہتا۔ پھر کانگریس کی تمنائیں پوری ہوتیں۔ اور اس کو ہندوؤں کی قومی آزادی کے لئے ایک صاف اور سیدھا راستہ مل جاتا۔ اس لئے کہ ایک متحدہ حکومت کی طرح یہ عارضی حکومت ایک غیر معین مدت تک برسرکار اور برقرار رہیگی۔ برطانیہ کی وہ شہرۂ آفاق حکمت عملی اور لارڈ ویول کا یہ نظریۂ وحدتِ ہند ہمارے لئے موجب تباہی و ہلاکت تھا۔

اس موقعہ پر میں مسٹر ایمری کے بیان کا حوالہ دونگا انھوں نے سمجھوتہ کی کوشش تو کی تھی لیکن صرف اشک شوئی کرکے رہ گئے۔ ان کا بیان غیر مبہم ہے اور اس

سے برطانی حکمتِ عملی کی صحیح وضاحت ہوتی ہے۔ مسٹر ایمری نے "وہائٹ ہاؤس" میں قرطاس ابیض کو پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ:-

"ہمارا مطمح نظر یہ رہا ہے کہ ریاستوں کے اشتراک و تعاون کے ساتھ ایک کل ہند اتحاد قائم ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی ہم نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ متحدہ ہندوستان کے مسئلہ پر ہندو اور مسلمان متفق نہ ہو چنانچہ کوئی ایسا عارضی انتظام نہ ہونا چاہیے جو مستقبل کے منقسمہ یا متحدہ ہندوستان کے مسئلہ پر اثر انداز ہوتا ہو۔"

دوسرا امر یہ ہے کہ اس مجوزہ مجلس عاملہ میں تجویز کے بموجب ہم ایک اقلیت میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اور ہماری تعداد گھٹ کر صرف ایک ثلث رہ جاتی ہے۔ مثال کے طور پر تمام دوسری اقلیتیں پست اقوام، سکھ اور پارسیوں کا وہی مقصد ہے جو کانگرس کا ہے۔

ہر چند کہ انھیں کچھ شکایات اور دعاوی ہیں۔ لیکن یہ محض اقلیت ہونے کی حیثیت سے ہیں۔ ان کے تصورات اور مطمح نظر ایک متحدہ ہندوستان ہی ہے۔ اسکے خلاف ہو نہیں سکتا۔ تہذیب و ثقافت کے نقطۂ نظر سے بھی ان اقلیتوں کا ہندو معاشرت سے بالکل قریبی رشتہ ہے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ ان کے ساتھ منصفانہ سلوک نہ کیا جائے۔ ان کو تحفظات نہ دی جائیں اور وہ جہاں بھی آباد ہوں ان کی نگہداشت نہ کی جائے۔ میرا مقصد صرف اس قدر ہے کہ جب عملی طور پر رائے شماری کا وقت آئے گا تو ان اقلیتوں کی آرا ہمارے خلاف ہونگی۔

اس خطرناک حیثیت کے بارے میں ہمیں کوئی تحفظ نہیں دیا گیا ہے۔ البتہ

وائسرائے کو حق تنسیخ حاصل ہے لیکن مقنن اور دستور ساز جانتے ہیں کہ ملک کے نظم ونسق، یا مقننہ کی حکمت عملی کے خلاف اکثریت کے فیصلوں کو اس حق تنسیخ سے بار بار بے اثر نہیں کیا جا سکتا۔ سب سے آخری نکتہ یہ ہے کہ مجلس عاملہ کی جن پانچ نشستوں کا فرقہ وارانہ اساس (بنیاد) پر تعین کیا گیا تھا اور جو منصوبہ ویول کی روح ہے۔ ان پر ہم اپنے نمائندوں کا انتخاب نہیں کر سکتے۔

اسکے دو دعویدار تھے۔ ایک کانگریس جس کا مطالبہ یہ تھا کہ ہمارے حصہ رسدی میں سے دو نشستیں اسے دیجائیں۔ دوسرے گلانسی خضر پنجاب کی طرف سے دو نشستوں کے طالب تھے۔ یہ مطالبات مسلم لیگ کے وجود، موقف و وقار پر ایک کاری ضرب تھے۔

گفت و شنید اس امر پر ناکام ہو گئی کہ پنجاب کی جانب سے لارڈ ویول ملک خضر حیات کے نامزدہ ایک غیر لیگی مسلمان کو لینا چاہتے تھے جیسا کہ میں نے اس سے پہلے بھی کہا ہے کہ صرف کور چشم ہی اس حقیقت کو نہیں دیکھ سکتے کہ کل ہند مسلم لیگ مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ تنظیم ہے۔ اگر ہم لارڈ ویول کے مجوزہ موقف کو قبول کر لیتے تو گویا ہم اس کانفرنس میں سب کچھ کھو کر لوٹتے۔

قائدِ اعظم محمد علی جناح

کی وہ باطل سوز تقریر جو آپ نے ۶ اگست ۱۹۴۵ء کو بمبئی کے ایک جلسۂ عام میں ارشاد فرمائی۔ اس عظیم الشان اجتماع میں مسلم ممبر ایسوسی ایشن کی طرف سے قائدِ اعظم کی خدمت میں صوبائی اور مرکزی انتخابات کی مہم کے لئے ایک لاکھ روپیہ کا کیسۂ زر پیش کیا گیا۔ ویول پلان پر گفت و شنید کی ناکامی کے بعد یہ پہلی تقریر تھی جو آپ نے شملہ سے مراجعت کے بعد ارشاد فرمائی۔ قائدِ اعظم نے معطیین کے خلوص اور گرم جوشی کا شکریہ ادا کرنے کے بعد شملہ کانفرنس کے دوران میں مسٹر گاندھی اور ان کی کانگرس کی روش کا مکمل تجزیہ کیا۔ اور فرمایا کہ انھوں نے مسلم لیگ کو ..... نیچا دکھانے اور جھکانے کے لئے اپنے تمام اصولوں کو خیرباد کہہ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ہندوؤں اور مسلمانوں کو خود مختاری ملنی ہے تو اس کا واحد اور منصفانہ حل ہندستان اور پاکستان کا دستور ہے۔

حضرات! میں آپ کا شکر گذار ہوں کہ میری اپیل کا آپ نے اس قدر خلوص اور گرم جوشی سے جواب دیا ہے۔ انتخابات کی مہم کے سلسلہ میں آپ کی اس تحتی امداد سے مستحکم عزائم کا اظہار ہو رہا ہے۔ شملہ کانفرنس کے دوران میں حکومت اور کانگریس کی اس روش کے باوجود میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مسلم لیگ مسئلہ پاکستان پر ان میں سے کسی کو بھی خاطر میں نہ لائے گی۔ حکومت سے میری یہ خواہش ہے کہ وہ انتخابات کا فوراً اعلان کر دے۔ تاکہ ملت اسلامیہ ہند اس خصوص میں اپنا فیصلہ صادر کر سکے۔

اس کانفرنس میں مسٹر گاندھی نے شرکت کیوں نہیں کی؟ انھوں نے درپردہ ریشہ دوانیوں کے لئے اپنے آپ کو علیحدہ رکھا۔ وہ محض کانگریس کے مشیر بننے پر قانع نہیں تھے۔ بلکہ انھوں نے اپنے آپ کو وائسرائے کا اور ان کے توسط سے برطانی قوم کا بھی مشیر بنا لیا تھا۔ شملہ میں مجلس عاملہ کانگریس کی روح رواں

اور ہدایت کار مسٹر گاندھی ہی تھے۔ جب ان کے مفید مطلب ہوتا ہے تو وہ کسی کی نمائندگی نہیں کرتے۔ وہ محض انفرادی حیثیت سے گفتگو کرتے ہیں۔ وہ چار آنہ کے رکن بھی باقی نہیں رہتے۔ اور سیاسی امور تنقیح طلب پر فلسفے شروع کر دیتے ہیں۔ اور جب ضرورت ہوتی ہے تو اپنے آپ کو گھٹا کر درجہ صفر تک پہنچا دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ وہ اپنی اندرونی آواز پر عمل پیرا ہیں...... اور کبھی اس کے خلاف وہ کانگرس کے اعلیٰ ترین اور مطلق العنان آمر بن جاتے ہیں اور سارے ہندوستان کی نمائندگی کا ادعا کرتے ہیں۔ ایسے شخص سے ہم کس طرح سمجھوتہ کر سکتے ہیں، وہ ایک چیستاں، ایک معمہ ہیں۔

کانگریسی حلقوں میں مسلمانوں اور مسلم لیگ کے خلاف خوب زہر اگلا گیا۔ اسوقت دو مقاصد کانگرس کے پیش نظر تھے اور اس کو حاصل کرنے کے لئے وہ کسی حد تک بھی جانے کے لئے تیار تھے۔ پہلا تو یہ تھا کہ مسلم لیگ کو نیچا دکھایا جائے۔ اس خصوص میں جبر و استبداد کے سارے طریقے آزمائے گئے۔ ہمیں جھکانے اور سرنگوں کرنے کے لئے انھوں نے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ دوسرے یہ کہ ان کی خواہش تھی کہ مسلم لیگ کسی طرح سے نظرانداز ہو جائے۔ اور اس کے لئے انھوں نے اپنے اصولوں کو بھی خیرباد کہہ دیا۔ درجہ مقبوضات کے مدعی بھی نہیں بلکہ ہندوستان چھوڑ دو اور مکمل آزادی کے سورما جس کو وہ ہر سال عہود و اعلان سے دہرایا کرتے ہیں۔ ایک عالم مایوسی میں، ناکام و نامراد، شکست خوردہ اور ہزیمت اٹھائے ہوئے۔ اس آس میں شملہ پہنچے تھے کہ انھیں لارڈ ویول کے داہنے بازو نشست ملجائے گی۔

پہلے پہل تو انھوں نے مسلم لیگ کو دھمکانے کی کوشش کی۔ پھر لارڈ ویول کی خوشامد کرنے لگے کہ وہ مسلم لیگ کو نظرانداز کردیں۔ لیکن ان کی غیر اندیشانہ حکمت عملی قطعی ناکام رہی۔ اب انھوں نے لارڈ ویول کو عہد شکنی کا مجرم ٹھہرایا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ لارڈ موصوف نے انھیں یقین دلایا تھا کہ اگر لیگ نے خودرائی کی تو وہ اسے نظرانداز کردینگے۔ میں باور نہیں کرتا کہ انھوں نے ایسی کوئی ضمانت دی ہوگی اگر وہ چاہتے بھی تو ایسا نہ کرسکتے تھے۔

وائسرائے کی نشری تقریر کی شرائط کے لحاظ سے اور اس قرطاس ابیض کی رو سے جو وزیر ہند نے جاری کیا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان میں دو بڑی جماعتیں ہیں چنانچہ مسٹر گاندھی کو اور مجھے دونوں اہم جماعتوں کے مسلمہ قائدین کی حیثیت سے مدعو کیا گیا۔۔۔۔۔ برطانوی انھیں جماعتیں کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ دو اقوام ہیں بیشک اور اقلیتیں بھی تھیں۔ جیسے اینگلو انڈین عیسائی اور پارسی جنکے مفادات کا تحفظ بھی ضروری تھا۔

بہرحال مسلمانوں کا معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے وہ ہندوستان کے مغربی اور مشرقی منطقوں میں ایک ٹھوس اکثریت رکھتے ہیں۔ جہاں پاکستان کا قیام عمل میں آئے گا۔

کانگرس ہندو راج کے خواب دیکھ رہی تھی۔ اس کو یہ توقع نہ رکھنی چاہئے۔ کہ جیسے ہی برطانیہ کا اقتدار ہندوستان سے اٹھ جائے۔ مسلمان ہندوؤں کے ہاتھ بڑجائینگے۔ اب شملہ کانفرنس کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوچکا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مسلم لیگ نے ۱۹۴۰ء سے ہز میجسٹی کو حکومت کے لئے اپنا دست

تعاون دراز کر رکھا ہے کہ جنگ کو کامیابی سے چلایا جائے۔ مسلم لیگ کسی حملہ آور کو پسند نہیں کرتی خواہ وہ میکاڈو (جاپانی) ہو یا ہٹلر۔

اب جبکہ یورپ میں جنگ اختتام کو پہنچ چکی ہے اسلئے ہندوستان میں کسی عارضی حکومت سے متعلق گفت و شنید کو جاری رکھنا بے سود ہوگا۔ برطانی حکومت اور وائسرائے بڑی خوبی سے اس ملک کے لئے مستقل دستور کی تجویز سوچ سکتے ہیں۔ اگر ہندوؤں اور مسلمانوں کو خود مختاری ملنی ہے۔ تو اس کا واحد اور منصفانہ حل ہندوستان اور پاکستان کا دستور ہے۔ سرمایۂ انتخابات میں بڑی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ بے شمار غریب مسلمان بھی اس میں بڑے جوش سے حصہ لے رہے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان سے انھیں کس قدر گہری دلچسپی ہے۔

قائدِ اعظم محمد علی جناح

کی وہ تقریر جو آپ نے ۱۲ اگست ۱۹۴۵ء کو قیصر باغ بمبئی کے ایک عظیم الشان اجلاس میں انتخابی فنڈ کے سلسلہ میں ارشاد فرمائی۔ آپ کی اپیل کے جواب میں مسلمانانِ بمبئی نے تین لاکھ گیارہ ہزار روپیہ کا کیسہ زر پیش کیا۔ آپ نے معطیان کے جوش و خروش اور سرگرمی پر اظہارِ مسرت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایک ایسی جنگ ہے جو چاندی کی گولیوں سے لڑی جاتی ہے۔ آپ مجھے چاندی کی گولیاں دیجئے۔ میں اسے کامیاب اختتام تک پہنچادونگا۔ قائدِ اعظم نے اس تقریر میں جملہ مسلمانانِ ہند کو متحد و منظم رہنے کی پرزور تلقین کی اور فرمایا کہ اپنے نجی اختلافات کو آئندہ کے لئے اٹھا رکھیے اور آگے بڑھیے۔ ہمارا ایک ہی عزم ہے اور غیر متزلزل! ہم کسی کل ہند تجویز کو قبول نہ کرینگے۔ خواہ وہ عارضی ہو یا مستقل۔ ہندوستان کے دستوری مسئلہ کا واحد حل پاکستان اور ہندوستان کا قیام ہے۔

آپ نے سلطان کی غیر اخلاقی اور جوش و خروش کی ستائش کرتے ہوئے فرمایا کہ مسلمانوں کے مطالبات اس قدر واضح اور عام فہم ہیں کہ ان کو ایک طفلِ مکتب بھی سمجھ سکتا ہے۔ اس اجتماع میں سنی، شیعہ، مومن، بوہرے اور خوجے سبھی موجود ہیں۔ اور یہ اس حقیقت کی ایک ناقابلِ تردید دلیل ہے۔ کہ یہ سب بحیثیت مسلمان یہاں جمع ہوئے ہیں۔ یہ ایک اسلامی اجتماع ہے، ملتِ اسلامیہ ہند کا ایک جزو! اتحاد بین المسلمین کے اس بصیرت افروز مظاہرے سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے؟

آپ نے وحدتِ ملی کی استواری پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت خانگی اختلافات کو یک لخت ختم ہو جانا چاہئے! اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنی صفوں کو درست کر کے ایک جسدِ واحد کی طرح کھڑے رہیں جس کے باعث صرف ہمارا قومی کردار نمایاں اور وقیع ہو گا۔ بلکہ ہمارا قومی مطالبہ بھی رنگ قبولیت حاصل

کرے گا۔ اسے یاد رکھئے کہ کوئی قوم مکمل اتحاد کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی!
کیا انگلستان کو اس جنگ میں فتح حاصل ہوتی اگر انگریز آپس کے اختلافات
میں الجھے رہتے؟

نجی اختلافات کو آئندہ کے لئے اٹھا رکھئے۔ اس سے نمٹنے اور کسی تصفیہ پر
پہنچنے کے لئے کافی وقت ملیگا۔ لیکن اس وقت سب سے اہم اور اولین ضرورت
اس امر کی ہے کہ اقتدار حاصل کیا جائے۔ میں آپ سے جو کچھ چاہتا ہوں، وہ
تھوڑا سا ایثار ہے کسی پر کوئی دباؤ نہیں ڈالا جائے گا کوئی جبر نہیں کیا جائے گا۔
انتخاب کے فنڈ میں آپ کو حسب استطاعت دے کر اپنا فرض ادا کرنا چاہئے۔
بالفاظ دیگر یہ ایک ایسی جنگ ہے جو صرف چاندی کی گولیوں سے لڑی جاتی ہے۔
مجھے آپ چاندی کی گولیاں دیجئے۔ میں اس کو کامیاب اختتام تک پہنچا دونگا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کانگریس ہمارے لئے سخت ترین مشکلات پیدا
کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے گی۔ مسٹر گاندھی نے پھر اپنے لائحہ عمل کی تلقین
شروع کر دی ہے۔ جو دراصل مسلمانوں کے لئے تخریبی لائحہ عمل ہے۔ میں مسلمانوں
کو متنبہ کرتا ہوں کہ کانگریس ان میں انتشار و افتراق پیدا کرنے اور انھیں
گمراہ کرنے کی کوشش کرے گی۔ اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو کانگریس کی یہ
ساری کوشش ناکام ہو جائے گی۔

مسلمانوں میں تشتت و افتراق پھیلانے کے لئے کانگریس پانی کی طرح روپیہ ضائع
کر رہی ہے۔ کاش اس روپیہ کا کوئی بہتر مصرف ہوتا۔ مجھے اس میں کوئی شبہ
نہیں ہے کہ اب ہم مسلمانوں کی ٹھوس تائید اور پر خلوص تعاون سے منزل

مقصود کو جا لیں گے۔ مسلمانوں کی سیاسی بیداری موجب مسرت و اطمینان ہے اور میں سیم و زر سے بھی زیادہ اسکی قدر کرتا ہوں۔ آپ کا یہ یقین کہ مسلم لیگ پوری دیانت کے ساتھ آپ کے مفادات کے لئے نبرد آزما ہے۔ میری قوت عمل کو ہمیشہ بیتاب رکھے گا۔ شملہ کانفرنس کی ناکامی کے بعد کانگریس نے مجھ پر یہ بہتان تراشا کہ حکومت نے مجھے اختیار تنسیخ دے رکھا ہے۔ اور یہ کہ میں نے رجعت پسندی سے آزادی ہند کی راہ میں روڑے اٹکائے ہیں۔ یہ کانگریس کا ایک مخصوص کرتب ہے۔ اور سراسر کذب و افترا پر مبنی ہے۔ جس کو یہ بہتان طراز بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور جب وہ زیادہ سمجھ سے کام لینگے تو انھیں محسوس ہوگا کہ ایسی جھوٹی تشہیر کو جاری رکھنا کس قدر احمقانہ فعل ہے۔

وہ جانتے ہیں کہ ان چالبازیوں کا مقصد ہی یہ ہے کہ ہر جائز و ناجائز طریقے سے اسلامی صوبجات کو ایک عارضی یا مستقل کل ہند وحدت کے تحت جبراً لایا جائے اور انتہا یہ ہے کہ وہ اس مذموم مقصد کی تکمیل برطانوی سنگینوں سے کروانا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے طریقہ کار میں وہ تبدیلی بار بار کرتے رہتے ہیں۔ کبھی تو برطانوی حکومت کی چاپلوسی کرتے ہیں۔ کبھی گالیاں دیتے اور جھنجھلاتے ہیں۔ اور کبھی دھمکیوں پر اتر آتے ہیں۔

ہمارا ایک ہی عزم ہے اور غیر متزلزل! ہم کسی کل ہند اتحاد کی تجویز کو قبول نہ کرینگے۔ خواہ وہ عارضی ہو یا مستقل! اور ہم ہر ایسی کوشش کو بے اثر کر دینگے۔ جو ایسی وحدت کو ہم پر زبردستی عائد کرے۔ ہمارے حق مدافعت کو وہ شر انگیزی سے "اختیار تنسیخ" کہتے ہیں۔ یہ لغویت ہے اور اس سے وہ لوگ بھی پوری طرح

واقف ہیں۔ ان کا یہ کہنا کہ ہماری روش ہندوؤں اور مسلمانوں کی آزادی میں حائل ہے۔ ایک کھلا ہوا جھوٹ ہے۔ کیونکہ ہندو اور مسلم ہندوستان کی آزادی تو ہماری عین خواہش ہے۔ لیکن ہم کسی ایسے نظام کو قبول نہیں کر سکتے جس کا مطلب ہندوؤں کی آزادی اور ہندو راج کا قیام ہو۔ مسلمانوں کی غلامی ہو...

.....اسلامی ہندوستان کی برطانی راج سے ہندو راج کو منتقلی ہو۔

کانگرس جو کچھ چاہتی ہے وہی ہے کہ اسلامی اکثریت کے صوبوں کو ایک کل ہند وحدت کے تحت لایا جائے جبراً دھر لایا جائے۔ اس سے نہ صرف ہم بنیادی اختلاف رکھتے ہیں۔ بلکہ اگر ایسا ہوا تو ہم اسکی مدافعت میں اپنی ساری طاقتیں اور ساری توانائیاں صرف کر دینگے۔ مجھے توقع ہے کہ ہندوؤں کا ایک سمجھدار طبقہ آخر کار اس کو محسوس کرے گا۔ برطانوی حکومت سے یہ توقع رکھنا بے سود ہے کہ وہ مسلم ہندوستان کو ہندوؤں کے رحم و کرم پر ڈال دے گی۔ مسلم ہندوستان پر کسی ایسے دستور کو نافذ کر کے جو ہندو تصورات پر مبنی ہو۔ برطانی سنگینوں سے اسے قائم رکھنا چاہو تو قطعی احمقانہ حرکت ہو گی۔ ہندوستان کے دستوری مسئلہ کا منصفانہ اور واحد حل پاکستان اور ہندوستان کا قیام ہے۔ جسکی ہم اندرون اور بیرون ملک شرح و توضیح کر رہے ہیں۔

یہ کانگرس ہی ہے جو تمام باشندگان ہند کی آزادی میں حائل ہو رہی ہے۔ اور اس سارے خلفشار کی ذمہ دار ہے کیونکہ اسکی خواہش یہ ہے کہ یا تو سب کچھ اسی کو ملے یا پھر کسی کو کچھ نہ ملے.......... اور یہ ایک ایسا خواب ہے جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو گا۔

قائداعظم محمد علی جناح

کی وہ زندگی بخش تقریر جو آپ نے اکتوبر ۱۹۴۵ء میں مسلم اسٹوڈنس فیڈریشن بلوچستان کے اجلاس میں ارشاد فرمائی۔ اس تقریر میں قائداعظم نے سیاسیات حاضرہ کا بہ نظرِ غائر مطالعہ کرنے کی تلقین فرمائی اور اس بات پر خاص طور پر زور دیا کہ علم سیاست تعلیم کا ایک اہم جزء ہے۔ قائداعظم نے طلباء کی سیاسی بیداری اور ضبط و تنظم کی تعریف کی اور آنے والی انتخابی جد و جہد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ انشاء اللہ ہم اپنے مقاصد میں کامیاب ہونگے۔ اور طاغوتی قوتوں کو ہمارے سامنے سرنگوں ہونا پڑے گا۔

حضرات میں مسلم طلباء کو ہدایت کرونگا کہ وہ سیاسیات کا بہ نظر تعمق مطالعہ کریں۔ سیاست تمہاری تعلیم کا ایک حصہ ہے۔ میں تمہیں متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ تمہاری سیاسی بیداری اور جدوجہد کے راستہ میں چند شخصیتوں اور حکومت کی طرف سے رکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی مجھے یقین ہے کہ تمہاری متحدہ اور پیہم کوشش ملک کے اندر ایک انقلاب برپا کر سکتی ہیں۔ آپ اپنی جدوجہد جاری رکھیں۔ آپ کو مخالفین اور رکاوٹوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ مجاہدین کی طرح اپنے عزم واستقلال کے ہتھوڑے سے راستے کے پتھروں کو پاش پاش کردو۔ تمہاری پیش قدمی جاری رہنی چاہیئے۔ آگے بڑھو۔ فتح و نصرت تمہارے قدم چومنے کے لئے بیتاب و بیقرار ہے۔

آپ کے سپاس نامہ میں یہ سن کر مجھے دلی مسرت حاصل ہوئی کہ آپ اپنی جماعت میں تمام طبقوں کے درمیان اتحاد و تعاون کی اہمیت کا احساس رکھتے ہیں صرف

آپ ہی کو اپنے صوبہ کے حکام کی روش کے خلاف شکایت نہیں بلکہ اس قسم کی شکایات دوسرے مقامات کے لوگوں کو بھی ہیں ہر صوبہ میں عوام حکام کے رویہ سے نالاں ہیں۔ اگر آپ منظم اور متحد ہو کر اپنی شکایات اور مطالبات کو پیش کرینگے تو یقیناً بہتر نتائج برآمد ہو سکتے ہیں اور حکومت آپ کے مطالبات سننے کے لئے مجبور ہو سکتی ہے۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ بلوچستان کروٹ بدل رہا ہے۔ بلوچستان کی نیم سیاسی اور فوجی حکومت کے نظم ونسق کو بدلنے کے لئے عوام میں بیداری کی لہر اور جدوجہد کی تڑپ پیدا ہو چکی ہے۔ وہ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی بیداری، آپ کی جدوجہد آپ کی یکجہتی اور عزم اور استقلال سے اس صوبہ کے نظام میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ آپ اپنی جدوجہد آزادی میں صبر واستقلال کے دامن کو ہاتھ سے چھوٹنے نہ دیں۔ خواہ حالات کتنے ہی اشتعال انگیز کیوں نہ ہوں۔

میں بہت ہی خوش ہوا ہوں کہ آپ ہندوستان کے سیاسی معاملات سے پوری پوری دلچسپی اور لگاؤ رکھتے ہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آئندہ انتخابات ہندوستانی سیاست کا ایک نہایت اہم مرحلہ ہونگے۔ یہ بہت بڑی آزمائش کی ساعت ہے۔ یہ آخری اور فیصلہ کن آزمائش ہے۔ ان انتخابات سے بہت سی گتھیاں وابستہ ہیں۔ جو ان کے نتائج کے بعد حل ہو جائینگی۔ ان انتخابات ہی سے ہمیں بتانا ہوگا کہ مسلمان پاکستان چاہتے ہیں یا کانگرس کے اکھنڈ ہندوستان کے حامی ہیں۔

ہمارا پرزور مطالبہ یہ بھی ہے کہ انتخابات آزادانہ ہونے چاہئیں۔ اور کسی قسم کا سرکاری دباؤ یا اثر استعمال نہ کیا جائے۔ ہم کانگرس کے مقابلہ میں نمایاں اکثریت سے کامیاب و کامراں ہونگے۔ کانگرس کے ساتھ چند مسلمان ہیں وہ گنتی کے مسلمان ہیں۔ کانگرس ان کے ذریعہ ملت اسلامیہ کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ کانگرس کے پاس دولت ہے۔ کانگرس کے پاس مضبوط اور طاقتور پریس ہے۔ لیکن ہمارے ساتھ خدا ہے۔ انشاء اللہ ہم طاقتوں کے مقابلہ میں کامیاب ہونگے۔

پنجاب میں ایک جماعت خفیہ طور پر ہمارے خلاف کوشاں ہے مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ پنجاب کا گورنر مسٹر گلانسی یونینسٹ پارٹی کی حمایت میں مسلم لیگ کو شکست دینے کی پوری کوشش کریگا۔ ان کی طرف سے ہر وہ کارروائی کی جائے گی جس سے مسلم لیگ کو ناکام بنایا جا سکے۔ میں ببانگ دہل اعلان کرتا ہوں کہ نوکر شاہی کی پروردہ یونینسٹ پارٹی کی طاقت کو پنجاب میں توڑ کر رکھ دینگے اور ملت اسلامیہ فتح و ظفر کا پرچم اڑاتی ہوئی مخالفتوں کے گرداب سے ابھرے گی۔ (نعرہائے تکبیر۔)

پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی تقریروں میں اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ ۱۹۴۲ء کی کانگریسی تحریک سے مسلمان بالکل الگ تھلگ رہے۔ میں خوش ہوں کہ انھوں نے حقیقت کا اعتراف کر لیا ہے۔ مسلمانوں نے ۱۹۲۱ء سے لیکر ۱۹۳۱ء تک آزادی کی جد و جہد میں نمایاں حصہ لیا۔ قید و بند کی مصیبتیں جھیلیں گولیاں کھائیں۔ عمر قید اور پھانسی کی سزائیں پائیں۔ لیکن آج میں فخر کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ مسلم لیگ کی ہدایات کے مطابق مسلمان ۱۹۴۲ء کی تحریک سے بالکل الگ رہے اور انھوں نے ثابت کر دیا کہ مسلم لیگ ہی ان کا نمائندہ ادارہ ہے۔ (پرزور تالیاں)

قائد اعظم محمد علی جناح

کی وہ باطل سوز تقریر جو آپ نے ۲۱ نومبر ۱۹۴۵ء میں اجلاس عام پشاور میں ارشاد فرمائی۔ قائد اعظم کی یہ تقریر بھی انتخابی مہم کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ آزادی اور استقلال کے صحیح تصورات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قائد اعظم نے فرمایا کہ ہندوؤں کی غلامی کے لئے مسلمانوں کا ایک قطرۂ خون بھی ضائع نہ ہونے دونگا۔ قربانیاں مسلمانوں کے لئے نئی چیز نہیں۔ صحیح قربانی کے لئے وقت کا تعین کرنا قوم کے لیڈر کا کام ہے۔ آپ نے مسلمانوں کو متحد و منظم رہنے کی تلقین کی اور فرمایا کہ مسلمان ایک خدا، ایک کتاب اور ایک رسولؐ پر ایمان رکھتے ہیں۔ مسلم لیگ کی کوشش یہ ہے کہ ان کو ایک پرچم تلے جمع کیا جائے۔ اور وہ پرچم پاکستان کا ہے۔

معزز حضرات! سب سے پہلی بات جو مجھے آپ سے کہنی ہے وہ یہ ہے کہ آپ انتخابات میں مسلم لیگ کو ووٹ دیں۔ یہاں مسلمانوں کی کل ۳۰ نشستیں ہیں۔ اور اسکے لیے سو سے زائد درخواستیں آچکی ہیں۔ بورڈ کی اولین کوشش یہی ہوگی کہ بہتر سے بہتر امیدوار کا انتخاب کیا جائے۔

مسلمانوں سے یہ امید نہیں رکھنی چاہیے کہ وہ غلامی کے لیے اپنا خون بہائینگے۔ جب تک میں زندہ ہوں ہندوؤں کی غلامی کے لیے مسلمانوں کا ایک قطرۂ خون بھی ضائع نہ ہونے دونگا۔

حضرات یہ فیصلہ کرنا لیڈر کا کام ہوتا ہے کہ اسکے پیرو کس وقت اپنے مخالفوں پر چوٹ لگانے کے قابل بنینگے۔ ایک اچھا جرنیل اسوقت تک حملہ نہیں کرتا جب تک اسے فتح کا یقین نہ ہو۔ یا کم از کم اسے عزت مندانہ شکست کا یقین ضرور ہونا چاہیے۔ میں اس میں یقین نہیں رکھتا کہ پہلے لوگوں کو گولیاں کھانے اور جیل جانے پر

پر آمادہ کروں اور اسکے بعد جیل سے معصومانہ انداز میں یہ اعلان کردوں کہ اس معاملہ میں میرا کوئی ہاتھ نہیں۔ اور جیل سے باہر آؤں تو لوگوں کی قربانیوں کا کریڈٹ حاصل کرنے کی کوشش کروں۔

یہ کہنا بھی سراسر غلط ہے کہ مسلمانوں نے قربانیاں نہیں کیں۔ ۱۹۲۱ء کی جدوجہد میں مسلمان پیش پیش تھے۔ ۱۹۳۰ء میں اسی صوبہ کے مسلمانوں نے اپنی زندگیاں قربان کی تھیں۔ لیکن اس کے برعکس ہندوؤں نے صوبہ سرحد میں اصلاحات کے نفاذ کی مخالفت کی۔

میں نو سال کے بعد پشاور آیا ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ مسلم لیگ پٹھانوں میں بہت ہر دلعزیز ہو چکی ہے۔ یہاں مسلمان کانگرس کی ریشہ دوانیوں کا شکار ہو گئے تھے۔ اب اس سازش سے نجات حاصل کر چکے ہیں۔ مسلمان ایک خدا ایک کتاب اور ایک رسولؐ میں یقین رکھتے ہیں۔ مسلم لیگ کی کوشش یہ ہے کہ ان کو ایک پلیٹ فارم پر ایک پرچم تلے جمع کیا جائے۔ یہ پرچم پاکستان کا پرچم ہے۔

ہمارا کوئی دوست نہیں ہے۔ ہمیں نہ انگریز پر بھروسہ ہے نہ ہندو بنئے پر۔ ہم دونوں کے خلاف جنگ کرینگے۔ خواہ وہ آپس میں متحد کیوں نہ ہو جائیں۔

کانگرس کے لیڈر جو ہر سال یوم آزادی منایا کرتے ہیں اور "ہندوستان خالی کر جاؤ" کے نعرے میں یقین رکھتے ہیں۔ شملہ کانفرنس میں انھوں نے لارڈ ویول کے سامنے گھٹنے ٹیک دئے۔ ہندو مسلمانوں کو دھوکا دینا چاہتے تھے لیکن اس قسم کی کوششیں اب مسلمانوں کو گمراہ نہیں کر سکتیں۔ شملہ کانفرنس میں

میں کانگریس کا حقیقی مقصد مسلم لیگ کو خوف زدہ کرنا تھا۔ اور جب کانگریس مسلم لیگ کو جھکانے میں کامیاب نہ ہو سکی تو اس نے لارڈ ویول کے بوٹ چاٹنے شروع کر دیئے۔ تاکہ وائسرائے یہ اعلان کر دے کہ حکومت بھی لیگ کے خلاف ہے۔ لیکن کانگریس یہاں بھی ناکام رہی۔

میں ایک بار پھر اپیل کرونگا کہ جن لوگوں کو انتخابات میں حصہ لینے کے لئے مسلم لیگ بورڈ کی طرف سے ٹکٹ نہیں ملے۔ وہ بھی لیگ کی کامیابی کے لئے کوشش کریں۔ اگر انھوں نے دس کروڑ مسلمانوں سے غداری کی تو وہ خود بھی وزیر اعظم یا وزیر بننے کے لئے زندہ نہ رہ سکینگے۔ (پر زور تالیاں)

قائد اعظم محمد علی جناح

کی تقریر جو آپ نے مسلم چیمبر آف کامرس بمبئی کے اجلاس میں ۱۲ دسمبر ۱۹۴۵ء کو ارشاد فرمائی۔ مرکزی اسمبلی کے انتخاب میں اسلامیان ہند مخالفین کو پسپا کر کے دنیا پر یہ حقیقت واضح کر چکے تھے۔ کہ دس کروڑ مسلمانوں کا ملی نصب العین پاکستان ہے اور مسلم لیگ ان کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ اس اجلاس میں قائد اعظم کی خدمت میں صوبائی انتخابات کی مہم کے لئے ایک لاکھ ستائیس ہزار کا کیسہ زر پیش کیا گیا۔ قائد اعظم نے اس مالی ایثار پر اظہار مسرت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے مخالفین صوبائی انتخابی مہم میں بھی خاسر و نامراد رہینگے۔ مسلمان یہ بتلا چکے ہیں کہ وہ صرف پاکستان چاہتے ہیں۔ یہ ان کا آخری فیصلہ ہے اور اب دنیا کی کوئی طاقت انہیں اس نصب العین سے دور نہ ہٹا سکے گی۔ ہم پاکستان کی طرف قدم بڑھاتے چلے جائینگے۔

حضرات! آپ نے ایک لاکھ ستائیس ہزار روپے کا کیسۂ زر پیش کر کے مسلم لیگ اور پاکستان کے حق میں کامل اعتماد کا اظہار فرمایا ہے۔ آپ کے اس جوش کو دیکھ کر میں دلی مسرت کا اظہار کرتا ہوں۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے پچھلے دنوں آسام اور بنگال میں بہت زور شور سے تقریریں کی ہیں۔ حقیقت میں یہ تنگ مزاج پنڈت کوئی نئی چیز سیکھنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتا۔ مرکزی اسمبلی کے انتخابات نے ان لوگوں کا دماغ درست کر دیا ہے۔ اگر صوبائی انتخابات آزاد ماحول میں ہوئے تو مسلم لیگ کو ہر صوبے میں کامیابی حاصل ہوگی۔

نیشنلسٹ مسلمان جانتے ہیں کہ انھیں صوبائی انتخابات میں بھی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ وہ مسلم لیگ کے کارکنوں اور حامیوں کو مشتعل کرنے کی کوشش کریں گے اور اس طرح ملک بھر میں فسادات کرائیں گے۔ لیکن میں مسلمانوں سے اپیل

کرونگا کہ وہ صوبائی انتخابات کے سلسلہ میں بھی اسی ضبط کا مظاہرہ کریں جس کا مظاہرہ انھوں نے مرکزی اسمبلی کے انتخابات کے دوران میں کیا ہے۔

مرکزی اسمبلی کے انتخابات کے جدوجہد کی پہلی منزل طے کرلی ہے۔ کانگرس نے نہایت بزدلی کا ثبوت دیا ہے۔ اسے دیانتداری کے ساتھ کانگرس ٹکٹ پر کسی مسلمان کو کھڑا کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ کانگرس نے یہ راہ فرار کیوں اختیار کی؟۔ اسے خوب معلوم تھا کہ ان کے لئے وہی ناکامی مقدر ہوچکی ہے۔ جو اس کے نام نہاد قوم پرست حلیفوں کے حصہ میں آئی ہے۔ وہ اب منہ کی کھا چکے ہیں مسلمان ثابت کرچکے ہیں کہ وہ پاکستان اور صرف پاکستان ہی چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کا یہ آخری فیصلہ ہے۔ مسلمان دنیا پر یہ حقیقت واضح کرچکے ہیں کہ اسلامی ہند بیدار ہوچکا ہے۔

پنڈت نہرو نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ کانگریس کے انتخابی منشور میں ہندوستان کے مستقبل کا واضح خاکہ پیش کردیا گیا ہے۔ ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ پنڈت نہرو ہندوستان میں کس قسم کا آئین نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ آج وہ آزادی کے علمبردار بنے بیٹھے ہیں۔ کیا سرزمین ہندوستان میں ایک متنفس بھی ایسا موجود ہے جو اس براعظم کی آزادی اور خودمختاری کا حامی نہیں۔ ہمارے پیش نظر اصل سوال یہ ہے کہ کانگرس حکومت کا انتظام وانصرام کسے سونپنا چاہتی ہے؟ ہم پوری طرح جانتے ہیں کہ کانگرسی قائدین اپنی تقریروں میں کہہ چکے ہیں کہ "ذات کاسٹ ہندو"، کانگرس کی حکومت چاہتے ہیں۔

پنڈت نہرو نے ایک بیان میں کہا کہ کانگریس نے مسلم لیگ سے مصالحت

کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اسکی کوششیں کامیاب نہ ہوسکیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کانگریس خواب وخیال کی دنیا میں ہی رہنا چاہتی ہے! اور اسطرح مسلمانوں کو فریب میں مبتلا کرنا چاہتی ہے تو میں فخر کے ساتھ کہونگا کہ اگر اس کی کوششیں ناکام ہوئی ہیں تو نہایت ہی اچھا ہوا ہے۔ جب تک کانگریس خواب وخیال کی دنیا میں رہیگی۔ اسے آزادی کی جدوجہد میں اپنا قدم آگے بڑھانے میں ناکامی ہی رہے گی۔

اگر قوم پرست مسلمان واقعی دیانتدار ہیں تو انھیں مسلم لیگ کی حریف کانگریس کی پناہ چھوڑ دینی چاہیے۔ وہ مسلمانوں کی قومی تنظیم میں شریک ہوں اور اس کی رہنمائی کریں۔ اگر انھیں مسلم لیگ کی پالیسی اور پروگرام سے اختلاف ہے۔ تو انھیں چاہیئے کہ وہ مسلم لیگ میں آئیں اور اسکی پالیسی اور پروگرام کو منتشکل کریں اور وہ اپنی علیحدہ آزاد جماعت قائم کریں۔ اور اپنی پالیسی اور پروگرام مسلمانوں کے سامنے رکھیں۔ یہ خود کشی کی پالیسی ترک کردیں۔ اگر مسلمان ان کے پروگرام سے متفق ہوگئے۔ اور انھیں یقین ہوگیا کہ مسلم لیگ کی پالیسی نقصان دہ ہے۔ تو وہ انکی تائید پر آمادہ ہوجائینگے۔ مسلم لیگ صرف مسلمانوں کے طبقۂ امراء پر مشتمل نہیں ہے بلکہ مسلم لیگ کی پشت پناہی عوام الناس کررہے ہیں۔ مسلم لیگ مسلمانوں کی قومی بیداری کی وہ طوفانی لہر ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ ہم پاکستان کیطرف قدم بڑھاتے چلے جائینگے۔

قائدِ اعظم محمد علی جناح

کا وہ حقائق افروز اور باطل شکن خطبہ صدارت جو آپ نے ۷ اپریل ۱۹۴۶ء کو عربک کالج دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کنونشن کے انعقاد پر ارشاد فرمایا ۱۹۴۶ء کا سال سیاست ہند میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ یہی وہ سال ہے جس میں سلطنت برطانیہ کے ارباب بست وکشاد نے بین الاقوامی حالات سے مجبور ہو کر ہندوستان کو آزادی عطا کرنے کا اعلان کیا اور اس مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ملک معظم کی مرکزی حکومت نے برطانوی کابینہ کا ایک نمائندہ وفد ہندوستانیوں کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لئے دہلی روانہ کیا مرکزی اور صوبجاتی اسمبلیوں کے انتخابات میں مسلمانوں کی کامیابی کی وجہ سے کانگریسی رہنماؤں کے سینوں میں بغض وحسد کی دبی ہوئی چنگاریاں شعلوں کی صورت اختیار کر رہی تھیں، ایک طرف ہندوؤں کے بہت سے متکبر اور جنگجو قائدین مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے لئے طرح طرح کی دھمکیاں دے رہے تھے، دوسری طرف ہندو کانگریس کے آمر مسٹر موہن لال کرم چند گاندھی جو بظاہر چار آنے کے ممبر بھی نہیں برطانوی سرمایہ داروں کو تجارتی ترمیمات اور مشترکہ مفاد کے سبز باغ دکھا کر سیاسی بقا میں مصروف تھے اور وہ مطالبہ پاکستان کو نظر انداز

کرانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔

اسلامیانِ ہند اس وقت حقیقتاً زندگی کے دوراہے پر کھڑے تھے۔ کیا مسلمانوں کے استقلال اور آزادی کے تصورات بھی وہی ہیں جو ہندو سرمایہ داروں کے ہیں؟ کیا دس کروڑ مسلمانوں کی زندہ جاوید قوم اپنے تمدنی اور ملی تشخص کو فنا کر کے متحدہ قومیت کے دامِ ہمرنگِ زمین میں پھنس جائے گی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی موت کا اعلان کر دے گی یا مردانہ وار ایک باعزت اور باوقار قوم کی طرح اپنے محبوب نصب العین پاکستان کی طرف قدم بڑھائے گی

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ فقید المثال کنونشن جس میں مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے تمام مسلم لیگی اراکین نے دس کروڑ اسلامیانِ ہند کے واحد نمائندے اور کشتیِ ملک کے ناخدائے فرزانہ قائدِ اعظم محمد علی جناح کی سرکردگی میں پاکستان حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کا فیصلہ کیا۔ ہماری تاریخ آزادی میں ایک ذریں باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ حقیقتاً یہ ان مجاہدینِ اسلام کا اجتماع تھا۔ جنکے ہاتھوں لیلائے کانگریس کی تجوریوں کے سیکروں مجنوں ذلت آمیز شکست کھا چکے ہیں۔

اس عدیم المثال ملی اجتماع میں قائدِ اعظم محمد علی جناح اپنا خطبۂ صدارت لکھ کر لائے تھے۔ یہ وہ خطبۂ صدارت تھا جس کے لئے ایک دنیا منتظر تھی اسلامیانِ ہند اسلئے منتظر تھے کہ اس سے ان کی تقدیر وابستہ تھی ہندو اسلئے منتظر تھے کہ اس تاریخی فیصلے پر ان کے "اکھنڈ بھارت" کے خواب

کی تعبیر کا انحصار تھا. قائداعظم نے اِس ملی اجتماع میں یہ اعلان کرکے کہ :-
"ہم پاکستان حاصل کرکے رہینگے یا فنا ہو جائینگے." اس فقرہ میں دس کروڑ مسلمانوں کے عزم استقلال کی صحیح ترجمانی کردی.

قائداعظم کا یہ بصیرت افروز خطبہ اور کنونشن کی کارروائی اجلاس ختم ہونے کے دو گھنٹہ بعد دنیا کی بڑی بڑی نشرگاہوں سے براڈکاسٹ کی گئی.

"مرکزی اور صوبجاتی مجالس مقننہ کے معزز ارکان!

میں آپ جملہ حضرات کی خدمت میں جو اس کنونشن میں شرکت کیلئے یہاں جمع ہوئے ہیں صمیم قلب سے ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں اور اس کنونشن میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

" آپ سب حضرات جانتے ہیں کہ گذشتہ چند مہینوں میں ہندوستان کے طول و عرض میں جنگ انتخابات لڑی جا رہی تھی۔ اس معرکہ میں خدائے بزرگ و برتر کی تائید اور آپ حضرات کی عرق ریزی اور جانفشانی سے ہم نے ایک ایسی فتح حاصل کی ہے جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ ہماری کامیابی کا یہ تاریخی کارنامہ اس امر کا شاہد ہے کہ ہم نے تقریباً نوے فی صدی مسلم نشستوں پر قبضہ کر لیا ہے (نعرہائے تکبیر اور تالیاں) اور آپ حضرات ہندستان کے مختلف مسلم حلقہ ہائے انتخاب سے منتخب شدہ واضعان قانون کی حیثیت

سے تشریف لائے ہیں، یہ اجتماع ایک ایسی بے مثل نوعیت رکھتا ہے کہ ہندوستان کی تاریخ میں آج تک ایسا کوئی دوسرا اجتماع منعقد نہیں ہوا ہے۔ اس لئے اب یہ ہمارا فرض ہے کہ یہ غور کریں کہ آئندہ ہمیں کیا کرنا ہے۔

"ملت کے منتخب شدہ اور پسندیدہ نمائندہ ہونے کی حیثیت سے ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ یہ کنونشن آئندہ کے لئے قطعی اور غیر مبہم الفاظ میں اس امر کا اعلان کرے گا کہ ہمارا نصب العین کیا ہے۔ مجھے اس امر میں مطلق کوئی شبہ نہیں ہے کہ اس مسئلہ میں ہماری ایک اور صرف ایک ہی رائے ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم پاکستان چاہتے ہیں۔ اور اس کے حصول کی جنگ میں ہمارے قدم نہ ڈگمگائینگے۔ اور ہم پیش قدمی کرنے میں پس وپیش نہ کریں گے اور اگر ضرورت پڑی تو ہم پاکستان کے لئے اپنی جانیں دے دینگے۔

ہم تو پاکستان حاصل کر کے ہی رہیں گے۔ یا فنا ہو جائیں گے (مسلسل کئی منٹ تک نعرے اور تالیاں)

"اب آپ کو باہمی تبادلہ خیالات کا موقع ملے گا۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ کچھ عملی پروگرام آپ کے سامنے رکھا جائے اور وہ پروگرام یہ ہے کہ میرے اس خطبہ کے بعد آپ حضرات ایک مجلس مضامین کی تشکیل کریں گے۔ چونکہ اس مجلس میں اراکین کی تعداد زیادہ ممکن نہیں ہے۔ اس لئے ہر صوبہ ایک معینہ تعداد منتخب کرے گا۔ اور جب یہ مجلس مضامین کوئی قرارداد یا تجاویز

مرتب کرے گی۔ تو وہ مکمل ایوان کے سامنے پیش کر دی جائیگی۔ ایک کثیر التعداد جماعت میں کسی تجویز پر بحث وتمحیص نہیں کی جاسکتی۔ اس لئے عملی طریقہ یہی ہے کہ ہر صوبہ اراکین مجلس مقننہ کی تعداد کا دس فیصدی کوٹہ منتخب کرے۔ اور اس میں مرکزی مجلس مقننہ کے ارکان کا اضافہ کر دیا جائے گا۔ لیکن ان کی تعداد بھی مختصر ہو گی۔ اس طرح آپ کی مجلس مضامین کی تشکیل ہو جائیگی۔ ان حقائق کے پیش نظر کہ وزارتی مشن یہاں موجود ہے اور اس کے ارکان ہم سے مسائل پر بحث کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ ہمیں مجلس مضامین میں تازہ مکمل صورت حالات اور علی الخصوص پاکستان کے دستوری مسئلے کی حل کے متعلق پورے غور و فکر کے ساتھ جائزہ لینا ہو گا۔

خواتین و حضرات!

"میں آپ کے سامنے موجودہ صورتِ حال رکھنی چاہتا ہوں۔ میرا ارادہ طویل تقریر کرنے کا نہیں ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ موجودہ حالات کی ایک تصویر مختصر سے مختصر الفاظ میں آپ کے سامنے پیش کر دوں۔

"آپ نے وہ بیانات اور تقاریر پڑھی ہونگی جو روزانہ کی جارہی ہیں۔ اور بالخصوص آپ نے گذشتہ تین ہفتوں میں کانگریسی قائدین کے بیانات اور تقاریر کا مطالعہ کیا ہوگا۔ میں نے کانگریس کی پوزیشن کو سمجھنے کی کوشش کی ہے اور میں نے اس کے متعلق جو کچھ سمجھا ہے۔ اس کو آپ کے سامنے رکھدیتا ہوں۔ مسلمانوں کے مطالبہ پاکستان کے جواب میں کانگریس کے سرکردہ رہنماؤں نے جو تازہ ترین اعلانات کئے ہیں اور خصوصاً اس ہفتہ میں انھوں

نے جو بیانات دئے ہیں، ان بیانات کے بموجب کانگریس کی پوزیشن یہ ہے۔ سردار پٹیل فرماتے ہیں کہ "کانگریس اس حد تک مسلم لیگ کے لئے گنجائش نکالنے کو تیار ہے کہ صوبوں کی از سرِ نو تنظیم کی جائے اور ان علاقوں کو جہاں مسلمانوں کی غالب اکثریت ہے جہاں تک ہو سکے پوری خود مختاری دے دی جائے"۔ وہ مزید فرماتے ہیں کہ "اور یہ اس شرط کے ساتھ ہو گا کہ ایک مضبوط مرکز قائم رہے۔ جس کا ہونا ہندوستان کی مدافعت کے لئے ضروری ہے"۔ سردار پٹیل یہ بھی کہتے ہیں کہ کانگریس کبھی بھی اس نظریے کو قبول نہ کرے گی۔ کہ ہندوستان میں دو قومیں ہیں۔ اور نہ وہ مذہب کے اساس پر قومیت کے وجود کو تسلیم کرے گی"۔

"پنڈت جواہر لال نہرو ۴ اپریل کو فرماتے ہیں کہ "موجودہ صورتِ حال کو طے کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہندوستان کی آزادی کو واضح طور پر تسلیم کر لیا جائے اور ہندوستانیوں کو علیحدہ چھوڑ دیا جائے کہ وہ مداخلت کے بغیر اپنے اختلافات کو طے کریں اور حل تلاش کریں۔" ایک ایسی تیسری پارٹی کی موجودگی میں جو صورتِ حال پر قابو رکھتی ہے۔ ان اختلافات پر غور کرنا ہمیشہ دشوار ہوا کرتا ہے۔ اور جب یہ بات بالکل صاف اور واضح طور پر محسوس کر لی جائے گی کہ ہندوستان ایک آزاد وجود کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور جب یہ محسوس کر لیا جائے گا کہ ہندوستان کے فرقوں اور گروہوں کو لازماً سمجھوتہ کرنا پڑے گا۔ اگر بد قسمتی سے کسی سمجھوتہ کرنے سے قبل وہ باہم لڑتے ہیں تو اسی وقت حقیقی صورتِ حال پیدا ہوتی ہے۔ پنڈت جی یہ بھی فرماتے

ہیں کہ آزادی تسلیم کر لینے کے بعد سب سے پہلا کام یہ ہوگا کہ ایک آئین ساز مجلس کی تشکیل کی جائے جس کو حاکمانہ اقتدار حاصل ہو۔ انھوں نے اپنی ایک دوسری حالیہ تقریر میں از راہِ کرم ایک ایسے مسخ شدہ پاکستان کی پیشکش کی ہے جو ایک مضبوط مرکزی کانگریسی حکومت کے تابع رہیگا۔

اگر آپ اس کانگریسی فارمولے کا تجزیہ کریں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ سب سے پہلے تو برطانوی حکومت آزادی تسلیم کرے اور حکومتی نظام جس میں سول اور ملٹری تمام امور شامل ہیں۔ کانگرس کے حوالہ کر دیں جو اپنے تخیل کے بموجب قومی حکومت کی تشکیل کریں۔ اور برطانوی حکومت بے تعلق ہو جائے۔ اور جب کانگریسی مکمل طور پر حکومت و اقتدار کے تخت پر براجمان ہو جائینگے۔ اس وقت وہ آئین ساز مجلس کی تشکیل کا کام شروع کریگی۔ جس کو اختیارِ حاکمیت حاصل ہوگا۔ اور یہ آئین ساز جماعت اس وسیع برِ کوچک کے چالیس کروڑ باشندوں کے مقدر کا فیصلہ کرے گی۔ پنڈت نہرو کے قول کے قول کے مطابق اس وقت مختلف فرقوں اور گروہوں کو اس کے فیصلہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا پڑے گا۔ ورنہ جنگ وجدال کریں۔ اور جب ہی حقیقی صورت نمایاں ہوگی۔

"لیکن ہمارے سامنے تو اس وقت بھی حقیقی صورت حالات موجود ہیں۔ اور یہ حماقت ہوگی کہ ہم ان کی طرف سے ۔ ۔ ۔ آنکھیں بند کر لیں۔ اور یہ تصور کریں کہ عارضی کانگریسی قومی حکومت یا کانگریسی قائدین کے نقطۂ نظر کے مطابق بنی ہوئی مجلس آئین ساز کا کوئی حکم نامہ یا فیصلہ لوگوں کی تائید

وہ وفاداری حاصل کر سکے گا۔ اگر اس تجویز کو عملی صورت دی گئی اور پنڈت نہرو کے منصوبے کے بموجب حکومت کا قیام ہوا تو یہ حکومت اڑتالیس گھنٹے بھی قائم نہ رہ سکے گی۔

"یہ امر ناقابلِ یقین ہے کہ اس فسطائی گرانڈ کونسل کو ایسے مکمل اختیارات تفویض کر دئے جائینگے کہ فوراً دس کروڑ کی قوم کے مستقبل اور مقدر کا فیصلہ نافذ کر سکے۔ یا یہ کہ موجودہ حکومتی مشنیری ان کے سپرد کر دی جائے گی۔ تاکہ وہ دس کروڑ مسلمانوں۔ دیگر گروہوں اقلیتوں اور دیگر مفادات کے خلاف اس کو استعمال کریں۔ ان کی یہ تجویز اور اسکیم خواہ اس کا آپ کچھ بھی نام رکھیں انتہائی مضحکہ خیز ہے۔

اس کے برخلاف مسلم لیگ جو طرزِ عمل اختیار کئے ہوئے ہے۔ وہ حقیقت پر مبنی ہے۔ میں ہندو اور مسلمانوں کے مابین بنیادی اور اساسی اختلافات کو مکمل تفصیلات کے ساتھ بیان کر چکا ہوں۔ ان دونوں بڑی قوموں کے درمیان پچھلی تمام صدیوں میں کسی وقت بھی معاشرتی، مجلسی یا سیاسی اتحاد نہیں ہوا ہے۔ ہندوستانی وحدت کا جو راگ الاپا جاتا ہے وہ محض مادی ہے۔ ہندوستان پر برطانوی حکومت مسلط ہے۔ پولیس اور فوج کی قوت سے اس ملک میں قانون اور امن و امان برقرار رکھا جاتا ہے۔ اس طرح ہندوستان کو ایک مادی وحدت میں جکڑ دیا گیا ہے۔

"کانگریس کا دعویٰ قومیت کی بنیاد پر قائم ہے۔ متحدہ قومیت تو عالمِ وجود میں ہی نہیں ہے۔ اور جو لوگ خوابوں کی دنیا میں رہتے ہیں۔ ان کے ذہن میں یہ

موجود ہے۔ ہمارا فارمولا اس اساس پر قائم ہے کہ اس برکوچک کی زمین کو دو علیحدہ با اقتدار اور آزاد مملکتوں یعنی ہندوستان اور پاکستان میں منقسم کر دیا جائے۔

"کسی عارضی مرکزی حکومت میں مسلم لیگ کے تعاون کرنے کے مسئلہ پر غور کرنے کی لازمی شرط یہ ہے۔ کہ پاکستان کے بنیادی اصولوں کو تسلیم کر لیا جائے اور غیر مبہم الفاظ میں واضح طور پر یہ عہد کیا جائے کہ قیام پاکستان کو بلا تاخیر پورا کیا جائے۔ صرف اس وقت ہم دوسرا قدم اٹھائینگے۔

اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ صرف ایک دستور ساز اسمبلی کے نظریہ کیلئے کوئی جگہ نہیں ہے اور ہم اس کو منظور نہ کرینگے۔ کیونکہ ایک دستور ساز اسمبلی کو قبول کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم ایک متحدہ ہندوستان کی بنیاد پر جو کہ ناممکن ہے کارروائی کرنے پر رضامند ہونگے۔ دیگر متعدد اعتراضات کے علاوہ ایک یہ اعتراض بھی ہے جو کہ بالکل واضح ہے کہ ایک آئین ساز جماعت صرف کانگرس کے حکم کی پابند ہوگی۔ اور یہ نتیجہ پہلے ہی سے ہمارے سامنے ہے کہ مسلمان اس میں بے یار و مددگار اقلیت کی حیثیت میں ہونگے۔

"اس کے برخلاف ہمارے فارمولے کے مطابق دو با اختیار آئین ساز مجالس ہونگی۔ ایک ہندوستان کے لئے اور دوسری پاکستان کے لئے۔ پاکستان کی مجلس آئین ساز کا یہ کام ہوگا کہ وہ باہمی ربط و اتصال کے لئے ڈیفنس یا دیگر امور جن کو ترتیب دینا ضروری ہو۔ ان کو طے کرے۔ اور یہ سب کچھ پاکستان اور ہندوستان ہر دو مملکتوں کے درمیان معاہدوں اور عہد

ناموں کے ذریعہ طے پائے گا۔

ہم کوئی ایسی تجویز منظور نہیں کر سکتے جو کسی صورت میں بھی پاکستان کے مکمل اقتدار کے لئے تنقیص آمیز اور حقارت آمیز ہو۔

"ہندوؤں کو ہمارے فارمولے سے اس برکوچک کا تین چوتھائی حصہ مل جاتا ہے جس کی آبادی تقریباً پچیس کروڑ ہے۔ مملکتِ ہندوستان چین کے ماسوا دنیا کی ہر مملکت سے رقبہ و آبادی میں بڑی ہوگی۔ ہم کو تو صرف ایک چوتھائی حصہ ملیگا۔ اس طرح سے ہم دونوں بڑی قومیں اپنے اپنے نظریوں تمدن اور معاشرتی ساخت کے مطابق زندگی بسر کرینگے۔ اس کے برخلاف اگر کانگرس کا مطالبہ منظور ہو جاتا ہے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہم نہ صرف ہندو راج کے رحم و کرم پر چھوڑ دیئے جائینگے۔ بلکہ سامراجی عزائم والی اس ہندو کانگرس کو یہ دلیری حاصل ہو جائے گی کہ وہ یہ دعوے کرے کہ وہ تن تنہا ہندوستان کی ترجمانی کرتی ہے۔ وہ لوگ یہ بھی دعوے کرینگے وہ برطانوی راج کے واحد وارث ہیں اور اسلئے کانگریسی راج قائم کرینگے۔

"اس ناپاک منصوبہ کی تکمیل پر اسلامی ہند کبھی متفق نہ ہوگا۔ مسلمانانِ ہند مجبور ہونگے اور اس کے علاوہ ان کے پاس کوئی دوسرا چارہ کار بھی باقی نہ رہے گا کہ وہ ہر ممکن طریقہ سے اس کی مزاحمت کریں۔

"برطانیہ کو یہ دھمکیاں دی جارہی ہیں کہ اگر اس نے کانگریس کے مطالبہ کے آگے سر نگوں کیا تو کشت و خون ہوگا۔ جس کے لئے تیاریاں بھی ہو رہی ہیں اور وہ برطانوی تجارت کو مفلوج کر دینگے۔ برطانیہ کو مزید یہ بھی دھمکی دی جا رہی

ہے کہ اگر اس نے مطالبہ پاکستان کی تائید بھی کی تو اس کے نتائج بھی یہی ہونگے۔

"اگر بد قسمتی سے خونریزی کی دھمکی سے جو محض گیدڑ بھبکی ہے۔ اور جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ برطانیہ زغہ میں آجاتا ہے تو اس مرتبہ اسلامی ہند غیر جانبدار اور تماشائی نہیں رہے گا۔ اسلامی ہند اپنا کام کرے گا۔ اور تمام خطرات کا مقابلہ کرے گا۔ مسٹر نہرو بہت زیادہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ معمولی شورش ہو گی۔ وہ ابھی تک انند بھون کی فضا میں رہتے ہیں۔

"اسی طرح اگر برطانیہ کانگریسی عیاری کا شکار بن جاتا ہے۔ اور اپنے لئے تجارتی سہولتیں حاصل کرنے کے لالچ میں مسلمانوں کو فروخت کر دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ وہ سہولتیں جو آجکل نہایت فراخدلی کے ساتھ کانگریسی رہنما پیش کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں مسٹر گاندھی تو بہت سبقت لے گئے ہیں اور انہوں نے پر زور طریقہ پر اس امر پر اپنی رضامندی کا اظہار کیا ہے کہ وہ برطانوی سامان تجارت کو "ترجیحات" دے دینگے۔ لیکن کانگریسی قائد بن یہ بھول جاتے ہیں کہ اس مسئلہ میں نہ صرف کانگریس کے مربی اور سرپرست ہندو سرمایہ دار بلکہ سامان خریدنے والے اور استعمال کرنے والوں کو بھی دخل ہے اور یہ حقیقت بھی بھول جاتے ہیں کہ برطانوی مال کے سب سے زیادہ خریدار اور استعمال کرنے والے مسلمان ہیں۔ مجھے توقع ہے کہ برطانیہ کے تجارتی رجحانات ان حرص دلانے والے وعدے، اور دلکش تجارتی ترجیحی پیش کشوں سے زغہ میں نہ پھنسیں گے۔

حقیقت الامر تو یہ ہے کہ کانگریس ہمیشہ سے وعدے کرنے اور شرائط پیش کرنے کے عادی رہے ہیں۔ مگر وہ ان پر کاربند ہونے کی نیت نہیں کرتے۔

حالات کے بموجب اور حسب ضرورت اپنے سابقہ وعدوں اور عہد کو مسترد کر دیا کرتے ہیں۔

"اس سب سے قطع نظر کیا برطانیہ ہندوستان میں تجارتی خوش حالی سودا گری اور منڈیوں کی پُر فریب امیدوں اور وعدوں کے عوض دس کروڑ مسلمانوں اور کروڑوں دیگر اقلیتوں کو فروخت کرنا چاہتا ہے؟ اگر برطانیہ اس حد تک جانے کو تیار ہے۔ تو برطانیہ عظمیٰ کی تاریخ میں فی الواقعی یہ سب سے بڑا سانحہ ہوگا۔ مزید براں یہ کہ

معزز حضرات! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے۔ میں نے وزیر ہند سے غیر سرکاری طور پر متعدد طویل گفتگوئیں کی ہیں۔ اور اس کے بعد بحیثیت مجموعی سرکاری طور پر گفتگو کی۔ سردست میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ آپ سے اس کے متعلق کچھ کہوں۔ ماسوائے اس کے مسئلہ دستور ہند کے حل کے سلسلہ میں ہم سب کے درمیان آزادانہ صاف صاف انتہائی خوشگوار انداز میں تبادلہ خیالات ہوئے۔ لیکن جہاں تک ہمارا تعلق ہے پاکستان کے بنیادی نظریوں اور اس کے حاکمانہ اقتدار پر کوئی سودے بازی نہیں ہو سکتی۔

"ہم ایک دستور ساز مجلس پر متفق الرائے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس کے معنی یہ ہونگے کہ ہم خود اپنے پروانۂ موت پر دستخط کر رہے ہیں۔ ہم کسی عارضی انتظام کے مسئلہ پر بھی غور کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں جب تک کہ پاکستان کی اسکیم کو لازمی شرط کی حیثیت سے منظور نہیں کر لیا جاتا۔

اگر کوئی عارضی نظام اور آئین ہم پر زبردستی نافذ کیا گیا تو ہمارے لئے اس

کے علاوہ کوئی دوسرا چارہ کار نہ ہوگا کہ ہم ہر ممکن طریقہ سے اس کی مخالفت کریں۔ میں پورے اعتماد کے ساتھ آپ سب کی جانب سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہم اپنی ہر متاعِ عزیز کو حتیٰ کہ سب کچھ قربان کر دینے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن نظامِ حکومت کے متعلق کسی ایسی تجویز کو جو ہماری رضامندی کے بغیر مرتب کی گئی ہو۔ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

اگر برطانیہ اس حد تک تجاوز کرے تو وہ ان حلیفہ بیانوں اور حتمی وعدوں کی بدترین اور صحیح عہد شکنی کا مرتکب ہوگا۔ جو اس نے ہمارے ساتھ اعلان اگست ۱۹۴۲ء کے ذریعہ اس وقت کئے تھے جب کہ وہ مصائب جنگ میں گھرا ہوا تھا۔ اور ہمارے خون و مال کی ضرورت تھی۔ حکومت کے اس طرزِ عمل سے معاملات انتہا کو پہنچ جائینگے۔ اور ہمارے لئے ناقابلِ برداشت ہو جائینگے۔ مگر انھوں نے ہمارے ساتھ غداری کی تو ہم عزمِ مستقیم اور دلیری کے ساتھ مقابلہ کرینگے۔ اور تمام ممکن طریقوں سے اس کی مزاحمت کرینگے۔

اس برکوچک میں بسنے والی ہر دو قوموں ہندو اور مسلمانوں کے لئے پہلا مطالبہ یکساں طور پر مبنی بر انصاف ہے۔ اور ہمارا مقصد عادلانہ ہے۔ اسلئے خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تامل یا تردد نہ کرنا چاہئے۔ اور پاکستان کے منظم تربیت یافتہ مجاہدوں کی طرح اپنی صفوں میں کامل اتحاد کے ساتھ ہم کو اپنے قدم آگے بڑھانے چاہئیں۔

"حضرات! مجھے یقین ہے کہ انتخابات میں ہم نے جو عظیم الشان کامرانی حاصل کی ہے۔ آپ سب اصحاب اس پر مسرور و شادماں ہونگے۔ آپ نے دنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ ہم ایک "ملتِ متحدہ" ہیں اور یہ کہ ہم کچھ کام کرنا چاہتے ہیں۔

"اب صرف ایک اور بات عرض کرنی چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ کوئی ایسی طاقت اور حکومت نہیں ہے۔ جو ہم کو اپنے محبوب ترین نصب العین پاکستان کے حصول سے باز رکھ سکے۔ لیکن صرف ایک شرط ہے اور وہ شرط..... اتحاد ہے۔ اور مجھے یقین واثق ہے کہ ہم یکے بعد دیگرے فتح و کامیابی حاصل کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہینگے۔ اور ہم پاکستان حاصل کر کے ہی رہینگے۔

قائداعظم محمد علی جناح

یہ وہ انقلاب آفریں تقریر ہے جو اس شیب آشنا مجاہد اسلام اور پیکر عزم و استقلال نے مسلم واضعین قانون کے انقلاب آفریں کنونشن کی کارروائی کے اختتام پر ارشاد فرمائی۔ دس کروڑ اسلامیان ہند کے امیر ملت کی یہ وہ حیات بخش تقریر ہے جب مسلم قوم کے نمائندگان حصول پاکستان کے لئے مقدس عہد کر کے حلف نامہ پر دستخط کر چکے تھے۔ ان مجاہدین میں سے بعض ممبران نے حلف ناموں پر اپنے خون سے دستخط کئے تھے۔ قائداعظم نے اس تاریخی حلف نامہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے ایک واضح، غیر مبہم اور پرزور اعلان کیا ہے۔ ہم نے تمام خطرات کا مقابلہ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ہمارے لئے اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں ہے۔ اس تقریر میں قائداعظم نے بلندیٔ کردار پر خصوصیت کے ساتھ زور دیا۔ اور فرمایا کہ عزت، خودداری، عزم و استقلال کی پختگی، دیانت داری...... ان تمام خصوصیات کا بدرجہ اتم موجود ہونا ہی بلندیٔ کردار ہے۔

ہم کس لئے جدوجہد کر رہے ہیں؟ ہمارا نصب العین کیا ہے؟ ہمارا مقصد تنگ نظری اور تعصب نہیں۔ ہم ایسی مملکت کا قیام نہیں چاہتے، جو تنگ نظری اور مذہبی تعصب پر قائم ہو۔ مذہب ہم کو انتہائی محبوب ہے، مذہب کے مقابلہ میں تمام دنیاوی چیزیں ہمارے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتیں لیکن بعض دوسرے امور بھی ہیں جو ملی زندگی کے لئے اہم اور ناگزیر ہیں۔ مجلسی زندگی اور اقتصادی زندگی بھی قوم کے لئے ضروری ہوتی ہے سیاسی قوت کے بغیر آپ اپنے مذہب کی بھی حفاظت نہیں کر سکتے اور آپ کی اقتصادی زندگی کا بھی تحفظ نہیں ہو سکتا۔

ہم نے مکمل غور و فکر اور بحث و مباحثے کے بعد ایک قرارداد منظور کی ہے ہم نے اس عالیشان اور تاریخی کنونشن میں ایک حلفیہ اعلان کیا ہے۔ ہم اگرچہ بہتری کی توقع رکھتے ہیں۔ مگر بد ترین حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے

تیار ہیں ہم نے ایک واضح، غیر مبہم اور پرزور اعلان کیا ہے۔ ہم نے تمام خطرات کا مقابلہ کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ ہمارے لئے اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ بھی باقی نہیں ہے۔

"جہانتک مسلم اقلیت کے صوبوں کا مسئلہ ہے میں بھی ایک اقلیت کے صوبہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ ان صوبوں کے مسلمان پاکستان کے مجاہد ہیں انہوں نے پاکستان کی جانب سب کی رہبری کی ہے اب اکثریت اور اقلیت کا کوئی سوال نہیں رہا۔ پاکستان کے اصول پر سب کو اتفاق ہے۔ ہاں چند مسلمان اب بھی ایسے ہیں جو ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ میں ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچانی نہیں چاہتا۔ اور اس میں کوئی فائدہ بھی نہیں۔ یہ لوگ تو کسی شمار میں نہیں ہیں۔ لیکن ان لوگوں کو اب خاموش ہو جانا چاہئے۔ لیکن وہ خاموش نہ ہوں گے۔ وہ اپنی حرکات جاری رکھیں گے۔ کیونکہ ان کا کام تو یہ ہے کہ اپنے آقاؤں کے سُر سے سُر ملائیں۔ (تالیاں)

کبھی ایسے آدمیوں کا خیال نہیں کیا جاتا۔ آج صرف ہندوستان میں نہیں بلکہ انگریز اور امریکی بھی یہ محسوس کرتے ہیں کہ ایسے لوگ کانگریس کے نمائشی کھلونے کے علاوہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ میں اس پلیٹ فارم سے بلا خوفِ تردید کہتا ہوں کہ اسلامی ہند کلیتاً متحد و متفق ہے اور پاکستان ہمارا مطالبہ ہے۔

"جیسا کہ میں نے ابھی عرض کیا تھا کہ میرا تعلق بھی ایک اقلیت کے صوبہ سے ہے۔ سات کروڑ برادران اسلام کو اپنی مملکت قائم کر لینے دیجئے۔

اگر دنیا میں اقلیت والے صوبوں کے لئے کوئی تحفظ ہو سکتا ہے تو آپ سے زیادہ موثر تحفظ قیامِ پاکستان ہے۔

اگرچہ موجودہ دستور میں تحفظات موجود ہیں۔ مگر یہ تمام محض کاغذی ہیں ان سے مطلق کوئی فائدہ نہیں۔

اگر اکھنڈ ہندستان قائم ہو جائے اور ہندو اس آئین کو تبدیل کرنا چاہیں تو اس وقت آپ کیا کریں گے؟ ان کو پھر کون روک سکے گا؟ اگر پانچ یا دس سال کے بعد وہ کہیں کہ ہم جداگانہ طریق انتخاب کو ختم کرتے ہیں تو پھر ان کے ہاتھ کون پکڑے گا، وہ روز افزوں طاقتور ہوتے جائینگے اور آپ اکھنڈ ہندستان میں کمزور ہوتے جائینگے۔ اور تمام تحفظات یکے بعد دیگرے نیست و نابود کردئے جائینگے۔

"ہمارا یہ منشا نہیں ہے کہ پاکستان کے قیام کے ساتھ ہی ساتھ اختلافات اور جھگڑے شروع ہو جائیں۔ ہمارے سامنے بہت کافی کام ہوگا اسی طرح برادران وطن کو اپنی مملکت میں بہت سے کام کرنے ہوں گے۔ لیکن اگر وہ ہماری اقلیتوں کے ساتھ بد سلوکی شروع کر دیتے ہیں اور ان کو ستاتے ہیں تو پاکستان ایک خاموش تماشائی نہ بنے گا۔ (نعرہ ہائے تکبیر)

اگر گلیڈ اسٹون کے زمانہ میں برطانیہ اقلیتوں کے تحفظ کے نام پر امریکہ میں مداخلت کر سکتا تھا تو اگر ہندستان میں ہماری اقلیتوں پر مظالم کئے گئے تو ہمارا مداخلت کرنا کیونکر حق بجانب نہ ہوگا؟۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ جب آپ اپنے اکثریت کے

کے صوبوں میں اپنی وزارتیں تک نہیں بنا سکتے تو پاکستان کا خواہ مخواہ کیوں چرچا کیا جاتا ہے؟ میں ان لوگوں سے کہتا ہوں کہ یہی تو اصل وجہ ہے جس کی بنا پر ہم ۱۹۳۵ء کے موجودہ آئین سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسی لئے تو ہم پاکستان قائم کرنا چاہتے ہیں۔

مجھے نواب صاحب ممدوٹ کا یہ جملہ سنکر خوشی ہوئی کہ وہ اصول کیلئے ہزاروں وزارتیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ فی الواقعی وزارتیں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔ یہ تو ذریعہ ہیں۔

"ہم مسلمانوں کو خدا کے فضل سے بہت سی چیزیں حاصل ہیں۔ ہمارے پاس دماغ، فہم، ادراک، قابلیت اور ہمت موجود ہے۔ یہی وہ تمام خصوصیتیں ہیں جو قوموں کو حاصل کرنی ضروری ہیں۔ لیکن ہماری راہ میں کچھ دشواریاں حائل ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنی تمام توجہات ان کی جانب مرکوز کریں ہم گذشتہ ڈیڑھ سو برس سے غیر ملکی اقتدار اور ہندو غلبہ کی مصیبت میں مبتلا ہیں۔ برطانیہ اور ہندوؤں کے اس میل نے جو ممکن ہے کہ کسی سازش کا نتیجہ نہ ہو یا مخصوص حالات کے دباؤ سے پیدا ہوا ہو۔ ہماری حالت پر ضرر رساں اثر ڈالا ہے جس سے ہماری مذکورہ صلاحیتوں کو نقصان پہنچا ہے۔

"کردار کی مضبوطی اور بلندی ہم میں ہو گئی ہے۔ کردار کسے کہتے ہیں؟ کردار کا مطلب یہ ہے کہ عزت خودداری، ارادہ اور عزم کی پختگی، دیانتداری...

ان تمام خصوصیات کا بدرجۂ اتم موجود ہونا بلندی کردار ہے۔ قوم کے اجتماعی مفاد کے لئے افراد کا اپنے آپ کو قربان کر دینے کے لئے ہمہ وقت آمادہ

تیار رہنا اچھا کردار ہے۔

قومی کردار کی موجودہ کمزوری کے باوجود ہم نے حیرتناک ترقی کی ہے۔ ہم نے اپنی نشاۃِ ثانیہ کی اس پنج سالہ دور میں معجز انداز میں کامیابیاں حاصل کی ہیں جب میں ملت کی اس محیر العقول ترقی کا خیال کرتا ہوں تو مجھ کو خواب کی سی باتیں معلوم ہوتی ہیں کتنی تیزی کے ساتھ ملت اپنے کردار کی سابقہ عظمت و رفعت تک پہنچنے کی کوشش کر رہی ہے۔ مردوں، عورتوں اور بچوں سب کے بات کرنے سوچنے اور عمل کرنے کا انداز ہی مختلف ہو گیا ہے۔

"مسرت کی بات یہ ہے کہ مسلمان عورتوں میں بھی تبدیلی ہو رہی ہے۔ یہ تبدیلی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ دنیا میں کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک اس قوم کے مردوں کے ساتھ عورتیں بھی دوش بدوش آگے بڑھیں۔

"میں آخر میں ایک مرتبہ پھر نظریہ پاکستان پر اپنے عقیدہ کا اعادہ کرتا ہوں کیا برطانیہ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ کر سکتا ہے؟ نہیں مسلمانوں کے مقدمہ کا فیصلہ کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔

"مخالفین رخنہ اندازی کر سکتے ہیں کہ وہ ہمیں تاخیر پر مجبور کر سکتے ہیں وہ ہمارے راستہ میں رکاوٹ بن سکتے ہیں لیکن وہ ہمیں منزل مقصود تک پہنچنے سے روک نہیں سکتے۔ اسلئے اس تاریخی کنونشن کے برخاست ہونے پر آپ پورے یقین، مکمل اعتماد اور ہمت کے ساتھ یہاں سے اٹھیں۔"

قائداعظم محمدؒ علی جناح!

کا وہ معرکۃ الآرا بیان جو آپ نے ۲۲ مئی ۱۹۴۶ء کو وزارتی مشن کی تجاویز کے منصۂ شہود پر آنے کے بعد شملہ سے ارشاد فرمایا۔ اس بصیرت افروز بیان میں قائداعظم نے برطانوی وزارتی مشن کی دستاویز کا مکمل تجزیہ کیا تھا انہوں اس کے چند بڑے بڑے نکات مسلم پبلک کے سامنے پیش کر کے آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی اور لیگ کونسل کی رہنمائی کر دی تھی۔ اور یہ اعلان کر دیا تھا کہ برطانوی وزارتی وفد اور جناب وائسرائے کے بیان کا گہرا اور غیر جانبدارانہ مطالعہ کرنے اور پورے غور سے اس کے مالہٗ وماعلیہ کا تجزیہ کرنے کے بعد جو کچھ بھی مناسب سمجھیں گے آخری فیصلہ ورکنگ کمیٹی اور کونسل کے ممبران ہی کریں گے۔

مشوراتِ قائد اعظم

۲۲ر مئی ۱۹۴۶ء کو قائد اعظم محمد علی جناح نے وزارتی مشن کی تجاویز پر شملہ سے حسب ذیل بیان پریس کو دیا۔

"مسلم لیگ کی پوزیشن یہ تھی کہ (۱) شمال مشرق میں بنگال اور آسام اور شمال مغرب میں پنجاب۔ شمال مغربی سرحدی صوبہ سندھ اور بلوچستان پاکستان میں شامل ہیں۔ اور اسے (پاکستان کو) خود مختار اور آزاد حکومت کی حیثیت حاصل ہونا چاہئے۔ نیز یہ کہ بلا تاخیر قیام پاکستان کا صاف الفاظ میں وعدہ کیا جائے۔

(۲) دونوں حکومتوں کا آئین بنانے کے لئے پاکستان اور ہندوستان کے لوگوں کے لئے علیحدہ علیحدہ آئین ساز جماعت بنائی جائے۔

(۳) پاکستان اور ہندوستان کی اقلیتوں کے تحفظات لاہور والے ریزولیوشن کے خطوط پر کئے جائیں۔

(۴) مسلم لیگ کا تعاون حاصل کرنے اور مرکز میں عارضی حکومت کے قیام

میں اس کے شریک ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے مطالبہ کو تسلیم کر لیا جائے۔ اور اس پر فوری طور سے عملدرآمد ہو۔

(۵) اس نے متحدہ ہندوستان کی بنیاد پر کوئی وفاقی آئین مسلط کرنے یا مسلم لیگ کے مطالبہ کے خلاف مرکز میں عارضی حکومت کے قیام پر زور دینے کے خلاف حکومت برطانیہ کو متنبہ کیا۔ اگر کوئی ایسا اقدام کرنے کی کوئی کوشش کی گئی تو مسلم ہندستان اس کا مقابلہ کرے گا۔ علاوہ ازیں یہ اقدام حکومتِ برطانیہ کے اس اعلان کے صریحاً خلاف ہوگا جو اگست ۱۹۴۰ء میں برطانوی پارلیمنٹ کی منظوری سے کیا گیا تھا۔ نیز یہ اقدام ان بیانات کے بھی خلاف ہوگا۔ جو وزیر ہند اور دیگر ذمہ دار برطانوی سیاستداں حکومت برطانیہ کے اعلان کی تصدیق میں وقتاً فوقتاً دیتے رہے ہیں۔

"ہم نے بلا کسی تعصب کے خود کو کسی بات کا پابند کئے بغیر وزارتی مشن کے دعوت نامہ کو منظور کر لیا۔ ہم نے وزیر ہند کے خط مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۴۶ء کے حسب ذیل الفاظ کے مطابق مشن کے مندرجہ بالا مختصر فارمولے پر اظہار رضامندی کے بغیر گفت و شنید میں حصہ لیا۔ وزیر ہند کے اس خط کے الفاظ یہ ہیں:۔

"ہم نے یہ بات پیش نظر رکھتے ہوئے کانگریس اور مسلم لیگ کو مدعو نہیں کیا ہے کہ کانفرنس میں ان کی شرکت کے لئے خط میں درج کی ہوئی شرائط منظور کرنا لازمی ہے۔ ہم نے ان شرائط کو سمجھوتہ کے لئے بنیادی تجاویز کے طور پر رکھا ہے۔ اور ہم نے کانگریس ورکنگ کمیٹی سے یہی درخواست کی ہے کہ وہ ہمارے اور مسلم لیگ کے نمائندوں کے ساتھ اس پر گفتگو کرنے کے لئے رضامندی

کا اظہار کرے۔"

"مشن کے دعوت نامہ کے جواب میں کانگریس نے اپنے ۲۰ اپریل ۱۹۴۶ء کے خط میں اپنی پوزیشن کا اظہار اس طرح کیا تھا کہ مرکز میں ایک مضبوط وفاقی حکومت قائم ہو جس کے وفاقی یونٹ (واحدہ) موجودہ صوبجات ہوں۔ مرکزی وفاقی حکومت کے تحت امورِ خارجہ، دفاع، کرنسی، (سکہ جات) محاصل و جنگی کے شعبہ جات ہوں۔ علاوہ ازیں دیگر ایسے شعبہ جات بھی اس میں شامل ہوں جن کا بہت قریبی تعلق ہو۔ کانگریس نے صوبوں کی گروپ بندی کے خیال سے انکار کر دیا۔ وزارتی مشن کے فارمولے پر گفت و شنید کرنے کے لئے وہ بھی کانفرنس میں شریک ہونے پر رضامند ہو گئی۔

"بحث و تحمیص کے کئی روز بعد جب گفت و شنید میں کوئی خاص تبدیلی نہ ہوئی تو پھر مجھ سے کہا گیا کہ ہم اپنی کم از کم شرائط تحریری صورت میں پیش کریں۔ نتیجہ کے طور پر ہم نے اپنے خاص مطالبات کی شرائط کو پُر امن اور دوستانہ سمجھوتہ کی خواہش کے پیش نظر ہندوستان کے عوام کی فوری آزادی اور خود مختاری کے حصول کی خاطر ان شرائط کو کانگریس کے لئے ایک پیش کش کے طور پر تحریری صورت دیدی۔ ۱۲ مئی کو ان تجاویز سے کانگریس کو مطلع کر دیا گیا۔ اور اسی وقت اس کی ایک نقل وزارتی مشن کو بھجدی گئی۔

پیش کش کی شرائط حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ چھ مسلم صوبوں (پنجاب، صوبہ سرحد، بلوچستان، سندھ، بنگال اور آسام) کا ایک گروپ ہونا چاہئے۔ یہ صوبے امورِ خارجہ، ڈیفنس اور ذرائع رسل و رسائل

(جس حد تک ڈیفنس) کے لئے ضروری ہوں اس کے علاوہ تمام معاملات کے خود ذمہ دار ہوں گے۔ امورِ خارجہ، ڈیفنس اور ذرائع رسل و رسائل کا دونوں گروہوں مسلم صوبوں (پاکستان گروپ) اور ہندو صوبوں کے گروپوں کی آئین ساز جماعتیں ملکر انتظام کرینگی۔

۲۔ مذکورہ بالا چھ مسلم صوبوں کے لئے علیحدہ ایک آئین ساز اسمبلی ہونی چاہیئے جو گروپ اور گروپ کے صوبوں کے آئین بنانے گی اور پاکستان وفاق کے تحت صوبہ داری اور مرکزی معاملات کی فہرست مرتب کرے گی۔ اس طرح کے صوبوں کو باقی ماندہ معاملات میں اختیارِ کُل حاصل ہو۔

۳۔ آئین ساز جماعت کے نمائندوں کے انتخاب کا طریقہ ایسا ہو گا جس سے پاکستان گروپ کے ہر صوبے میں بسنے والے ہر فرقے کی آبادی کے لحاظ سے اسکی متناسب نمائندگی ہو۔

۴۔ جب پاکستان کی وفاقی حکومت اور صوبوں کے آئین کی ترتیب آئین ساز جماعت مکمل کر دے۔ اس کے بعد گروپ کے ہر صوبے کو حق حاصل ہو گا۔ کہ وہ گروپ سے علیحدہ ہونے کا فیصلہ کرے۔ بشرطیکہ اس صوبے کے باشندوں کی رائے اس علیحدگی کے متعلق شورائے عام کے ذریعہ حاصل کر لی جائے۔

۵۔ یہ بات مشترکہ آئین ساز جماعت میں بحث سے طے ہو گی یونین کے لئے مالیات فراہم کرنے کے ذرائع کے متعلق بھی دونوں آئین ساز جماعتیں مشترکہ طور پر طے کرینگی ٹیکس کے ذریعہ کسی صورت میں روپیہ فراہم نہیں کیا جائے گا۔

اگر یونین میں ایگزیکٹیو اور لیجسلیچر ہوئی تو ان میں صوبوں کے دونوں گروپوں کی نمائندگی برابر کی ہوگی۔

۷۔ یونین کے آئین میں کوئی چیز جو فرقہ وارانہ سوال کے متعلق ہو، مشترکہ آئین ساز جماعت میں اس وقت پاس نہیں کی جائے گی۔ جبکہ ہندو صوبوں کی آئین ساز جماعت کے ممبروں کی اکثریت علیحدہ علیحدہ اس کے حق میں رائے نہ دے۔

۸۔ کسی ایسے مسئلہ پر جس کے متعلق اختلاف ہو یونین کوئی قانونی انتظامی اور عاملانہ فیصلہ اس وقت تک نہیں کرے جب تک کہ تین چوتھائی اکثریت اس کے حق میں نہ ہو۔

۹۔ گروپوں اور صوبوں کے آئین میں مختلف فرقوں کے مذہب، معاشرت اور دوسرے فرقہ وارانہ معاملات میں ان کے بنیادی اور ان کی حفاظت کا انتظام رکھا جائے۔

۱۰۔ یونین کے آئین میں ایک ایسی مد بھی ہوگی جس کے ذریعہ سے ہر صوبہ اپنی لیجسلیٹو اسمبلی میں ووٹوں کی اکثریت کی بنیاد پر آئین کی شرائط پر نظرثانی کا مطالبہ کر سکے گا اور اسے حق حاصل ہوگا کہ ابتدائی دس سال گذرنے کے بعد کسی وقت بھی وہ یونین سے الگ ہو جائے۔

ہماری پیش کش کا لب لباب، جیسا کہ اس کے متن سے ظاہر ہوگا۔ یہ تھا کہ چھ مسلم صوبوں کا پاکستان گروپ بنا دیا جائے۔ باقی صوبوں کا ہندوستان گروپ اور دو وفاقوں کی بنیاد پر ہم یونین یا متحدہ وفاق پر غور کرنے کے لئے تیار تھے۔ کہ اس کے تحت صرف تین چیزیں ہوں۔ یعنی امور خارجہ، تحفظ اور تحفظ کیلئے

جس حد تک ذرائع رسل و رسائل ضروری ہوں۔ یہ دونوں آزاد وفاق خوشی کے ساتھ یہ چیزیں متحدہ وفاق کے سپرد کر دیتے۔ باقی تمام معاملات اور اختیارات وفاق اور صوبوں کو حاصل رہتے۔ یہ انتظام صرف عبوری دور کے لئے تھا اور ابتدائی دس سال کے زمانے کے بعد ہم یونین سے علیحدگی کے لئے آزاد ہوتے لیکن سخت افسوس ہے کہ اس مصالحانہ اور معقول پیشکش کا انہوں نے جواب دیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس کے برعکس ان کی بنیادی تجاویز کامرکز میں رہنے والے معاملات کے متعلق وہی تھیں جو کانگریس کی کانفرنس میں شرکت سے قبل تھیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے ایک اور سخت تجویز ہمارے سامنے رکھی۔ وہ یہ کہ مرکز کو اختیار ہونا چاہئے کہ وہ آئین کی شکست اور نازک موقعوں پر فوری اقدام کر سکے۔

یہ چیز ان کے ۲۰ مئی کے جواب میں تھی۔ جو ہمیں پہنچایا گیا تھا۔

یہ بیان بے روح ہے اس میں کئی جگہ خلا ہے۔ اس کا عملی حصہ چند مختصر باروں پر مشتمل ہے۔ جس پر میں آئندہ تبصرہ کروں گا۔

مجھے افسوس ہے کہ مشن نے لیگ کے مسلمانوں کا یہ مطالبہ نظر انداز کر دیا کہ پاکستان کی کامل خود مختار حکومت قائم کی جائے جس کے متعلق ہمارا اب بھی یہی نظریہ ہے کہ ہندوستان کی آئینی مشکلات کا وہی واحد حل ہے! ور اسی کے ذریعہ پائدار حکومتیں قائم ہو سکتی ہیں۔ جو نہ محض دونوں بڑی قوموں کے لئے ہی باعث فلاح و خوشحالی ہو گی۔ بلکہ اس بر کوچک کے تمام باشندوں کے لئے بھی اس سے بھی زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ مشن نے پاکستان کے خلاف وہی عامیانہ باتیں پیش کرنی مناسب سمجھیں جن کی دھجیاں اڑائی جا چکی ہیں اور ایسی خاص چیزوں کی وکالت کی

ہے اور ایسے ناگفتہ بہ انداز میں کہ مسلم ہند کے جذبات کو صدمہ پہنچنا یقینی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مشن نے یہ سب کچھ محض کانگریس کو خوش کرنے کے لئے کیا ہو کیونکہ جب ان لوگوں کے سامنے اصل مسئلہ پیش ہوا تھا تو انھوں نے حسب ذیل اعلان کیا تھا جو بیان کے پانچویں پارے میں موجود ہے۔

"یہ خیال بہرحال ہمیں اس سے باز نہیں رکھ سکا کہ ہم اچھی طرح اور غیر جانب دارانہ طریقہ پر ہندوستان کی تقسیم کے امکان پر غور کریں۔ اسلئے کہ ہم پر مسلمانوں کے ان نہایت مجیح جذبات اور فکر کا گہرا اثر پڑا تھا کہ کہیں وہ اپنے آپ کو مستقل طور پر ہندو اکثریت کا محکوم نہ پالیں۔

"یہ جذبات مسلمانوں میں اتنی شدت سے ہیں اور عالم گیر ہیں کہ ان کی یقین دہانی محض کاغذی تحفظات کے ذریعہ نہیں ہو سکتی۔ اگر ہندوستان میں امن قائم کرنا ہے تو اسے ایسے اقدامات کے ذریعہ محفوظ کیا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کو ایسے تمام امور میں اقتدار کامل حاصل ہو جن کا تعلق ان کی تہذیب، مذہب، معاشی اور دوسرے امور سے ہے؟

اور پھر بارھویں پیرے میں ہے۔

"اس فیصلے کے معنی یہ نہیں کہ ہم نے مسلمانوں کی اس حقیقی تشویش کی طرف سے آنکھیں بند کر لی ہیں کہ کہیں ان کی سیاسی اور معاشرتی زندگی خالص وجدانی ہند میں غرق نہ ہو جائے۔ جس میں ہندؤں کا ان کی بہت بڑی عددی قوت کی بنا پر غالب عنصر ہوگا"

اب دیکھنا یہ ہے کہ اپنے جان کے بارھویں پارے میں جن نہایت واضح

اور زور دار نتائج پر وہ پہنچے ہیں یا ان کے حصول کے لئے انہوں نے کیا طریقہ کار اختیار کیا ہے ؟۔

اب میں اس بیان کے عملی حصہ کے چند اہم نکات پر بحث کرونگا۔

(۱) انھوں نے پاکستان کے دو حصے کر دیئے ہیں۔ جنہیں سے شمالی مغربی علاقوں کو وہ "سیکشن بی" کہتے ہیں۔ اور شمال مشرقی علاقوں کو سیکشن سی۔

(۲) بجائے دو دستور ساز اسمبلیوں کے انھوں نے دستور اساسی بنانے والی ایک ہی جماعت بنائی ہے۔ یعنی سیکشن اے بی اور سی تینوں کے لئے۔

(۳) وہ کہتے ہیں کہ ہندوستان کا ایک یونین ہو۔ جس میں برطانوی ہند اور ریاستیں شامل ہوں اور جو حسب ذیل امور سے تعلق رکھیگا۔۔ امور خارجہ دفاع، اور رسل ورسائل۔ نیز اسے یہ بھی طاقت ہو کہ مذکورہ بالا امور کے لئے ضروری روپیہ بھی فراہم کر سکے ؛

اس کی کوئی توضیح نہیں کہ رسل و رسائل کے تحت صرف اتنا ہی آئے گا جس کا تعلق دفاع سے ہے۔ نہ اس کی تشریح کی گئی ہے کہ کس قسم کی طاقت یونین کو ان تینوں امور کے لئے روپیہ فراہم کرنے کی غرض سے دی جائے گی اسکے برخلاف ہماری رائے یہ تھی کہ مرکزی یونین کے اخراجات دونوں مجموعے اپنے اپنے حصے کے طور پر ادا کریں ٹیکس کی صورت میں نہیں۔

(۴) یہ تجویز ہے کہ "یونین میں ایک مجلس عاملہ اور ایک مجلس واضعان قانون ہوگی جو برطانوی ہند و ریاستوں کے نمائندوں پر مشتمل ہوگی۔ اگر کوئی فرقہ دارانہ مسئلہ مجلس واضعان میں پیدا ہوا تو اس کے فیصلے کے لئے دونوں بڑے

فرقوں کے موجود اور رائے دینے والے نمایندوں کی اکثریت ضرور ہوگی۔ نیز تمام حاضر اور رائے دینے والے ارکان کی اکثریت" اس پر ہمارا نظریہ ہے کہ صوبوں کی کوئی مجلس واضعانِ قانون نہ ہو بلکہ یہ مسئلہ فیصلے کے لئے دستورِ اساسی بنانے والی مجلس کے حوالے کر دیا جائے (ب) یہ کہ مجلس عاملہ میں اگر کوئی مجلس واضعانِ قانون ہو تو اس میں پاکستانی مجموعے اور ہندوستانی مجموعے کے نمائندے مساوی تعداد میں ہوں (ج) اختلافی قسم کا کوئی فیصلہ قانونی ہو،

(۵) ہماری یہ تجویز بھی حذف کر دی کہ پاکستانی مجموعے کو یونین سے ابتدائی دس سال کے بعد الگ ہو جانے کا حق رہے۔ حالانکہ کانگریس کو اس سے کوئی شدید اختلاف نہ تھا اور اب ہم صرف اس حق کے ساتھ محدود کر دیئے گئے ہیں کہ یونین کے دستورِ اساسی میں ہر دس سال کے بعد ترمیم کرا سکیں۔

(۶) دستورِ اساسی بنانے والی جماعت کے متعلق یہ ہے کہ برطانوی بلوچستان کا نمائندہ شعبہ (ب) میں شامل کر دیا گیا ہے۔ لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ اس کا انتخاب کیونکر ہوگا۔

(۷) رہی دستورِ اساسی بنانے والی جماعت جو اسلئے بیٹھے گی کہ مجوزہ یونین کا دستور بنائے تو اس میں ہندوؤں کی بہت بڑی اکثریت ہوگی۔ دو سو بانوے

کے ایوان میں برطانوی ہند سے مسلمانوں کی تعداد صرف اناسی ہوگی۔ اگر وہ تعداد بھی جو ریاستوں کے لئے متعین کی گئی ہے یعنی ترانوے شامل کرلی جائے۔ تو ظاہر ہے کہ مسلمانوں کا تناسب اور بھی گھٹ جائے گا! سلئے ریاستوں کے نمائندوں میں بھی بہت بڑی اکثریت ہندوؤں کی ہوگی۔ اس طرح جو اسمبلی بنیگی وہ اپنی اکثریت سے اپنے صدر اور دوسرے افسروں کا انتخاب کرے گی۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مشاورتی کمیٹی کے ارکان بھی یہی اسمبلی چنے گی۔ جیساکہ بیان کے بیسویں بارے میں ہے اور یہی اصول دوسری عمومی کارروائیوں میں مدِنظر رہیگا۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تحفظ کا ایک جملہ ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

"یونین کی کانسٹی ٹوائنٹ اسمبلی کی تجویزوں میں جو مذکورۃ الصدر پیندرھویں بارے کے تحفظات کے خلاف ہوں۔ یا کسی بڑے فرقہ وارانہ مسئلہ کے متعلق ہوں تو اس کے منظور ہونے کے لئے موجودہ نمائندوں کی اکثریت بھی ضرور ہوگی۔ اور دونوں فرقوں میں سے ہر ایک کی اکثریت بھی۔ اسمبلی کا صدر فیصلہ کرے گا کہ کونسی تجویز ایسی پیش ہوئی ہے۔ جس سے فرقہ وارانہ سوال اٹھتا ہے۔ اور اگر نمائندوں کی اکثریت اس سے مطالبہ کرے گی تو اپنا فیصلہ دینے سے پہلے وہ فیڈرل کورٹ سے مشورہ کرے گا۔"

اس کے معنی یہ ہوئے کہ فیصلہ صدر کرے گا اور وہ فیڈرل کورٹ کی رائے کا پابند نہیں ہوگا۔ اور نہ کوئی شخص یہ جان سکے گا کہ وہ رائے کیا ہے۔ اسلئے کہ چیرمین کو صرف یہ ہدایت ہے کہ وہ فیڈرل کورٹ سے مشورہ کرے۔

(۸) رہا صوبوں کا اپنے مجموعے سے نکل جانے کا مسئلہ تو اس کا فیصلہ اس

صوبے کی مجلس واضعانِ قانون پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ جو نئے آئین کے تحت عام انتخابات سے بنے گی کہ وہ اس کا فیصلہ کرے۔ حالانکہ ہماری تجویز یہ تھی کہ تمام باشندوں سے عام استصواب رائے کیا جائے۔

(۹) رہا بیسواں پارہ جس کے الفاظ یہ ہیں۔

"ایڈوائزری کمیٹی جس کے متعلق شہریوں، اقلیتوں، قبیلوں اور خارجی علاقوں کے حقوق کا تحفظ ہوگا۔ اس میں متعلقہ لوگوں کی پوری نمائندگی ہوگی۔ اور اس کا کام یہ ہوگا کہ یونین کی کانسٹی ٹوائنٹ اسمبلی میں ان کے بنیادی حقوق، اقلیتوں کے تحفظ کے لئے دفعات اور قبائلی نیز خارجی علاقوں کے انتظام کی اسکیم پیش کرے۔ اور یہ مشورہ دے کہ آیا یہ حقوق صوبوں، مجموعوں اور یونین کے دستور اساسی میں شامل کردئے جائیں یا نہیں۔"

اس سے ایک نہایت اہم سوال پیدا ہوتا ہے، کیونکہ اگر یونین کی کانسٹی ٹوئنٹ اسمبلی پر ہی یہ فیصلہ چھوڑ دیا جائے کہ وہ اپنی اکثریت سے رائے دے کہ ایڈوائزری کمیٹی کی سفارشات یونین کے دستور اساسی میں شامل ہوں یا نہیں تو اس سے راستہ کھل جاتا ہے کہ مزید شعبے یونین گورنمنٹ کے حوالے ہو جائیں۔ اس سے یہ بنیادی اصول تباہ ہو جائے گا کہ یونین سختی کے ساتھ تین شعبوں تک محدود رہے۔

یہ ہیں چند بڑے نکات جو میں نے یہ اہم دستاویز پڑھنے کے بعد پبلک کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی اور کونسل کے فیصلے کے متعلق جس کا اجلاس عنقریب دہلی میں ہونے

والا ہے۔ قبل از وقت کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ برطانوی وزارتی وفد اور ہز ایکسلنسی وائسرائے کے بیان کا گہرا اور غیر جانبدارانہ مطالعہ کرنے اور پورے غور سے اس کے ماله وماعلیہ کا تجزیہ کرنے کے بعد جو کچھ بھی مناسب سمجھیں گے وہی آخری فیصلہ کریںگے۔"

قائد اعظم محمد علی جناح

کی بصیرت افروز تقریر جو آپ نے ۵ جون ۱۹۴۶ء کو نئی دہلی میں لیگ کونسل کے اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے ارشاد فرمائی۔ مطالبۂ پاکستان کے ساتھ وزارتی مشن کی تجاویز کی مذمت کرتے ہوئے قائد اعظم نے فرمایا کہ مسلم ہندوستان اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گا جب تک کہ کامل طور پر آزاد و خود مختار پاکستان قائم نہ کرے گا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ مشن نے جن اسباب اور دلائل کے ساتھ اور نیز جس طریقے سے حقائق کو مسخ کیا ہے اس کا مقصد سوائے کانگریس کو خوش کرنے سے اور کچھ نہیں۔ دراصل ان کے اپنے بیان میں پاکستان اساسی حیثیت سے موجود ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کانگریسی اخبارات اور ہندو شکر سے لپٹی ہوئی ان گولیوں پر بہت مسرور ہوئے۔ مگر ان گولیوں پر شکر اتنی کم تھی کہ انھیں جلد ہی معلوم ہو گیا کہ یہ اسکی اصلیت نہیں۔

منشوراتِ قائدِ اعظم

کونسل کے اجلاس میں اپنی افتتاحی تقریر کرتے ہوئے قائدِ اعظم محمد علی جناح نے فرمایا کہ ورکنگ کمیٹی نے برطانوی وزارتی مشن کی تجاویز کے عواقب و نتائج پر غور کیا ہے لیکن اسے کونسل کے فیصلہ پر جو مسلم قوم کی پارلیمنٹ ہے اثر انداز نہیں ہونا چاہیے۔ لہذا ورکنگ کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ صورتِ حال کی نزاکت کے پیشِ نظر کونسل ہی اس سلسلہ میں کوئی قطعی فیصلہ کرے۔ آپ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ ہر ممبر آزادانہ طور پر اپنی رائے کا اظہار کرے اور اس سلسلہ میں خود کو کسی پابندی میں جکڑا ہوا نہ سمجھے۔

آپ نے اپنی تقریر میں مطالبہ پاکستان کے ساتھ مشن کی تجاویز کی مذمت کرتے ہوئے اعلان کیا کہ "انھوں نے یہ طریقہ اکار اختیار کر کے انتہائی فاش غلطی کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ "میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ مسلم ہندوستان اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گا۔ جب تک کہ ہم کامل طور پر خود مختار و آزاد نہ پاکستان

قائم نہ کریں۔ (پر زور تالیاں، "پاکستان لے کر رہینگے" نعرے) میں پوری قوت کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ مشن نے جن اسباب اور دلائل کے ساتھ نیز جس طریقہ سے حقائق کو مسخ کیا ہے اس کا مقصد سوائے کانگریس کو خوش کرنے کے اور کچھ نہیں۔

دراصل ان کے اپنے بیان میں پاکستان اساسی حیثیت سے موجود ہے! آپ نے فرمایا کہ کانگریسی اخبارات اور ہندو شکر سے لپٹی ہوئی ان گولیوں پر بہت مسرور ہوئے۔ مگر ان گولیوں پر شکر اتنی کم تھی کہ انھیں جلد ہی معلوم ہو گیا کہ اس کی اصلیت نہیں۔ (قہقہہ)

جیسا کہ میں نے حال میں شملہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ اہم ترین مسائل محض جذبات اور نعروں سے اور تلخ حالات میں طے نہیں ہو سکتے اور یہ کہ ہم ہمیشہ لڑتے جھگڑتے نہیں رہ سکتے۔ اس سے میرا مطلب برطانیہ والیان ریاست، کانگریس اور مسلم لیگ سے تھا۔

شملہ میں ایک استقبال کے موقعہ پر قائد اعظم نے کچھ الفاظ کہے تھے، مگر ان الفاظ کو کچھ معنیٰ پہنانے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا میں ان اہم مسائل کا فیصلہ کسی ایک لفظ سے نہیں کیا جا سکتا یا محض جذبات اور نعروں سے نہیں ہو سکتا۔

"ان اخبارات میں اطلاع یوں دی گئی ہے کہ "ہم ہر وقت لڑتے ہی نہیں رہ سکتے" چنانچہ بعض پردیسی والوں نے یہ نتیجہ نکال لیا کہ "مسٹر جناح اب اپنے حواس میں آگئے ہیں۔" مجھے مسرت ہے کہ میں اپنے حواس میں آگیا۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ

وہ بھی ہوش میں آئیں۔ یقیناً کسی جھگڑے کے لئے دو جماعتوں کی ضرورت ہوتی ہے مگر یہاں تو تین نہیں چار ہیں۔ اور اقلیتوں کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔

"میں جانتا ہوں کہ مسلمانوں نے مصائب برداشت کئے ہیں۔ اور انھیں اب بھی زبردست مصیبتوں کا سامنا ہے۔ ان آلام و مصائب کا خاتمہ صرف قیام پاکستان کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔

"پاکستان منظور کرنے میں تاخیر سے کام لینا برطانیہ یا ہندو کے لئے کسی طرح بہتر ثابت نہیں ہوگا۔ اگر انھیں آزادی محبوب ہے اور اگر انھیں ہندوستان کی خود مختاری اور اس کا استقلال عزیز ہے اور وہ آزاد ہونا چاہتے ہیں تو جتنا جلد وہ اس حقیقت کو سمجھ لیں اتنا ہی بہتر ہے کہ اس کے حصول کے لئے سب سے قریبی راستہ پاکستان پر رضامند ہونا ہے یا تو تم متفق ہو جاؤ اور ورنہ ہم تمہارے بغیر اس کو حاصل کر کے رہینگے (چیرز) "اس کے لئے کیا طریقہ اور ذرائع اختیار کئے جائینگے۔ یہ وقت اور حالات پر منحصر ہوگا۔"

ملک کی غذائی صورتِ حال کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا "مدراس اور میسور کی حالت خطرناک ہے۔ انسانیت کے نام پر ہمارا فرض ہے کہ ایک بھی آدمی خوراک کی کمی کے باعث مرنے نہ پائے۔

اس سلسلہ میں ہم ہندستان کی حکومت کے ہر شعبہ سے تعاون کرنے کو تیار ہو سکتے ہیں۔ انسانیت کی خدمت کی خاطر ہم کسی آدمی کو بھوک کی وجہ سے مرتا ہوا دیکھنا نہیں چاہتے۔ جہاں تک اس معاملہ کا تعلق ہے ہمارا صرف ایک ہی فیصلہ ہے کہ یہی کوشش کی جائے کہ کوئی شخص بھوک سے مرنے نہ پائے۔

جنوبی افریقہ کا ذکر کرتے ہوئے قائد اعظم نے کہا کہ وہاں ہندستانیوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جاتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ جنرل سمٹس یہی کہے گا کہ ہندستان میں بھی تو چھ کروڑ اچھوت بستے ہیں اور یہ صورت شرمناک ہے۔ مگر کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ دو کالوں کو ملا کر ایک سفید بنتا ہے۔ چونکہ ہندستان کے ماتھے پر یہ ایک سیاہ دھبہ ہے اسلئے کسی مہذب قوم کا کوئی سردار یہ کہہ سکتا ہے کہ" اسی لئے میں بھی یہ کلنگ کا ٹیکہ لگانا چاہتا ہوں اور چونکہ ابھی تک یہ دھبہ نہیں لگا ہے اسلئے اب لگانا چاہیئے"

دیانتدار آدمیوں میں اس بارے میں کوئی اختلاف رائے نہیں ہے کہ یہ قانون تہذیب کے ماتھے پر ایک بدنما داغ ہے۔ ہماری ساری ہمدردیاں ان لوگوں کے ساتھ ہیں جو اس قانون کے مقابلہ میں جدوجہد کر رہے ہیں۔

فلسطین کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ اینگلو امریکی کمیٹی نے ایک لاکھ یہودیوں کو فلسطین میں داخلہ کی اجازت دینے کی جو سفارش کی ہے وہ قابل مذمت ہے۔

انھوں نے سوال کیا کہ کیا اب اس کے سوا کسی اور فیصلے پر پہنچ سکتے ہیں کہ یہ نہایت ہی بے ایمانی کا فیصلہ ہے اور اس میں انصاف کا خون کر دیا گیا ہے۔ آپ نے عربوں سے کہا کہ وہ ان سفارشات کا مقابلہ کریں اور ایک یہودی کو بھی فلسطین میں داخل نہ ہونے دیں مسلم ہندستان ان کی ہر ضروری امداد کرے گا۔

اس کے بعد قائداعظم نے شرق الہند پر ولندیزوں کی شہنشاہیت کی مذمت کی اور کہا کہ اس سلسلہ میں ابھی تک برطانیہ نے کوئی باعزت کام نہیں کیا ہے۔

" آپ نے کہا کہ " میں برطانیہ سے کہتا ہوں کہ تم خود یہ اعلان کر رہے ہو کہ

شہنشاہیت مردہ ہو چکی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس کی تجہیز و تکفین کیلئے ہی ذاتی مشن دہلی آیا تھا۔ کیا تم اس تجہیز و تکفین کو لندن میں انجام نہیں دوگے۔ اور لندن پر دبا سے انڈونیشیا خالی کرنے کو نہ کہوگے۔

قائداعظم نے کہا کہ جو وعدے لیبیا اور سرنیکا سے کئے گئے تھے کہ انھیں اٹلی کو واپس نہ کیا جائے گا تو ان وعدوں کو پورا کیا جائے۔ اگر برطانیہ ایک دوست قوم کی حیثیت سے رہنا چاہتی ہے اور یہ چاہتی ہے کہ دہلی سے لے کر لیبیا اور سرنیکا تک سب اس کے دوست رہیں۔ لیکن اگر تم ایسا ہی کرتے رہے جیسا کہ اس وقت فلسطین، لیبیا، شام اور انڈونیشیا میں کر رہے ہو، تو تمہیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ تم کمزوروں اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کر رہے ہو۔ اور ان جذبات کا بڑھنا خطرناک ہوگا۔

کشمیر کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ وہاں سے متضاد اطلاعات آرہی ہیں۔ مگر مسلم کانفرنس کے جن لیڈروں نے مجھ سے شملہ میں ملاقات کی تھی انھوں نے مجھے پوری رپورٹ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ جھگڑے کی وجہ خواہ کچھ بھی ہو۔ مگر حکومت کا طریقہ تشدد کا ہے اور ہر جگہ مسلمان ہی نشانہ ہوئے ہیں۔ آپ نے کہا کہ جب تک رپورٹ پہنچے میں اپنی رائے کے اظہار سے اجتناب کرونگا مگر میں مہاراجہ کشمیر اور وہاں کے وزیراعظم سے یہ بات کہدینا چاہتا ہوں کہ براہ مہربانی آپ اس بات کا خیال رکھیں کہ کسی بے گناہ مسلمان کو کوئی تکلیف اور اذیت نہ پہنچے۔ میں اس بات پر زور دونگا کہ لاپرواہی کام نہ لیا جائے ورنہ آپ مسلمانوں کو اس آگ میں کودنے کے لئے مجبور کردینگے۔

جن صوبوں میں کانگریس کو طاقت حاصل ہے ان صوبوں کے بلووں کا ذکر کرتے ہوئے قائدِ اعظم نے کہا کہ اس کا علاج صرف ایک ہی ہے۔ اور وہ پاکستان ہے۔

جب پاکستان قائم ہو جائے گا تو ہندؤں کے سوچنے کا زاویہ بھی بدل جائے گا۔ اس وقت بدقسمتی سے ہندؤں کے دماغ میں ہوا بھری ہوئی ہے اور جہاں کہیں کانگرسی وزارت بنی ہے وہاں ہندو راج قائم ہو گیا ہے۔ چنانچہ ایسے مرض کا علاج کوئی نہیں ہے۔ جس وقت انسان دیوانگی کی حالت میں ہو تو پاگل خانہ اس کی صحیح جگہ ہے۔ اور اس کی غلط فہمی کی وجہ سے ہندو ضدی ظالم اور تکلیف دینے والا ہے۔ مگر مجھے یقین ہے کہ یہ سب جاتا رہیگا۔ اور اگر یہ نہ کیا گیا تو پھر اسے ٹھیک کرنے کے لئے ہمیں کچھ کرنا پڑے گا۔

ان مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے کفن میں ایک اور کیل ٹھونک رہے ہیں اور جس قدر زیادہ وہ ایسا کرتے رہینگے اتنا ہی زیادہ انھیں افسوس کرنا پڑیگا۔

قائد اعظم محمد علی جناح

کی وہ ایمان پرور تقریر جو آپ نے ۱۱ جولائی ۱۹۴۶ء کو اسلامیان حیدر آباد دکن کے ایک عظیم الشان اجتماع میں ارشاد فرمائی۔ قائد اعظم نے پاکستان کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان کا مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کو اسلام کے مطابق آزادی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا حق حاصل ہو۔ مسلم لیگ کی پنجسالہ سرگرمیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے قائد اعظم نے فرمایا کہ اس قلیل مدت میں اسلامیان ہند کا اس قدر جلد متحد ہو جانا خداوند کریم کے فضل و کرم کا نتیجہ اور قرآن مجید کی تعلیم اخوت کا زندہ معجزہ ہے۔

۱۱ مئی کی شب کو قائد اعظم محمد علی جناح نے
مسلمانان حیدر آباد کے عظیم الشان اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم ہندستان
میں کسی قوم کے جائز حقوق و مفاد کو نقصان پہنچانا نہیں چاہتے۔ لیکن یہ بھی
گوارا نہیں کر سکتے کہ ہماری گردنوں میں اغیار کی غلامی کا گرانبار طوق پڑا رہے۔
پاکستان کے مطالبہ سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان کی اکثریت
کے علاقوں میں اسلامی تعلیمات کے مطابق آزادی کی فضا میں زندگی بسر
کرنے کا حق حاصل ہو جائے۔ قائد اعظم نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے حکومت باب
عالی کے ممبروں اور حیدر آباد کے لیڈروں کو مشورے دیئے ہیں۔ ان سے
حیدر آباد میں بسنے والی تمام قوموں کو فائدہ پہنچے گا۔ اور کسی قسم کی حق تلفی
نہیں ہوگی۔

اورینٹ پریس کی اطلاع کے مطابق قائد اعظم جناح نے مسلمانان دکن

کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ مملکت نظام میں مسلمانوں کی تعداد صرف پچیس لاکھ ہے اور وہ اقلیت میں ہیں۔ لیکن انھوں نے شجاعت مستقل مزاجی اور ایمان وایقان کی قوت سے دولت آصفیہ کی تاریخ میں حیرت انگیز اور نمایاں ترین حصہ لیا ہے۔ آپ نے مسلمانانِ دکن کو اپنی پوری ہمدردی کا یقین دلاتے ہوئے فرمایا کہ جغرافیائی حدود اسلام کے عالمگیر رشتۂ اخوتِ کو منقطع نہیں کر سکتیں۔ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ اور انھیں مصیبت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے۔ مسلمانان حیدرآباد کو میرا مشورہ یہ ہے کہ لیڈروں کے انتخاب میں وہ ہمیشہ احتیاط کریں۔ آدھی جنگ تو لیڈروں کے صحیح انتخاب ہی سے فتح ہو جاتی ہے۔

قائداعظم نے حیدرآباد کے خلاف کانگریسی شر انگیزیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندستان میں کوئی قابل ذکر جماعت ایسی نہیں جو ریاستوں میں ذمہ دار حکومت کے قیام کی حامی نہ ہو۔ لیکن ہر مقام کے حالات دوسرے مقام سے مختلف ہوتے ہیں۔ اور ساری دنیا کے لئے ایک ہی دستور مرتب نہیں کیا جا سکتا۔ میں پوچھتا ہوں کہ انگلستان، فرانس، امریکہ اور روس وغیرہ میں کیا ایک ہی دستور رائج ہے؟ اگر نہیں تو کیا وجہ ہے کہ ہندستانی ریاستوں پر ایک ہی دستور مسلط کرنے کی کوشش کی جائے۔ انصاف اور حق خودداری کا تقاضہ ہے کہ ہر ریاست کو اس کے حالات کے مطابق دستور مرتب کرنے کا حق دیا جائے۔ حیدرآباد و کشمیر کے حالات ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ تاریخ کا ہر مبصر مجھ سے اتفاق کرے گا۔ کہ ان دونوں کی تاریخ و روایات میں بھی زمین و آسمان کا فرق ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح نے مسلم لیگ کی پنجسالہ سرگرمیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اس قلیل مدت میں مسلم لیگ نے دس کروڑ مسلمانوں کو جو عرصہ سے افتراق وانتشار میں مبتلا تھے۔ ایک جھنڈے کے نیچے متحد کردیا۔ اسلامی ہند کے ایک حیرت انگیز انقلاب پر دنیا حیران ہے۔ کچھ لوگ اسے میری کوششوں کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسلمانانِ ہند کا اس قدر جلد متحد ہوجانا خداوند کریم کے فضل وکرم کا نتیجہ اور قرآن کریم کی تعلیم اخوت کا زندہ معجزہ ہے۔ اگر ہمارے سامنے فرمانِ خداوندی نہ ہوتا کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں اور انہیں اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لینا چاہئے تو مسلم لیگ یا کوئی بھی جماعت مسلمانانِ ہند کو اتنی آسانی سے متحد نہیں کرسکتی تھی۔ ہم ہندوستان میں بسنے والے کسی قوم کے جائز مفاد کو نقصان پہنچانا نہیں چاہتے۔ لیکن خود بھی دوسروں کی غلامی کا طوق اپنی گردنوں میں ڈالنے کے لئے تیار نہیں۔ پاکستان کے مطالبہ سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان کی اکثریت کے علاقہ میں اسلامی تعلیمات کے مطابق آزادی کی فضا میں سانس لینے کا موقعہ دیا جائے۔

اسوقت میدانِ سیاست میں ہندو مسلمانوں کی جنگ ہورہی ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں کون فتحیاب ہوگا۔ علم غیب خدا کو ہے۔ لیکن میں ایک مسلمان کی حیثیت سے علی رؤس الاشہاد کہہ سکتا ہوں کہ اگر ہم قرآن مجید کو اپنا آخری اور قطعی رہبر بنا کر شیوہ وصبر ورضا پر کاربند ہیں۔ اور اس ارشاد خداوندی کو کبھی فراموش نہ کریں کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں تو ہمیں دنیا کی کوئی ایک طاقت یا کئی طاقتوں کا مجموعہ بھی مغلوب نہیں کرسکتا۔

ہم تعداد میں کم ہونے کے باوجود فتحیاب ہوں گے۔ اور اسی طرح فتحیاب ہونگے جس طرح مٹھی بھر مسلمانوں نے ایران وروم کی سلطنتوں کے تختے الٹ دیے۔

تقریر کے آخری حصے میں قائداعظم جناح نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اعلیٰ حضرت نظام دکن کی اگزیکٹو کونسل کے ممبروں اور حیدرآباد کے لیڈروں کو جو مشورے دیئے ہیں۔ وہ حیدرآباد میں بسنے والی تمام قوموں کے لئے یکساں مفید ہیں۔ اور ان سے نہ کسی ہندو کو نقصان پہنچ سکتا ہے نہ اچھوت کو نہ عیسائی کو اسکی وجہ یہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ مسلمان کسی قوم کے بھی جائز حق کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

قائداعظم محمد علی جناح

کا وہ بصیرت افروز خطبۂ صدارت جو آپ نے ۲۷ر جولائی ۱۹۴۶ء کو قیصر باغ بمبئی میں لیگ کونسل کے اجلاس میں ارشاد فرمایا۔ قائداعظم نے کونسل کے اس اجلاس میں ۱۵۰ منٹ تقریر فرمائی۔ اس اجلاس میں بڑی تعداد میں ڈیلی گیٹ شریک تھے۔ اس حکیم سیاست نے گزشتہ ساڑھے تین ماہ کی گفت وشنید اور وزارتی مشن کی کارگزاریوں پر روشنی ڈالی اور پرزور الفاظ میں اعلان کیا کہ اب مسلم لیگ کے لئے اپنی طاقت پر بھروسہ رکھنے اور اپنے نصب العین پر جمے رہنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ عارضی حکومت کی تشکیل اور ہندو کانگرس کی ریشہ دوانیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا کہ حکومت برطانیہ کے نمائندے دس دن کے اندر اندر اپنے وعدوں سے منحرف ہو گئے۔ اور محض کانگرس کو خوش کرنے کے لئے عارضی حکومت کی تجویز ملتوی کر دی۔ اس تقریر میں قائداعظم نے جملہ واقعات کا صحیح ترین تجزیہ کیا ہے۔

قائدِ اعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے
قیصر باغ میں مسلم لیگ کونسل کے اجلاس کی کارروائی شروع کرتے ہوئے
ایک نہایت پُر جوش تقریر فرمائی اور پُر زور الفاظ میں اعلان کیا کہ گذشتہ ساڑھے
تین ماہ کی گفت و شنید میں اور برطانوی مشن کے ہندوستان سے جانے کے
بعد جو کچھ ہوا اس کی بنا پر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مسلم لیگ کے لیے اپنی طاقت
پر بھروسہ رکھنے اور اپنے نصب العین پاکستان پر جمے رہنے کے سوا اور کوئی
چارہ کار نہیں ہے۔ قائدِ اعظم نے لیگ کے اجلاس میں ۱۵ منٹ تک تقریر
فرمائی۔ اس اجلاس میں بہت بڑی تعداد میں ڈیلی گیٹ شریک تھے۔ قائدِ اعظم
نے فرمایا کہ حکومت برطانیہ کے وعدوں پر کبھی اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ دس دن کے
اندر ہی حکومت برطانیہ کے نمائندے اپنے وعدے سے منحرف ہو گئے۔ وزارتی
مشن نے کانگریس دیوی کو منانے کے لیے بہت کوشش کی اور انھوں نے ہماری

منشوراتِ قائد اعظم

حکومت کی تشکیل ملتوی کردی۔ مشن نے اعلان کر دیا ہے کہ کانگریس نے طویل مدت کی تجویزیں منظور کرلی ہیں۔ لیکن درحقیقت اسے صحیح معنوں میں منظوری نہیں کہا جاسکتا۔

میں محسوس کرتا ہوں کہ اب مسلم لیگ کے لئے وہ وقت آگیا ہے۔ جبکہ ہمارا نعرہ ڈسپلن اتحاد اور اپنی قوم پر اعتماد ہونا چاہیئے۔ اگر ہماری قوم میں کافی طاقت نہیں ہے۔ تو ہمیں طاقت پیدا کرنی ہوگی۔ اگر ہم ایسا کرسکے تو کانگریس کی ان دھمکیوں سے کہ وہ جدوجہد اور عدم تعاون کی تحریک شروع کر دے گی۔

قائد اعظم نے فرمایا کہ مسلم لیگ نے ایماندارانہ اور منصفانہ کارروائی کے لئے جتنی کوششیں کیں وہ سب بیکار ثابت ہوئیں۔ اور ہندوستان کی آزادی کے لئے جتنی بھی سعی مفاہمت کی وہ سب بے اثر رہی۔

اس نے التجائیں اور استدعائیں کیں۔ مگر ان کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ وزارتی مشن کانگریس کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنا رہا ہے۔ وہ اپنا ہی کھیل کھیلتا رہا ہے۔

میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ کانگریس نے ہندوستان کے باشندوں کو جن میں اونچی ذات کے ہندو بہت بڑی اکثریت میں ہیں۔ حالیہ آئینی گفت و شنید کے دوران میں اپنی خفیف الحرکات اور کوتہ اندیشانہ رویہ کی بدولت انتہائی زبردست نقصان پہنچایا۔ کانگریس مسلمانوں کی مخالفت کے جذبات سے مغلوب ہوچکی ہے۔

کانگریس نے دہلی میں نوکر شاہی کی حکومت اور شخصی راج قائم کرا کر ملک کو چالیس برس پیچھے دھکیل دیا ہے۔ کانگریس کا یہ خیال ہے کہ وہ عارضی حکومت میں شامل ہو جائے گی اور مسلم لیگ کو ایک طرف چھوڑ دے گی۔ کانگریس بخوشی مرکزی حکومت میں جائے، ہم اس سے خائف نہیں ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ایسی صورت میں ہمیں کیا کرنا ہوگا۔ جب کانگریسی دستور ساز اسمبلی کو آزاد اور خود مختار جماعت بنا دینے کا ذکر کرتے ہیں تو وہ اپنا سر کھپاتے ہیں۔ اس دستور ساز اسمبلی کو جسے وائسرائے طلب کر رہے ہیں اور جس کا تقرر حکومت برطانیہ نے کیا ہے کیا پنڈت جواہر لال نہرو کے طفلانہ بیانات اور دلیرانہ الفاظ کے ذریعہ آزاد اور خود مختار جماعت میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

قائد اعظم جناح نے اس حقیقت کو واضح کرتے ہوئے کہ دستور ساز اسمبلی شاہی اختیارات کی حامل نہیں ہے فرمایا کہ وزارتی مشن کے بیان میں انیسواں پیراگراف جو صوبوں کی گروپ بندی اور دستور ساز اسمبلی کے طریقہ کار کے متعلق اسلامی زاویہ نظر سے پوری اسکیم کا بہت ہی اہم ضروری حصہ ہے۔ اس رو سے کسی صوبہ کو اس وقت تک اپنی مقررہ گروپ سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہوگا جب تک صوبوں اور ان کے گروپوں کے دساتیر مرتب اور نئے صوبائی دستور کے ماتحت عام انتخابات نہ ہو جائیں۔ لیکن پنڈت جواہر لال نہرو اپنے بیان کے مطابق اسکیم کے اس ضروری جزو کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ صوبوں کو ابتدائی جدوجہد ہی پر مقررہ گروپوں سے علیحدہ ہو جانے کا حق حاصل ہے کانگریس کی اس بے غرور ہٹ دھرمی کی وجہ صرف یہ ہے کہ اسے دستور اسمبلی

میں بیمانہ غلبہ حاصل ہے۔ اور اسی بل بوتے پر اسے امید ہے کہ وہ وزارتی مشن کی تجاویز کے ہر جزو کو جس طرح چاہے گی توڑ مروڑ کر یا نظر انداز دمسترد کر کے اپنی مرضی کے مطابق فیصلے کر سکے گی۔ کانگریسی لیڈروں کی موجودہ پالیسی کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم تجاویز کی کسی شرط کے پابند نہیں۔ ہم دستور ساز اسمبلی میں صرف اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے شریک ہو رہے ہیں۔ اور اپنی من مانی تاویلات کے مطابق جن سے ہم دنیا کو روشناس کر چکے ہیں۔ جو چاہینگے کرینگے۔ یہی وہ صورت حال ہے جسکی بنا پر آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس طلب کرنا ضروری ہو گیا ہے۔

قائد اعظم نے دارالامراء میں لارڈ پیتھک لارنس کی تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ وزیر ہند نے کہا ہے کہ ہندوستانی پارٹیوں کو منظور کردہ تجاویز کے دائرہ سے قدم نہیں بڑھانا چاہیے۔ کیونکہ اس طرح دوسری جماعتوں کے ساتھ بے انصافی ہوگی۔ لیکن اس مخلصانہ مشورہ کے علاوہ وزیر ہند نے یہ نہیں بتایا ہے کہ اگر کانگریس نے اپنے بیمانہ غلبہ کے بل پر شرائط کی خلاف ورزی کی۔ اور فیصلے کئے۔ جو اسمبلی مذکور کے دائرہ عمل سے باہر ہیں تو حکومت اسکی روک تھام کیلئے کیا موثر تدابیر اختیار کرے گی۔ وزارتی مشن کے ارکان اچھی طرح جانتے ہیں کہ کانگریس نے وزارتی مشن کی تجاویز محض نام کے لئے اپنی من مانی تاویلات کی بنا پر منظور کی ہیں۔ میں نے اور نوابزادہ لیاقت علی خاں نے اپنے بیانات میں اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا۔ پارلیمنٹ میں مباحثہ شروع ہونے سے پیشتر تمام تفصیلات حکومت کے علم میں تھیں۔ لیکن اسکے باوجود وزیر ہند لارڈ پیتھک

لارنس اس تخلصانہ مشورہ کی حد سے آگے اپنے قدم نہیں بڑھاتے کہ ہندوستانی پارٹیاں تجاویز مشن کی منظور کردہ حد سے آگے قدم نہ بڑھائیں۔ کیا اس طرح صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ وزارتی مشن کے ارکان ہندوستان میں ساڑھے تین ماہ گذارنے کے بعد معاملہ فہمی کے اعتبار کورے رہے۔ نہ تو ابتک ان پر حقیقت منکشف ہوئی اور نہ انھیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہے۔

پنڈت جواہر لال نے ۲۲ جولائی کو دہلی کے جلسہ عام میں کہا ہے کہ ہم دستور ساز اسمبلی سے اپنی مرضی کے مطابق کام نہ کرسکے تو اسے ختم کر دینگے۔ اور جب بعض اخبارات نے یہ خیال ظاہر کیا کہ پنڈت جواہر لال نے بمبئی کے اجلاس میں ہنگامی جذبات سے مغلوب ہو کر دستور ساز اسمبلی اور وزارتی مشن کی تجاویز کے متعلق اس قسم کے خیالات ظاہر کر دئے ہیں۔ تو پنڈت نہرو نے اس نقطہ نظر کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ

کہ میں نے جو کچھ کہا ہے اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے عمداً کہا ہے۔ اور میں اپنی زبان سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ کا اعادہ کرکے پھر کہتا ہوں کہ کانگریس اس پالیسی پر عمل کرے گی اور ضرورت ہوئی تو وہ دستور ساز اسمبلی کو موت کے گھاٹ اتار دے گی۔ وزیر ہند پیتھک لارنس اس عالم آب و گل میں نہیں۔ بلکہ خوابوں کی دنیا میں بستے ہیں۔ اور کانگریس کے ان صاف و صریح عزائم کے باوجود سنہرے خواب دیکھ رہے ہیں۔ کہ ہندوستان کی سیاسی پارٹیاں کسی فیصلہ کی خلاف ورزی نہیں کرینگی۔

ہم بحث و تمحیص کرتے کرتے تھک گئے۔ کسی سے استعانت کرنا بے سود

ہے۔ دنیا میں کوئی ایسی عدالت نہیں جس سے ہم استعانت کرسکیں ہماری اور آخری عدالت ملت اسلامیہ ہے اور ہم اسی کے فیصلے کی پابندی کریں گے (نعرہ ہائے تحسین۔)

مسلمانوں کا منہ دھونے کے لئے لارڈ پیتھک لارنس یا سر سٹیفورڈ کرپس کا یہ زبان سے کہہ دینا کہ مسلم لیگ نے مذاکرات کے دوران میں فراخ حوصلگی و رواداری کا ثبوت پیش کیا۔ اور کانگریس اپنی جگہ سے ایک انچ نہیں ہٹی۔ ہمارے لئے باعثِ طمانیت نہیں ہو سکتا۔ اگر وزارتی مشن کے طرزِ عمل میں جرأت تدبر کا شائبہ بھی ہوتا۔ تو میں خندہ پیشانی سے اعتراف کرتا۔ لیکن انہوں نے ثابت کر دیا کہ وہ اخلاق وجرأت، فہم وتدبر کے اعتبار سے دیوالیہ ہیں۔ اور کانگریس کی جانب سے بھی نہ تو نیک نیتی اور مفاہمت کا کوئی اشارہ ہے۔۔۔ اور نہ خواہش اشتراک کا۔

میں وزارتی مشن پر صاف الفاظ میں الزام لگاتا ہوں کہ اس نے کانگریس کے ساتھ سازش کی اور وائسرائے کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر ان میں ہمت ہے تو اس واقعہ کی تردید کریں کہ ۲۴ جون کو رات کے اجلاس میں کانگریس ورکنگ کمیٹی نے مشن کی طویل مدت والی تجاویز بھی مسترد کر دی تھی۔ اور عارضی حکومت کی اسکیم بھی۔ کانگریس کے اس فیصلہ سے وزارتی مشن کے ارکان گھبرا گئے۔ ۲۵ جون کو سر سٹیفورڈ کرپس علی الصباح بھنگی کالونی میں پہنچے۔ مسٹر گاندھی کو سوتے سے جگایا اور انہیں بہت دیر تک سمجھاتے بجھاتے رہے کہ کانگریس مشن کی

تجاویز کو مسترد نہ کرے۔ لیکن جب مسٹر گاندھی کسی طرح رضامند نہ ہوئے تو واپس چلے گئے اور وزیر ہند لارڈ پیتھک لارنس کانگریس کے رد ثمن تن لیڈر سردار پٹیل کی تلاش میں نکلے اور انھیں گھیر گھار کر اپنی قیام گاہ پر لے آئے۔ اور وہاں دونوں کے مابین یہ سازش ہوئی کہ کانگریس اپنا سابقہ فیصلہ واپس لے کر وزارتی مشن کی طویل مدت والی تجاویز کی منظوری کا اعلان کر دے۔ اور وزارتی مشن اس کے معاوضہ میں عارضی حکومت کی اسکیم کو ختم کر دے گا۔ اس سے مقصد یہ تھا۔ کہ وزارتی مشن کے ارکان لندن واپس جا کر کہہ سکیں کہ دہلی میں ساڑھے تین ماہ تک بھاڑ نہیں جھونکتے رہے بلکہ ہندوستان کی دونوں پارٹیوں سے اپنی تجاویز منظور کرا لائے۔

قائد اعظم نے چند سیکنڈ خاموش رہنے کے بعد بلند آواز سے کہا "میں اپنی ذمہ داریوں کو خوب اچھی طرح محسوس کرتے ہوئے پھر ایک مرتبہ کہتا ہوں کہ میں نے جس سازش کا انکشاف کیا ہے۔ وہ واقعہ ہے عین حقیقت ہے۔ میں وائسرائے کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اس واقعہ کی تردید کریں اور اس کی تردید ان پر فرض ہے کیونکہ یہ ایسا الزام نہیں ہے جسے نظر انداز کیا جائے۔ بلکہ اس سے وزارتی مشن کے ارکان اور وائسرائے کی عزت پر حرف آتا ہے۔

ان تمام باتوں سے بلاشک و شبہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان کے مسئلہ کا واحد حل پاکستان ہے۔ جب تک کانگریس اور مسٹر گاندھی "اکھنڈ بھارت" کی ترجمانی و نمائندگی کا خواب دیکھتے رہینگے۔ جب تک کانگریس مسلمانوں میں پھوٹ ڈلوانے کے لئے اپنے دیئے سے چند بے غیرتوں اور بے شرموں کے ایمان

خریدتی رہے گی۔ جب تک کانگریس اس حقیقت سے انکار کرتی رہے گی کہ مسلمانوں کی واحد نمائندہ، جماعت مسلم لیگ ہے۔ اس وقت تک آزادی کے سوال پر کسی تصفیہ یا مفاہمت کا امکان نہیں۔

کانگریس کا یہ دعوےٰ کہ وہ پورے ہندوستان کی نمائندہ جماعت ہے بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ دستور ساز اسمبلی کی ۷۹ مسلم نشستوں میں وہ صرف تین نشستیں حاصل کر سکی۔ کانگریس نے صوبہ جات متحدہ سے جو اپنا امیدوار منتخب کیا ہے اسلامی حلقوں میں اس کی عزت کا یہ حال ہے کہ پراونشل اسمبلی کے انتخابات میں وہ تین مسلم نشستوں سے بطور امیدوار کھڑا ہوا اور ہر جگہ اس کے ٹھوکر رسید کی گئی۔

مسٹر گاندھی کو اب ساری دنیا کے مشیر بننے کا شوق چرایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ کانگریس تمام ہندوستان کی نمایندہ اور اس کے چالیس کروڑ باشندوں کی امین ہے۔ تم دہلی میں بیٹھ کر تو یہ کہتے ہو کہ ہمیں وزارتی مشن کی تجاویز منظور نہیں۔ اور بمبئی جاکر کہتے ہو کہ ہم تجاویز کے کسی جز کے خلاف نہیں ہیں۔

میں بلا خوف تردید اعلان کرتا ہوں کہ مذاکرات کے دوران میں مسلم لیگ نے قدم قدم پر اپنے طرزِ عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ ایک شریف اور معزز جماعت ہے۔ ہم چھوٹی چھوٹی باتوں میں نہیں الجھتے۔ بلکہ اعلیٰ مقاصد کو سامنے رکھا۔ ہم نے حیرت انگیز رواداری سے اسلئے کام نہیں لیا ہے کہ ہم نے دوسروں کو رعایت پر رعایت اسلئے نہیں دی کہ ہم کسی سے ڈرتے تھے بلکہ صرف اسلئے کہ مسلمانوں کے دلوں میں آزادی کامل کی تڑپ ہے ہم چاہتے تھے کہ متنازعہ مسائل حسن وخوبی کے ساتھ طے ہو جائیں۔

برعظیم کی ترقی میں جو رکاوٹیں ہیں وہ دور ہوں اور نہ صرف مسلمان بلکہ ہندو اور تمام دوسری قومیں برطانوی شکنجہ استعمار سے نجات پاکر آزادی کی نعمت سے بہرہ ور ہو جائیں۔ ہمارے مقابلہ میں کانگریس کا طرز عمل افسوسناک تھا۔ اس نے قدم قدم پر رکاوٹیں ڈالیں اور ثابت کر دیا کہ اسکے سامنے سوائے اس کے اور کوئی نصب العین نہیں کہ وہ مسلم لیگ کو نیچا دکھائے۔

مذاکرات میں تین پارٹیاں شریک تھیں۔ مسلم لیگ کانگریس اور حکومت ان میں صرف مسلم لیگ ہی وہ جماعت ہے جس نے شریفانہ طریقہ پر ایمانداری سے کام لیا۔ وزارتی مشن نے عارضی حکومت کے سلسلہ میں مشن اپنے وعدہ سے منحرف ہو گیا۔ اور کانگریس نے ایسی ذلیل حرکتیں کی ہیں کہ ان کے ارتکاب پر ایک معمولی انسان بھی شرم محسوس کرے گا۔ میں کانگریسیوں سے پوچھتا ہوں کہ تم میں دیانت و شرافت کا خفیف ترین شائبہ بھی ہے۔ کیا تم میں اخلاقی جرأت بھی ہے جو تم صاف الفاظ میں کہہ دیتے کہ وزارتی مشن کی تجاویز چونکہ ہماری بنیادی اصول و مقاصد کے خلاف ہیں۔ اسلئے ہم انھیں منظور نہیں کر سکتے۔ سو برس سے ایک "امین" کی امانت و دیانت کا تلخ ذائقہ چکھ رہے ہیں۔ اور اب ہمیں کسی دوسرے امین کی ضرورت نہیں۔ اب ہم بچے نہیں بالغ ہو چکے ہیں (قہقہہ) ملت اسلامیہ اپنی آمین آپ ہے۔

مسٹر گاندھی کچھ عرصہ سے اچھوتوں کے خود ساختہ امین بنے ہوئے ہیں مسٹر گاندھی سے میں پوچھتا ہوں کہ کیا وہ ایمانداری کے ساتھ کہہ سکتے ہیں اگر انھیں اچھوتوں کا اعتماد حاصل ہے۔ اچھوتوں کا وجود کسی بھی مہذب قوم کی پیشانی پر

مکروہ ترین داغ ہے۔ چھ کروڑ انسان صدیوں سے ذات والے ہندوؤں کے اقتصادی اور سماجی شکنجۂ عذاب میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اور جن کی حالت نہایت دردناک ہے۔ میں اچھوتوں کے ان خود ساختہ امین مسٹر گاندھی سے پوچھتا ہوں کہ انہوں نے مظلوم اچھوتوں کے حقوق و مفاد کی حفاظت کے لئے آج تک کیا کیا ہے۔ مظلوم اور بے کس اچھوت ستیہ گرہ کر کے جیل جا رہے ہیں اور یہی ہے کہ کوئی جماعت یہ حربہ اس وقت تک استعمال نہیں کرتی جب تک کہ مصائب ناقابلِ برداشت حد تک نہ پہنچ جائیں اور مظلوموں کو ضبط و صبر کا پیمانہ لبریز نہ ہو جائے۔ وزارتی مشن نے بھی کانگریس کی دیوی کو خوش کرنے کے لئے مظلوم اچھوتوں کے مفاد سے غداری کی

عارضی حکومت کے سلسلہ میں جو گفت و شنید ہوئی اس کا ذکر کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا کہ یہ بات بالکل غلط ہے کہ میں نے مسلم لیگ کی جانب سے کوئی فہرست پیش کی تھی واقعہ یہ ہے کہ میں نے وائسرائے سے صاف الفاظ میں کہہ دیا تھا۔ کہ میں اپنی فہرست اس وقت تک پیش نہیں کروں گا جب تک آپس میں سمجھوتہ نہ ہو جائے یا سمجھوتہ ہونے کی صورت میں اس بات کا یقین نہ دلایا جائے کہ کسی بڑی پارٹی نے اسکیم کو مسترد کر دیا تو وائسرائے دوسری پارٹی کی مدد سے عارضی حکومت قائم کریں گے۔ ایسی صورت میں جب کہ میں نے یہ بات بالکل واضح کر دی تھی۔ وائسرائے کو اپنی فہرست میں میرا نام شامل کرنے کا کوئی حق نہ تھا۔ وائسرائے نے مجھے شیشہ میں اتارنے کی کوشش کی۔ لیکن میں اس بات پر قائم رہا کہ جب تک میں آل انڈیا مسلم لیگ کا صدر ہوں کوئی عہدہ قبول نہیں کروں گا۔

کانگریس نے اپنا فیصلہ صادر کردیا۔ اور اس کے بعد مسلم لیگ نے بھی۔ اب ہم سے کہا جارہا ہے کہ آٹھویں پیراگراف کے معنی وہ ہیں جو درحقیقت نہیں ہیں۔ میں بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ جب دارالعوام میں سر اسٹیفورڈ کرپس سے سوالات کئے گئے تو وہ جواب شافی نہ دے سکے۔ اور انھوں نے الفاظ کے گورکھ دھندے سے ہاؤس کو گمراہ کرنا چاہا۔ مجھے افسوس ہے کہ سر اسٹیفورڈ کرپس نے اپنی قانونی صلاحیتوں کا احترام مدنظر رکھا اور آٹھویں پیراگراف کی وہ تشریح کھلی ہوئی بددیانتی پر مبنی ہے۔

۲۵ رجون کو رات میں وزارتی مشن سے میری جو ملاقات ہوئی تھی اسے بہت اہمیت دی جارہی ہے۔ وائسرائے کے پاس کانگریس کا جواب ۲۵ رجون کو ۱۱۔۱۲ بجے پہنچ گیا تھا۔ ہمیں بالکل نہیں بتایا گیا کہ عارضی حکومت کیلئے وزارتی مشن کی پیش کش واپس لے لی گئی۔ اور ظاہر ہے کہ یہ پیش کش صرف اسی وقت واپس لی جاسکتی تھی جب دونوں پارٹیاں اسے مسترد کردیتیں اور ان ملاقاتوں میں الفاظ سے مشہور کھیلنے والے سر اسٹیفورڈ کرپس نے آٹھویں پیراگراف کی غلط تاویلات شروع کیں صرف مسٹر الگزنڈر نے گفتگو میں مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ ابھی وزارتی مشن نے کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے۔ وہ مسٹر جناح کے خیالات معلوم کرنا چاہتی ہے۔

لارڈ پیتھک لارنس نے دارالامراء میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ مسٹر جناح مسلمانوں کی نامزدگی کے اجارہ دار نہیں ہیں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا کہ میں سوداگر نہیں ہوں۔ میں کسی ملک سے پیٹرول کی اجارہ داری

نہیں مانگ رہا ہوں۔ میں کسی بنئے کی طرح مول تول نہیں کر رہا ہوں اس قسم کے الفاظ استعمال کرنا وزیر ہند کے شایاں نہیں۔ کیا ملت اسلامیہ بھی مال تجارت ہے جس کا کوئی اجارہ دار ہو۔ علاوہ بریں میرا مطالبہ شروع سے یہ ہے کہ عارضی حکومت میں کسی "کوئز لنگ" کو شامل نہیں کیا جا سکتا۔ خود وایسرائے نے بتاریخ ۲۲ جون کو صدر کانگریس کو لکھا تھا کہ وہ عارضی حکومت میں کسی غیر مسلم لیگی کو شامل نہیں کرینگے۔ میں لارڈ پیتھک لارنس سے پوچھتا ہوں کہ اگر "مسٹر جناح" کو پہلے مسلم نامزدگیوں کی اجارہ داری حاصل ہے تو وہ دو دن بعد ختم ہو گئی؟ کیا یہ صرف اس لئے کہ کانگریس کو اس پر اعتراض تھا۔

قائد اعظم جناح نے اپنی تقریر کے آخری حصہ میں ارشاد فرمایا کہ برطانوی حکومت شدید وعدہ خلافی کی مرتکب ہوئی اور اس نے کانگریس کی دیوی کو خوش کرنے کے لئے عارضی حکومت کی تشکیل ملتوی کر دی۔ وزارتی مشن نے جو افسوسناک رویہ اختیار کیا ہے اسے سامنے رکھتے ہوئے مشن کے ارکان ایمانداری کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ وہ برطانوی حکومت جس نے تجاویز کی تصدیق کی تھی اسلامی ہند کے کسی اعتماد کی مستحق رہی ہے۔ جب ملک معظم کی حکومت کے ارکان صرف دس دن کے اندر زبان پلٹ کر اپنی ذات اپنی حکومت اور اپنی قوم کو رسوا کر سکتے ہیں تو ہم ان لوگوں پر کیا بھروسہ کر سکتے ہیں۔

قائدِ اعظم محمد علی جناح

کا وہ باطل شکن بیان جو آپ نے عارضی حکومت کے قیام کے متعلق جناب وائسرائے کی نشریاتی تقریر پر تنقید کرتے ہوئے ۲۶ر اگست ۱۹۴۶ء کو بمبئی سے دیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس تقریر نے مسلم لیگ اور اسلامی ہند پر ایک کاری ضرب لگائی ہے۔ کیونکہ وائسرائے نے اپنی تقریر میں جس پیشکش کا ذکر کیا ہے اس کا مطلب قطعاً غیر واضح ہے۔ اور اس میں مسلم لیگ کیلئے پانچ نشستوں کا ذکر کرنے کے علاوہ اور کوئی تفصیل نہیں ہے۔

"وائسرائے کی نشریاتی تقریر نے مسلم لیگ اور مسلم ہندوستان پر ایک ضرب کاری لگائی ہے۔ مگر مجھے یقین ہے کہ مسلمانانِ ہند اسے پوری ہمت اور استقلال کے ساتھ برداشت کریں گے۔ اور عارضی حکومت اور آئین ساز اسمبلی میں اپنا باعزت اور انصاف کے مطابق مقام حاصل کرنے میں اپنی ناکامی سے سبق حاصل کریں گے"

قائداعظم نے فرمایا: "وائسرائے نے جو قدم اٹھایا ہے وہ انتہائی غیر دانشمندانہ اور غیر مدبرانہ ہے اور وہ خطرناک اور نازک ترین نتائج سے مملو ہے انہوں نے تین مسلمانوں کو نامزد کر کے اور مزید دو مسلمانوں کو جن کے ناموں کا اعلان کیا جانا باقی ہے، مسلمانوں کو زخم لگانے کے ساتھ ہی ان کی توہین بھی کی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ انھیں (نامزد کردہ مسلم ممبروں کو) مسلم ہندوستان میں کسی قسم کی وقعت اور اسکا اعتماد حاصل نہیں۔

آپ نے پاکستان کے مطالبہ کو دہراتے ہوئے کہا کہ ہندوستان

کے مسئلہ کا واحد حل یہ ہے کہ ہندوستان کو پاکستان اور ہندوستان میں تقسیم کر دیا جائے۔ اس کا مطلب دونوں بڑی قوموں کی صحیح آزادی اور دونوں ریاستوں میں اقلیتوں کے لیے ہر ممکن تحفظ ہے۔

آپ نے اعلان کیا کہ "میں پھر اپنے اس سوال کو دہراتا ہوں کہ وائسرائے اور وزارتی وفد اپنے ۱۶ رجون کے بیان سے جسے قطعی و آخری بنایا گیا تھا۔ اور ۲۰ رجون کے خط میں مسلم لیگ کو جن باتوں کا یقین دلایا گیا ان سے کیوں پھر گئے۔ ۱۶ رجون اور ۲۲ رجولائی کے وقفہ میں کونسی ایسی جگہ تھی جس کے باعث وائسرائے نے اس فارمولا میں اہم تبدیلیاں کرنا ضروری سمجھا۔ نیز ۲۲ رجولائی اور ۲۴ اگست کے درمیانی عرصہ میں کونسی ایسی چیز ہوئی ہے۔ جس کی بنا پر وہ آگے بڑھتے ہیں اور بالجبر ایک پارٹی کی حکومت قائم کر دی ہے"۔

قائداعظم نے فرمایا کہ "وائسرائے نے اپنے نشریہ میں کہا ہے کہ میں ان لوگوں سے خطاب کر رہا ہوں جن کا یہ مشورہ تھا کہ اس وقت اور اس طریقہ پر یہ قدم نہیں اٹھانا چاہیے"۔ قائداعظم نے فرمایا کہ میں بھی ان بدقسمت لوگوں میں سے تھا اور میں اب بھی ان پر قائم ہوں۔

قائداعظم نے فرمایا کہ وہ (وائسرائے) ابھی تک یہی راگ الاپ رہے ہیں کہ ہم برطانوی حکومت کی اس خاص پالیسی کے خلاف نہیں کہ ملک معظم کی حکومت ہندوستان کو خود اپنی منزل پر پہنچنے کے لیے آزاد کر کے اپنے مواعید پورے کرے۔ بیشک ہم ہندوستان کے لوگوں کی آزادی کے مخالف نہیں اور ہم نے یہ امر واضح کر دیا ہے کہ مسئلہ ہند کا واحد حل ہندوستان کو پاکستان اور ہندوستان

میں تقسیم کرنا ہے۔ جس کا مطلب دونوں بڑی قوموں کے لئے حقیقی آزادی اور اقلیتوں کے لئے دونوں ریاستوں میں ہر ممکنہ تحفظ ہے۔

"مشترکہ حکومت قائم کرنے میں اپنی ناکامی سے وائسرائے کو جو صدمہ پہنچا ہے مجھے اس میں ان سے بھی زیادہ رنج ہے۔ مگر میرے رنج کا سرچشمہ مختلف ہے۔ اور اسکے اسباب بھی مختلف ہیں۔ مجھے مسرت ہے کہ وائسرائے یہ سمجھتے ہیں کہ اصل ضرورت مشترکہ حکومت کی ہے۔ جسمیں دونوں بڑی جماعتوں کو نمایندگی حاصل ہو اور مجھے اس پر بھی مسرت ہے کہ انھوں نے یہ بات پنڈت جواہر لال نہرو اور کانگریس کی جانب سے بھی کہی ہے کہ ان کی طرح کانگرس کا بھی یہ پکا خیال ہے کہ وہ حکومت میں شامل ہونے کے لئے مسلم لیگ کو ترغیب دینے کی کوشش جاری رکھیں گے۔ وائسرائے نے اپنی نشریاتی تقریر میں کہا ہے کہ جو پیشکش کی گئی ہو وہ ابھی تک قائم ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وائسرائے کا اس سے کیا مطلب ہے سوائے اسکے کہ مسلم لیگ کو پانچ نشستیں ملینگی۔ یہ بالکل مبہم ہے اور اس کے علاوہ کوئی بات صاف طور پر بیان نہیں کیگئی۔

"انھوں نے بہت سی دیگر چیزوں کا حوالہ ہے۔ جن کے متعلق اس وقت کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ یہانتک کہ آئین ساز اسمبلی کا تعلق ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وائسرائے کا ان الفاظ سے کیا مطلب ہے کہ "میں پھر آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ لیگ کو یہ یقین دلایا گیا ہے کہ صوبوں اور گروپوں کا آئین بنانے میں ۱۶ مئی کے بیان میں پیش کردہ طریق کار پر دیانتداری کے ساتھ عمل کیا جائے گا۔ طریق کار نہیں بلکہ بنیادی اور اساسی چیز ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اسے کسی طرح بھی تبدیل

کیا جا سکتا ہے؟ پھر آگے چل کر وہ (یعنی وائسرائے) کہتے ہیں کہ ۱۶ مئی کے بیان میں پیرا ۱۵ میں آئین ساز اسمبلی کے لئے جو بنیادی اصول تجویز کئے گئے ہیں اس تبدیلی کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوسکتا۔ پھر وہ کسی کی آواز پر عمل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کانگریس اس بات پر رضامند ہونے کے لئے تیار ہے کہ کسی قسم کے نزاع یا الفاظ کی ترجمانی کو فیڈرل کورٹ میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

لیکن ہم ان شرائط اور بنیادی اصولوں پر جو ۱۶ مئی کے بیان میں تجویز کئے گئے ہیں کس طرح سمجھوتہ ہونے کی توقع کر سکتے ہیں جبکہ ایک پارٹی مشن کے ۱۶ مئی کے مستند بیان میں پیش کردہ شرائط اور اصولوں کے معنے دوسرے لے رہی ہو۔ اور دوسری پارٹی اس کا دوسرا مطلب لیتی ہو۔ جو ۱۶ مئی کے بیان کے زیادہ مطابق ہو۔ لیکن وہ بڑی صفائی کے ساتھ کہتے ہیں کہ کسی قسم کے جھگڑے اور (غلط) ترجمانی کو فیڈرل کورٹ میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ اسکے متعلق اول تو یہ ہے کہ ایسے جھگڑے کو فیڈرل کورٹ میں پیش کرنے کے بارے میں کوئی دفعہ نہیں رکھی گئی ہے اور دوسرے یہ کہ دونوں جماعتیں ابتدا ہی میں اہم بنیادی اختلاف رکھتی ہیں اور بنیادی شرائط کی مختلف ترجمانی کرتی ہیں۔

"کیا ہم ان جھگڑوں اور مقدمات کو فیڈرل کورٹ میں لیجا کر آئین ساز اسمبلی کی کارروائی کی ابتدا کریں گے۔ کیا اس جذبے کے تحت اس برکوچک کے ۴۰ کروڑ انسانوں کیلئے مستقبل کا آئین وضع کیا جائے گا؟"

قائد اعظم نے فرمایا کہ اگر وائسرائے کی اپیل خلوص پر مبنی ہے اور وہ سچے دل سے ایسا چاہتے ہیں تو انھیں اسے اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہیئے۔

قائدِ اعظم محمد علی جناح

کا وہ حقائق افروز بیان جو آپ نے ۳۱ جولائی کو پریس کانفرنس میں ارشاد فرمایا۔ اور اعلان کیا کہ ہم سمجھوتہ کے لئے بہترین کوشش کر چکے ہیں۔ اب اگر کوئی مزید اقدام ہونا ہے تو وہ برطانوی حکومت یا کانگریس کی طرف سے ہونا چاہیے۔ قائدِ اعظم نے لیگ کونسل کے فیصلے پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ امر واضح کیا کہ براہِ راست اقدام کا فیصلہ کسی کے خلاف اعلان جنگ نہیں ہے۔ لیگ کونسل کا ریزولیوشن محض ایک بیان ہے۔ جس میں وہ کارروائی ظاہر کی گئی ہے جو ہم اپنے وجود کے بقاء و تحفظ کے لئے اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

منشوراتِ قائدِ اعظم

جولائی کی صبح قائدِ اعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے پریس کانفرنس منعقد کی اور کانفرنس میں بیان دیتے ہوئے اعلان کیا کہ ہم سمجھوتہ کے لئے بہترین کوششیں کر چکے ہیں۔ اب اگر مزید کوئی اقدام ہونا ہے تو وہ برطانی حکومت یا کانگریس کی طرف سے ہونا چاہیئے۔

پریس کانفرنس میں قائدِ اعظم نے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے فیصلے پر ریویو کیا اور ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے یہ امر واضح کر دیا کہ براہِ راست اقدام کا فیصلہ کسی کے خلاف اعلانِ جنگ نہیں ہے۔ ریزولیوشن مذکور محض ایک بیان ہے۔ جس میں وہ کارروائی ظاہر کی گئی ہے۔ جو ہم اپنے وجود کے بقا و تحفظ کے لئے اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

آپ نے یہ بتلانے سے گریز کیا کہ مسلم لیگ بے بنیاد مفروضات کے پیچیدہ حالات میں کیا کرے گی۔ یہ فرمانے کے بعد کہ کیسی صورتِ حال پیدا ہو گی

ویسا ہی اس کا مقابلہ کیا جائے گا۔ آپ نے براہ راست کارروائی کی صحیح نوعیت یا اس سلسلے میں لیگ کی مجلس عمل کے اقدام کے متعلق بھی کچھ کہنے سے انکار کیا۔

آپ نے اپنے اس سابقہ اعلان کا پھر اعادہ فرمایا کہ کانگریس نے وزارتی مشن کے ۱۶ رمئی کے بیان کو جس طرح قبول کیا ہے وہ حقیقت میں قبول کرنا نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مشروط ہے اور اس وجہ سے مسترد کرنے یا زیادہ صحیح یہ کہ جوابی پیشکش کے برابر ہے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ کانگریس خفیہ طور پر ایسی تحریک شروع کرنے کی زبردست تیاریاں کر رہی ہے۔ جو ۱۹۴۲ء کی تحریک سے بھی زیادہ خطرناک ہوگی اور اس کے لئے کانگریسیوں کو خفیہ ہدایات بھیجدی گئی ہیں۔ اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے آزاد ہند فوج کے لوگوں سے مدد لیجا رہی ہے۔

ایسی صورت میں جبکہ برطانی حکومت اور کانگریس دونوں اپنے اپنے طریقہ پر مسلح ہیں۔ ایک کے پاس آتشیں اسلحہ ہیں اور دوسرے کے پاس عوامی تحریک کی دھمکیاں۔ مسلم لیگ نے محسوس کیا کہ اس وقت کی سخت ضرورت ہے کہ وہ اس سلسلے میں اپنے طور پر اپنی قوت کو مجتمع کرے۔ چنانچہ پاکستان کے مطالبہ کو پورا کرانے کے لئے وہ بھی تیار ہو گئی ہے۔

آپ نے اس امر کا انکشاف کیا کہ مجھے وائسرائے کا ایک مکتوب موصول ہوا ہے مگر آپ نے اس کا مضمون بتانے سے انکار کر دیا۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ہم جانتے ہیں کہ کانگریس نے ۱۶ رمئی کے بیان کی اسکیم کو منظور نہیں کیا ہے اور یہ صدر کانگریس کے مکتوب مورخہ ۲۵ رجون کے

فیصلے میں شامل ہے اور جس سے اس کو مزید تقویت پہنچی ہے۔ پھر ۶ رجولائی کو آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے اس کی تائید بھی کردی ہے اور سابق و موجودہ صدر کانگریس اور دوسرے چوٹی کے کانگریسی لیڈروں نے اپنی تقریروں میں اسے بالکل پاک صاف کر دیا۔ لہذا قدرتی طور پر ہم نے سوچا کہ یہ صورت حال کس قدر سنگین ہے۔ اسی اثنا میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس کے خاتمہ کے بعد پنڈت جواہر لال نہرو نے ۱۰ رجولائی کو یہ بات واضح کردی کہ کانگریس کسی چیز کی بھی پابند نہیں ہے۔ انھوں نے کہا کہ کانگریس دستور ساز اسمبلی کو آزاد و خود مختار بنانے کے لئے اس میں شرکت کر رہی ہے۔

ایسی صورت میں یہ سوال نہیں ہے کہ بعض اوقات کہا جاتا ہے کہ ہم دستور ساز اسمبلی کے مخالف ہیں۔ حقیقت میں ہمارا مطالبہ یہ رہا ہے کہ دو آزاد خود مختار دستور ساز اسمبلیاں قائم کی جائیں اور اگر ایک آزاد خود مختار دستور ساز اسمبلی ہوگی تو ظاہر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایک قوم کی اکثریت اپنی کثرتِ تعداد کی بنا ہو جس کا تناسب ۳ : ۱ ہے۔ دوسری قوم کی اکثریت پر اپنے فیصلوں کو مسلط کرے گی۔

طویل المدت اسکیم کے متعلق قائداعظم نے فرمایا کہ ہم اس سے مطمئن نہیں ہیں۔ ہمارے نقطۂ نظر کے بہ نسبت دراصل کانگریس کے نقطۂ نظر کے بہت زیادہ موافق ہے۔ سوال صرف یہ تھا کہ اسے قبول کیا جائے یا نہ کیا جائے ہم نے اسے قبول کر لیا ہے۔ جو کچھ میں پہلے کہہ چکا ہوں اُسے پھر دہراتا ہوں کہ ہم نے اسے پورے علم و وقوف کے ساتھ بغیر کسی تذبذب کے قبول کیا تھا۔ مگر کیوں کیا تھا۔

ہم نے محدود پاکستان کو منظور کر کے زبردست قربانی کی ایسا محدود پاکستان جو وفاع، مواصلات اور خارجی معاملات کے اختیار سے بھی محروم تھا اسلئے کہ ہمارے پیش نظر ہندوستان میں بسنے والے ہر فرقہ کی فلاح تھی اور ہم یہ سمجھتے تھے کہ اس سے کم سے کم مدت میں ہم غیر ملکی اقتدار سے آزاد ہو جائینگے اور ہم سب کی گلو خلاصی ہو جائے گی۔ ہم نے جو کچھ کیا پوری طرح سوچ سمجھ کر کیا اور یہ اس کے قبول کرنے کا ایک اہم سبب تھا۔

دوسرا سبب یہ تھا کہ ہم نے سوچا کہ اگر ہمیں قربانی بھی کرنا پڑے تو لڑائی جھگڑے، خونریزی، اور جمود و تعطل کے سدِ باب کے لئے کرنا چاہئے۔ ہم نے خیال کیا کہ پُرامن اور دوستانہ تصفیہ اس سے زیادہ قیمتی ہے۔ چنانچہ ہم نے رضاکارانہ طور پر مرکزی یونین کو تینوں اختیارات تفویض کر دیئے۔

اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ جب ہم نے یہ فیصلہ کر لیا تو وزارتی مشن اور وائسرائے ۱۶ جون کے بیان کے سلسلہ میں اپنے عہد سے دس دن کے اندر پھر گئے۔ حالانکہ اعلان یہ کیا گیا تھا کہ یہ بیان قطعی اور فیصلہ کن ہے انھوں نے اس کے پیراگراف نمبر ۸ کو بددیانتی کے ساتھ خلاف حقیقت معنے پہنائے اور اب میں دیکھتا ہوں کہ انھوں نے ایک نئے نقطہ کا انکشاف کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ان تجاویز کی مدت منقضی ہوگئی۔ کیوں ہوگئی اسلئے نہیں کہ مسلم لیگ نے بیان مذکور کو قبول نہیں کیا۔ بلکہ اسلئے کہ کانگریس نے ۱۶ مئی کے بیان کو منظور کیا۔ ۱۶ جون کے بیان پیراگراف نمبر ۸ میں صرف ایک دفعہ ہے، پھر کوئی بتائے کہ کس طرح یہ دلیل دی جا سکتی ہے۔ اگرچہ مسلم لیگ نے مقررہ اور محدود وقت کے اندر

انھیں منظور کر لیا تھا۔ مگر تجاویز کی مدت پھر بھی گذر گئی۔

سوال یہ ہے کہ اس دفعہ ۸ کی صحیح تعبیر کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی وہ تعبیر جو مشن نے کی ہے اور جس پر وہ اب تک اصرار کر رہا ہے۔ وہ غیر دیانتدارانہ اور خلاف حقیقت تعبیر ہے۔ میں بالکل مشتعل یا ناراض نہیں ہوں۔ لیکن یقیناً جب ایک فریق نے عہد شکنی کا ارتکاب کیا ہے جو دوسرے فریق کو حق حاصل ہے کہ وہ اس جرم پر اس کو مجرم قرار دے اور اگر یہ ناراضگی ہے تو میں بے شک ناراض ہوں۔

آپ نے اس کا اعادہ کرتے ہوئے کہ کانگریس نے طویل المدت اسکیم کو قبول نہیں کیا بلکہ جوابی پیشکش کی۔ قائد اعظم نے فرمایا کہ میں یہ یقین نہیں کر سکتا کہ تجربہ کار آدمی اور وزارتی مشن کے ارکان اور وائسرائے جیسے تجربہ کار آدمی یہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ قبولیت قبولیت ہے۔ مگر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ انھوں نے ایسا کیوں سمجھا محض اسلئے کہ ڈوبتے کو تنکے کے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ انھوں نے برطانوی پارلیمنٹ اور دنیا کو دھوکا دیا۔

وزارتی مشن ہمارے اعتماد کو متزلزل کر چکا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ کانگرس کی دھمکیوں سے جو گفت وشنید کے دوران میں وہ دیتی رہی ہے مرعوب و مجبور ہو کر اس کے سامنے جھک گیا ہے۔

کانگریس عام سول نافرمانی کی تحریک شروع کرنے کے لئے اپنے آپ کو منظم کر رہی ہے۔ پوری تیزی کے ساتھ تیاریاں ہو رہی ہیں۔ آزاد ہند فوج کے آدمی بلائے جا رہے ہیں۔ ان کو بھرتی کیا جا رہا ہے۔ ان کی مالی امداد کی

جارہی ہے اور تمام ملک میں انھیں بھیجا جا رہا ہے۔ مختلف دوسری جماعتیں مقرر اور قائم ہو چکی ہیں اور وہ ضروری قواعد اور جسمانی تربیت کا کام کر رہی ہیں موقع موقعہ ہر شخص سے کیا جا رہا ہے کہ اگر ہمارے مقصد کے حصول میں رکاوٹ پیدا کی گئی تو ہم جد وجہد شروع کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ جو ۱۹۴۲ء کی جد وجہد سے ہزار گنی سخت ہوگی۔

صرف مسلم لیگ ایک ایسی جماعت ہے جو نہایت احتیاط کے ساتھ آئینی طریقہ پر قائم اور آئینی طریقے اختیار کرتی آئین پسندی پر اعتماد کرتی چلی آئی ہے۔ لہذا ظاہر ہے کہ اس کانفرنس میں اور گفت وشنید میں آئین پسندی اور آئینی طریقوں سے اس کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے رہے۔ مگر ہم نے دیکھا کہ برطانوی مشن وائسرائے اور برطانوی حکومت کے سر پر کانگریس کی دھمکیوں کی تلوار لٹکی ہوئی ہے۔ اور ان پر اس کا جادو چل رہا ہے اور انھوں نے یہ سمجھا کہ اگر کانگریس کو ٹھنڈا اور شانت نہیں کیا گیا تو یہ ایسی جد وجہد شروع کر دے گی جو ۱۹۴۲ء کی جد وجہد سے ہزار گنی زیادہ سخت ہوگی۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم اس طرح بیٹھے رہیں اور ہمارے ہاتھ پیر بندھے رہیں۔ برطانیہ کے پاس مشین گنیں ہیں اور وہ اپنی قوت کو جس طرح چاہیں تعبیر کریں۔ کوئی عدالت نہیں جہاں ہم اس کے خلاف اپیل کریں۔ اور اپنے قول وعمل میں آزاد و مختار ہے دوسری پارٹی کانگریس ہے وہ پوری طرح دوسری قسم کے ہتھیار سے مسلح ہے۔ اس ہتھیار کو معمولی اور حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ اسلئے اب ہم اپنے حفظ وبقا کے لیے آئینی طریقوں کو خدا حافظ کہنے کے لیے . . . .

مجبور رہیں اور اب ہم نے یہ طے کیا ہے کہ براہ راست اقدام کی تیاریاں اور عمل ہماری پالیسی و پروگرام کا جزو ہوگا۔ اور جب اس کا وقت آئے گا تو یہ اقدام کیا جائے گا۔

قائداعظم نے فرمایا کہ کانگریس سرکاری دستاویز کے متعلق اپنی تعبیر کو آسام اسمبلی کی کانگریس پارٹی کو یہ ہدایت دے کر عملی جامہ پہنا چکی ہے اور ان اسمبلی میں یہ تجویز منظور کی جائے کہ صوبوں کی گروپ بندی سے آسام کو کوئی سروکار نہیں ہوگا۔ کانگریس ہائی کمانڈ کی حاکمیت کے ماتحت آسام اسمبلی کی یہ قطعی اور واضح کارروائی ہے۔

اس کے بعد قائداعظم نے وزیر ہند لارڈ پیتھک لارنس کی ۱۶ رمئی کی نشری تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ انھوں نے فرمایا کہ مشن کی تجاویز پاکستان کے فوائد سے توقع کو اس کے نقصانات سے محفوظ رہتے ہوئے ممکن بناتی ہیں اور تمام جماعتوں کے ہندوستانیوں کو دعوت دی تھی کہ وہ دستور سازی کے کام میں حصہ لیں۔ مسلم لیگ نے بھی سمجھا تھا کہ گروپ بی اور سی سے مرکزی یونین کے تین مضامین نکال کر پاکستان بنجائے گا۔ اور وہ اس پر رضامند ہوگئے کہ دس سال تک مرکزی یونین کے اختیارات انہی تینوں مضامین تک سختی سے پابند رہے لیکن پنڈت نہرو نے اسی وقت سے یہ واضح کردیا کہ کانگریس اپنے آپ کو صرف ان تین مضامین تک محدود رکھنے کی پابند نہیں ہے۔ بلکہ مرکزی یونین کے اختیارات اور اسکی طاقت کو وسیع کرنے کی آزادی ہی گی۔

مسلم لیگ کے ریزولیوشن پر غیر ملکی اخبارات کے ردعمل کے متعلق قائداعظم

نے فرمایا کہ میں برطانی اخبارات سے یہ توقع نہیں کر سکتا کہ وہ یہ کہے گا کہ مشن عہد شکنی کے جرم کا مجرم ہے۔ اسلئے ان کا تبصرہ قدرتی طور پر یہ ہونا چاہئے تھا۔ کہ مسلم لیگ کا فیصلہ سنگین ہے۔ اور یہ ہے۔ آپ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ چیز اصل حالات سے ناواقفیت کے سبب سے ہے۔ جب کچھ اخبارات جمہوریت کے چرچے کرتے ہیں تو وہ ۔۔۔۔ ہندوستان کے حقائق کو بھول جاتے ہیں۔ اگر ہندوستان ایک ایسا ملک ہوتا جس کے تمام حصے یکساں ہوتے اور ایک قوم آباد ہوتی۔ تو جمہوریت کی گفتگو کی گنجائش تھی۔ لیکن ہندوستان برکوچک ہو جس میں مختلف قومیں رہتی ہیں اور اس کا اعتراف لارڈ پیتھک لارنس نے پارلیمنٹ کے حالیہ مباحثہ میں کیا ہے۔ اور یہی ہماری ساری تکلیفوں کی جڑ ہے۔ جب ملک میں دو یا دو سے زیادہ قومیں آباد ہوں تو جمہوریت کی گفتگو کس طرح کی جاسکتی ہے جس کے معنی یہ نہیں کہ اکثریت والی قوم دوسری قوم کے ہر معاملہ کا فیصلہ کرے گی۔ خواہ وہ اسکے خلاف کیسی ہی متفق الرائے اور ہم آواز ہو۔ اگر تمام مسلمان یہ کہیں کہ ہم اس کو منظور نہیں کرتے۔ جب بھی اکثریت کا فیصلہ مسلمانوں پر مسلط ہو جائے گا۔ کیونکہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں تناسب تین اور ایک کا ہے۔ اگر ایک قوم ہوتی تو کوئی جھگڑا ہی نہیں تھا۔ ان دونوں قوموں کو مغربی جمہوریت سے جانچا جاسکتا۔ البتہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ مساوی برتاؤ کیا جائے۔ اور حقیقت کو تسلیم کر کے مشکلات حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ انھیں ایک دوسرے سے ایمانداری اور خلوص کے ساتھ معاملہ کرنا چاہئے۔ اور کسی فیصلے پر پہنچنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔

قائداعظم نے براہ راست اقدام کی تفصیلات پر گفتگو کرنے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ میں ابھی آپ کو یہ بتانے کے لئے تیار نہیں ہوں

جب آپ سے پوچھا گیا کہ مسلم لیگ دوسری مخالف سامراج جماعتوں مثلاً کانگریس سے اشتراک عمل کرے گی تو آپ نے فرمایا کہ کانگریس کی براہ راست کارروائی برطانیہ کے خلاف نہیں ہوتی۔ مختلف مواقع پر کانگریس نے جو براہ راست کارروائی کی ہے۔ وہ اور ۱۹۴۲ء کی تحریک پر برطانیہ کو ڈرانے مرعوب کرنے اور مسلم لیگ نظر انداز کرکے اپنے مطالبات تسلیم کرانے کے لئے تھی اور یہی وہ اب بھی کررہی ہے۔ اور اسی سے وزارتی مشن مرعوب اور خوف زدہ ہوا۔ کانگریس نے برطانی حکومت سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ ہندوستان کو چھوڑ کر چلدے۔ اب وہ کس طرح خوددلری کے ساتھ ایسی عارضی حکومت کو منظور کرسکتی ہے جو ۱۹۱۹ء کے آئین کے ماتحت قائم ہوگی۔ مگر وہ اس کے لئے شملہ میں تیار تھی۔ بشرطیکہ مسلم لیگ کو نظر انداز کردیا جائے۔

سوال کیا گیا کہ کیا آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے ریزولیوشن کے بعد گفت وشنید کا امکان ختم ہوگیا ہے۔ آپ نے جواب دیا باہر دیکھئے دوسری قوم میں کیا کررہی ہیں وہ انتہائی طور پر مسلح ہیں۔ یہاں تک کہ ایٹم بم بھی ان کے پاس ہیں۔ مگر کیا وہ بحث وگفتگو نہیں کررہی ہیں؟۔ اور اسی کے ساتھ جنگی تیاریوں میں بھی مصروف نہیں ہیں۔ کیا حکومت ہند ہر اس جماعت کو جسے وہ چاہے پھلنے کی تیاریاں نہیں کررہی ہے۔ آپ صرف مسلم لیگ سے یہ کیوں چاہتے ہیں کہ وہ ہاتھ باندھے ہی بیٹھی رہے اور اپنی تیاری نہ کرے۔ مسلم لیگ بھی ہر صورت حال کے لئے تیار

رہنا چاہتی ہے۔

سوال کیا گیا کہ مجوزہ براہ راست اقدام تشدد کے ساتھ ہوگا یا بغیر تشدد کے، تو قائد اعظم نے فرمایا کہ میں اخلاقی اصولوں پر بحث نہیں کرنا چاہتا۔

سوال کیا گیا کہ کیا یہ فیصلہ ناقابل تنسیخ ہے؟۔

آپ نے فرمایا کہ اگر آپ سیاستدان ہیں تو مجھ سے یہ سوال نہیں کرینگے۔

ایک اور سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ براہ راست اقدام میں ہم اس شخص کو اپنے ساتھ شامل کرینگے۔ جو ہمارے ساتھ شامل ہونے کو تیار ہوگا۔

کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ کانگریس سے مفاہمت کی گفت و شنید کا کوئی امکان ہے؟۔

آپ نے کہا کہ میں نے اپنے امکان بھر کوشش کرلی اب پہل یا تو برطانی حکومت کی طرف سے ہونی چاہیے یا کانگریس کی طرف سے

سوال کیا گیا کہ عارضی حکومت کی تشکیل کے سلسلہ میں آپ کو وائسرائے کا کوئی خط موصول ہوا ہے۔

آپ نے فرمایا، ہاں۔ ایک خط موصول ہوا ہے مگر مجھے لکھا گیا کہ یہ بالکل پرائیویٹ ہے۔ آپ نے اس خط کی نوعیت پر گفتگو کرنے سے انکار کردیا۔

قائداعظم محمد علی جناح

کا وہ زندگی بخش پیامِ عید جو آپ نے گذشتہ عید الفطر (۲۹ اگست ۱۹۴۶ء) کے موقع پر اسلامیانِ ہند کے لئے ارشاد فرمایا۔ زیرِ نظر پیام میں دس کروڑ مسلمانوں کے اس محبوب قائد نے فرمایا کہ رمضان کا یہ پاکیزہ مہینہ ہمارے لئے علم وہدایت کا سرچشمہ ہے یہ مبارک مہینہ ہمیں ضبط و نظم کا درس دیتا ہے۔ اس مختصر مگر جامع پیام میں قائداعظم محمد علی جناح نے مسلمانوں کو نازک حالات سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس مبارک مقصد پر سب مسلمان پاکستان حاصل کرنے کیلئے تجدیدِ عزم کریں اور زندگی کے ہر شعبہ میں ایک باعظمت قوم کی طرح پوری مستعدی اور خود اعتمادی کے ساتھ مخالفین کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے مقابلہ کیلئے تیار ہو جائیں ہمارے مطالبات حق و انصاف پر مبنی ہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے اور ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔

اس مبارک اور سعید موقع پر میں تمام مسلمانوں کو تہِ دل سے "عید مبارک" کا ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اور ان کی عظمت و اقبال مندی کے لئے دست بدعا ہوں۔ رمضان کا یہ پاکیزہ مہینہ جسے تمام مسلمانوں نے کمال استقلال اور خود اعتمادی کے ساتھ گذارا ختم ہو گیا ہے۔ یہ مبارک مہینہ بجائے خود علم و معارف کا سرچشمہ ہے۔ اور مسلمانوں کو ایک بصیرت افروز پیام دیتا ہے کہ سخت کوشی، رنج و محن، صعوبتوں اور قربانیوں کے بغیر کوئی شخص اپنی منزلِ مقصد تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔ یہ مبارک مہینہ اسلامیان ہند کو نظم و ضبط کا ایک زبردست درس دیتا ہے۔ اب ہمیں حقائق پر نظر ڈالنی ہے۔ اور میں تمام مسلمانوں سے التجا کروں گا کہ وہ ایک منظم، باعظمت اور تربیت یافتہ قوم کی طرح اپنی تمام قوتوں کو ایک مرکز پر مجتمع کریں۔ مصیبتیں جھیلنے اور قربانیاں دے کر اپنے راستہ سے تمام رکاوٹیں دور کریں۔ اس کے سوا آزادی

کی اور کوئی شاہراہ نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آج اس مبارک موقع پر تمام اسلامیانِ ہند مرد، عورتیں، بوڑھے، جوان اور بچے ایک تربیت یافتہ سپاہی کی طرح پوری مستعدی کے ساتھ زندگی کے تمام تعلیمی، ترقی، معاشرتی اور سیاسی شعبوں میں کام کرنے کا عہد کریں تاکہ دس کروڑ مسلمانوں کی اس زندہ جاوید قوم کو اپنے درخشندہ ماضی اور تاریخی روایات کے مطابق عظمت و سربلندی حاصل ہو۔

آج ہمارے سیاسی افق پر تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ سلطنت برطانیہ اور وائسریگل لاج کی کارروائیاں صیغۂ راز میں ہیں۔ ہمیں بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہمارے حق نمائندگی کو مسخ کیا گیا ہے۔ ہمیں ہر طرف سے دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ وائسرائے نے متشددانہ طرز عمل اختیار کیا ہے اور مسلم لیگ کو نظرانداز کر دیا ہے۔ مسلم لیگ کو موردِ الزام بنانے کے لئے نہایت وسیع پیمانہ پر ایسا پروپیگنڈا کیا جارہا ہے۔ جس کو انصاف پسندی اور صداقت سے ذرہ بھر بھی تعلق نہیں ہے۔ حکومت برطانیہ کے اربابِ حل وعقد اور جناب وائسرائے نے کانگریس کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور اب ان کے لئے کھلے الفاظ میں صرف اعلان کرنا باقی رہ گیا ہے کہ ہم سب ذمہ داریوں سے دستکش ہو چکے ہیں اور اس ملک کی حکومت اونچی ذات کے ہندوؤں کو سونپنے والے ہیں۔ برطانوی عوام الناس محض تاریکی میں ہیں اور پارلیمنٹ کو تفریح و تفنن میں مصروف کر دیا ہے۔ ہمارے لئے نہایت نازک اور خطرناک حالات پیدا ہو چکے ہیں۔ ہمیں ان نامساعد حالات کا ایک منظم

اور متحد قوم کی طرح مقابلہ کرنا ہے۔ اور کامیابی حاصل کرنی ہے۔ میں کامل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر ہم دس کروڑ مسلمان متحد و منظم ہوجائیں تو ہمارے مخالفین کی تمام سازشیں اور تدبیریں بری طرح ناکام ہونگی۔ اور ہم اس جدوجہد میں فتحیاب ہوں گے۔ ہم پاکستان حاصل کرکے رہیں گے کیونکہ ہماری مشکلات کا واحد حل پاکستان ہے۔ اور اس کے بغیر ہم نیست و نابود ہوجائینگے۔

ہم نے دلائل پیش کئے، اسباب و علل بیان کئے۔ ہم نے رواداری سے درخواستیں کیں، اور انھیں حتے الامکان مراعات دیں، لیکن بے سود۔ اب ہمارے سامنے ایک صبر آزما جدوجہد ہے۔ اور ہمیں نہایت تہوّر و استقلال اور بلند حوصلگی سے مقابلہ کرنا چاہیئے۔ یہ مقابلہ نظم و ضبط کے ساتھ کیا جائے گا۔ ہمیں اپنی پسپائی اور ناکامی سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے اور نہ ہی اپنی کامیابی پر مغرور ہونا چاہیئے۔

ہمارے مطالبات حق و انصاف پر مبنی ہیں اسلئے ہم کبھی ناکام نہیں ہو سکتے۔ میں ہر مسلمان سے التجا کرتا ہوں کہ ایسے نازک موقعہ پر قطعی طور پر مسلم لیگ میں شامل ہوجائیں۔ ہماری صفوں میں کسی قسم کی باہمی ناراضی اور مخاصمت نہیں ہونی چاہیئے۔ اس وقت ہمیں ایک متحدہ منظم قوم کی طرح ایک پرچم کے نیچے ایک پلیٹ فارم پر کھڑا ہونا چاہیئے۔ اور بلند کردار آدمیوں کی طرح اپنے لائحہ عمل اتحاد و خود اعتمادی اور نظم و ضبط کے ماتحت ہر قسم کی صعوبتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے عزم بالجزم کرلینا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اور ہم ضرور کامیاب ہونگے۔

قائد اعظم محمدؒ علی جناح

کی وہ باطل سوز تقریر جو آپ نے ۱۰ اگست ۱۹۴۶ء کو قیصر باغ (بمبئی) میں جشن عید کے موقع پر ارشاد فرمائی۔ قائد اعظم نے اس عظیم الشان اجتماع میں گذشتہ سیاسی گفتگوئے مفاہمت پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا۔ اور ہندو، کانگریس کی سازشوں اور وائسرائے ہند کی بدعہدیوں کا پردہ چاک کیا۔ آپ نے اسلامیانِ ہند کو حالات کی نزاکت کا احساس دلاتے ہوئے منظم و متحد ہو کر ہلالی پرچم کے نیچے جمع ہونے کی تلقین فرمائی اور خصوصیت کے ساتھ جمعیۃ العلمائے ہند، مجلس احرار، خاکسار اور مسلم مجلس وغیرہ جماعتوں سے جو ہندو کانگریس کے دامِ فریب میں پھنس کر مسلمانوں کی صفوں میں تشتت و افتراق پیدا کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہیں۔ پُرزور اپیل کی کہ وہ اسلام کی فلاح و سربلندی کی خاطر مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔ قائد اعظم نے اسلامیانِ ہند کے ضبط و نظم پر روشنی ڈالتے ہوئے مزید فرمایا کہ اگر ہم اپنے باہمی اختلافات کو مٹا کر متحد ہو جائیں تو اپنے مخالفین کی تمام طاغوتی سازشوں کو ناکام بنا سکتے ہیں۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ دس کروڑ مسلمانوں کی یہ زندہ جاوید قوم مٹائی نہیں جا سکتی۔

حضرات! کل کے پیام میں عید الفطر کے اس مبارک موقعہ پر آپ کی خدمت میں "عید مبارک" کا ہدیہ تبریک پیش کر چکا ہوں۔ بلا شبہ اسلامی دنیا کے لئے آج کا دن مسرت و شادمانی کا دن ہے۔ لیکن ہم حقائق سے چشم پوشی نہیں کر سکتے۔ آج ہمارے سروں پر سیاہ بادل کا ایک ٹکڑا امنڈ رہا ہے۔ ایسے نازک حالات میں میں اسلامیانِ ہند سے درخواست کروں گا کہ وہ آنیوالے خطرات کو محسوس کریں اور اپنے اختلافات کو بھول جائیں شانہ بشانہ ملا کر سارے ملک میں متحد و منظم ہو جائیں۔ اس موقعہ پر خصوصیت کیساتھ میں جمعیۃ العلماء ہند، مجلس احرار، خاکسار اور مسلم مجلس سے اپیل کرتا ہوں کہ اسلام کی فلاح و سربلندی کی خاطر متحد ہو جائیں اور مسلم لیگ کے پرچم تلے جمع ہو جائیں۔

ہمارے مخالفین اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہم میں اتنی قوت و طاقت نہیں ہے کہ مردانہ وار حالات کا مقابلہ کر سکینگے۔ ہمیں یہ غلط فہمی دور کرنی ہے۔

اور انھیں احساس دلانا ہے کہ انھوں نے اسلامیان ہند کے عزم و استقلال کا کتنا غلط اندازہ لگایا تھا۔ مجھے کامل یقین ہے کہ اگر ہم متحد و منظم ہو کر مقابلہ کے لئے کمر بستہ ہو جائیں تو مخالفین کی تمام طاغوتی سازشوں کو بری طرح ناکام بنا دیں گے۔ ہمارے مطالبات حق و انصاف پر مبنی ہیں۔ اور خدا ہمارے ساتھ ہے۔ دس کروڑ مسلمانوں کی زندہ جاوید قوم مٹائی نہیں جا سکتی۔ اگر ہم منظم ہو کر ایک پرچم تلے جمع ہو جائیں تو ہم اپنے محبوب نصب العین کو حاصل کر کے رہیں گے خواہ ہمیں کتنی ہی مصیبتوں اور آزمائشوں سے گذرنا پڑے۔ ہم پاکستان حاصل کریں گے۔ پاکستان کے بغیر مسلمانانِ ہند تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

مسلم ہندوستان کو حکومت برطانیہ کی بدعہدیوں اور وعدہ خلافیوں نے ورطۂ استعجاب میں ڈال دیا ہے۔ ہم نے اگست ۱۹۴۰ء کے اعلان کے ماتحت ان سے یہ وعدہ لے لیا تھا کہ جب تک ہندوستان کی بڑی سیاسی جماعتوں اور قومی زندگی کے دوسرے اہم عناصر میں کوئی سمجھوتہ نہ ہو جائے حکومت کے اختیارات کسی ایک پارٹی کے نام منتقل نہیں کئے جائیں گے۔ اس اعلان میں یہ بھی تحریر ہے کہ جب تک ہندو مسلم سمجھوتہ نہیں ہوگا ہندوستان کے لئے کوئی نیا آئین متشکل نہیں کیا جائے گا۔ نہ صرف یہ بلکہ جب تک ملک کے قومی زندگی کے اہم عناصر آپس میں کوئی سمجھوتہ نہ کر لیں۔ نیا دستور مرتب کرنے کی مشنری بھی معرض وجود میں نہیں آسکتی۔ لیکن آج حکومت برطانیہ نے اس صاف اور واضح اعلان کے پرزے پرزے کر دئے ہیں۔

اس میں شبہ نہیں اسلامیانِ ہند اور مسلم لیگ کو یہ زبردست دھکا دیا

گیا ہے۔ لیکن مجھے کامل یقین ہے کہ ہم اسی مستعدی سے آگے بڑھتے جائینگے۔ ہمارے راستہ میں کوئی چیز مزاحم نہیں ہوسکتی اور نہ کوئی چیز ہمیں اپنے نصب العین سے منحرف کرسکتی ہے۔ ہم تمام رکاوٹوں کا مقابلہ کریں گے مصائب جھیلیں گے جہاں تک کہ آگ کے شعلوں کو بھی پار کر کے آگے نکل جائینگے۔ راستہ میں ہمیں ناکامیوں سے دوچار ہونا پڑے گا۔ ہمیں نقصانات بھی برداشت کرنا پڑینگے لیکن کوئی چیز ہمارے راستہ میں حائل نہ ہوگی۔ کوئی چیز ہمیں مغلوب نہ کرسکیگی۔

قائد اعظم نے وائسرائے کی اس تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے جو انھوں نے عبوری حکومت کے سلسلہ میں ۲۴ اگست کو دہلی سے نشر کی تھی فرمایا کہ بعض لوگوں نے جب اسے ریڈیو پر سنا تو بہت متاثر ہو گئے تھے۔ لیکن جب وہی چیز اخبارات میں شائع ہوئی اور اس پر غور و خوض کیا گیا تو اس کی اصلیت کھل گئی۔ بلاشبہ تقریر کے الفاظ بہت چالاکی سے مرتب کئے ہوئے تھے۔ وائسرائے نے اپنا وعدہ ایفا نہ کر کے اور اس کے ساتھ مسلم لیگ کو نظر کرکے دوہری بدعہدی کا ثبوت دیا۔ میں نہیں جانتا کہ برطانوی حکومت یا مزدور پارٹی اصل حالات سے واقف ہے یا نہیں۔ لیکن مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ برطانوی عوام اور برطانوی پریس کو حقائق کی طرف سے تاریکی میں رکھنے کے لئے دربردہ کوئی تحریک کام کر رہی ہے وائسرائے کا طرزِ عمل ۱۹۴۰ء کے اعلان سے ایک شرارت آمیز انحراف ہے یہ اعلان برطانوی حکومت نے تیار کیا تھا اور اس کی ترتیب میں مزدور پارٹی بھی شریک تھی۔

آج کانگریس خوش ہے کہ اس کی دلی مراد پوری ہو گئی اور مسلم لیگ کو نظر

انداز کرانے میں کامیاب ہوگئی۔ اگر برطانوی حکومت کانگرس کی نخوت خود نمائی تو تحرک کر کے خوش ہے اور اس سے سودا بازی کی تمنی ہے تو ہم بھی خوش ہیں۔ ہم اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل نے غیر مطمئن ہونے کے باوجود طویل المیعاد اور قلیل المیعاد تجاویز کو صرف اسلئے منظور کر لیا تھا کہ وائسرائے کے ۳ر جون کے وعدے کے مطابق کوئی قابل عمل فیصلہ ہو جائے گا۔ لیکن اس کے بعد انھوں نے اصل تجاویز میں تغیر و تبدل کر کے اپنے وعدے سے انحراف کیا۔ اس کے بعد فی الفور مرکز میں عبوری حکومت بنانے کا اعلان کر دیا۔ کانگرس نے قلیل المیعاد اسکیم کو مسترد کر دیا۔ لیکن طویل المیعاد سکیم کو منظور کر لیا۔ انکی یہ منظوری محض دکھاوے کی منظوری تھی۔ با ایں ہمہ وزارتی کابینہ کے وفد نے بدعہدی کی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس تمام کارروائی کے پیچھے کوئی پر اسرار ہاتھ تھا یہ کانگرس کے ساتھ خفیہ ساز باز تھی۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ وزیر ہند اپنے دو خصوصی ساتھیوں اور وائسرائے کے ساتھ اتنے صاف و صریح وعدوں کی جو ہو گئی میں کسی طرح بدعہدی پر آمادہ ہو گئے۔ اب مسلم لیگ سے بدعہدی کرنے کے بعد وائسرائے نے کانگریس کے ساتھ عہد و پیمان کی تکمیل کر لی ہے اور مسلم لیگ کو نظر انداز کر دیا۔

قائدِ اعظم محمد علی جناح

کی وہ ہدایت افروز تقریر جو آپ نے ۶ نومبر ۱۹۴۶ء کو مسلم ایسوسی ایشن کے زیرِ اہتمام عید پارٹی کے موقعہ پر قرولباغ دہلی میں ارشاد فرمائی۔

قائدِ اعظم نے فرمایا کہ گذشتہ پانچ برس میں ہم نے بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ ہم نے مسلمانوں کو ہندوستان میں ایک قوم بنا دیا مگر ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ آپ نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ اپنی کمزوریاں اور کوتاہیاں معلوم کر کے اپنے دلوں کا جائزہ لو۔۔۔۔ کہ تم نے کیا نظر انداز کیا ہے اور کیوں کیا ہے۔ متحد ہو جاؤ۔ اور سوسائٹی کے گوشہ گوشہ میں تحقیق و جستجو کرو اور طے کرو کہ کیا کرنا ہے۔ قائدِ اعظم نے فرمایا کہ اگر خدا نے میری مدد کی تو انشاء اللہ میں مسلمانوں کو ان کی منزل تک لے جاؤنگا۔

ہم انتہائی المناک ماحول میں عید منا رہے ہیں۔ میں اپنے دلی احساسات الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ بہار کی المناک صورت حال کی وجہ سے میں ... نے اپنا پروگرام تبدیل کر دیا ہے اب میں ایک ہفتہ کے لیے باغپت نہ جاؤنگا اور دہلی میں مقیم رہونگا جب اور جس وقت میں محسوس کروں گا ... کہ میرا بہار جانا ضروری ہے تو فوراً روانہ ہو جاؤں گا۔ قائداعظم نے فرمایا: "مجھے معلوم ہے کہ مسلمان دلیر اور بہادر ہیں مگر یہ وقت ایسا ہے جب انھیں اپنے گھر کی خبر لینی چاہیے۔ کیا تم نے اپنے گھر کی حالت درست کر لی ہے؟ اس سوال پر غور کیجیے اور خود اپنے دل سے پوچھیے کہ اس کا جواب کیا ہے۔ میں جہاں کہیں جاتا ہوں یہی نعرے سنتا ہوں "قائداعظم ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں"۔ میں کہتا ہوں قائداعظم ہرگز ہرگز حکم دینے کے لیے تیار نہیں۔ جب تک اس کو یہ یقین نہ ہو جائے۔ مسلمانوں کا جو خون بہیگا وہ رائیگاں نہ جائے گا۔ اگر میں یقین کیے بغیر مسلمانوں کو حکم دیدوں تو میں جنرل نہیں ہوں گا بلکہ مجرم ہوں گا۔ اسی لیے میں تم سے کہتا ہوں پہلے اپنے گھر کی حالت درست کرو۔

کافی تاخیر ہو چکی ہے۔ مگر ابھی وقت ہاتھ سے نہیں گیا۔ بلند آہنگ دعووں اور باتوں کی ضرورت نہیں ہے۔

مسلمانوں نے ایک ایسا آدمی ڈھونڈھ لیا ہے۔ جو ان کی کمزوریوں اور خوبیوں دونوں سے واقف ہے لہذا اس کا ہاتھ بٹاؤ اور اس کی مدد کرو۔

ہم نے گذشتہ پانچ سال کے دوران میں بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ ہم نے ہندوستان میں مسلمانوں کو ایک قوم بنا دیا۔ مگر ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ اپنی کمزوریاں معلوم کرو۔ اپنی کوتاہیاں معلوم کرو۔ اپنے دلوں کا جائزہ لو۔ دیکھو کہ تم نے کیا نظر انداز کیا ہے۔ اور کیونکر کیا ہے۔ متحد ہو جاؤ، منظم ہو جاؤ۔ سوسائٹی کے گوشہ گوشہ میں تحقیق اور جستجو کرو۔ اور طے کرو کہ کیا کرنا ہے۔

اس تیاری اور حصول طاقت کی مہم میں سماج کے ہر طبقہ کو حصہ لینا چاہیے۔

بہار میں دہشت ناک واقعات ہو رہے ہیں۔ میں اسکے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتا اس لئے کہ صورت حال بہت نازک ہے۔ دستور اور تربیت کے اعتبار سے میں ایک ٹھنڈے دل کا آدمی ہوں اور ہر چیز منطق اور دلیل کے نقطہ نگاہ سے دیکھتا ہوں جب میں اس نتیجہ پر پہنچوں گا کہ میرا بہار جانا مفید ہے فوراً روانہ ہو جاؤنگا۔

اگر کل میں یہ سمجھوں کہ مجھے وہاں پہنچنا چاہیے تو کل ہی بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہو جاؤنگا۔ میں باغپت جانے والا تھا۔ مگر بہار کے واقعات کی وجہ سے میں نے وہاں جانا ملتوی کر دیا ہے۔ میں دہلی ہی میں ٹھہروں گا اور حالات و واقعات کا قریب ہی سے مشاہدہ کرتا رہونگا۔

مسٹر جوگندر ناتھ منڈل کو مخاطب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا کہ "میں خلوص

دل سے آپ کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ میں نے محسوس کیا ہے اور محسوس کرتا ہوں کہ آپ کی قوم ہر امکانی امداد کی مستحق ہے۔ یہ نہایت ہی شرمناک ہے کہ چھ کروڑ انسانوں کو اچھوت قرار دیا جائے۔ گول میز کانفرنس میں میں مسلمانوں سے زیادہ اچھوتوں کے حقوق کے لیے لڑا۔ وائسرائے سے اپنی حالیہ مراسلت میں بھی اچھوتوں کے لیے لڑا۔ میں نے محسوس کیا کہ آپ کی قوم کو محض اسلئے نظر انداز کیا کہ وہ کمزور تھی آپ لوگوں کو کانگریس اور مسٹر گاندھی کی قربان گاہ پر چڑھایا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کی عظیم الشان قوم ان تمام باتوں کو دور سے کھڑی ہو کر نہ دیکھ سکتی تھی۔ میں نے محسوس کیا کہ یہ وقت ایسا ہے کہ اب باتوں سے نہیں بلکہ عمل سے آپ کی مدد اور آپ کی امانت کا وقت آگیا ہے۔

قائدِ اعظم نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں بھی انسان ہوں مجھ سے بھی غلطی ہو سکتی ہے۔ لہذا ہر شخص کو اختیار ہے کہ میرے کام کے بارے میں مشورے دے اور اس پر تنقید کرے یقین کیجئے کہ ہر خط اور ہر تار جو مجھے بھیجا جاتا ہے میں ذات خود پڑھتا ہوں۔ ایک ایک سطر پڑھتا ہوں اور میرا زیادہ تر وقت اسی میں گذرتا ہے۔ لہذا ہر مسلمان زبانی باتوں کی بجائے جو کچھ سوچے، محسوس کرے مجھے لکھے۔ میں غور کروں گا اور مناسب ہے تو اس کا مشورہ قبول کروں گا۔

میں مسلمانوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر خدا نے میری مدد کی تو انشاء اللہ میں ان کو ان کی منزل سے قریب لے جاؤنگا۔

قائد اعظم محمدؐ علی جناح

کا وہ بیان جو آپ نے عرب نیوز ایجنسی کے ایک نمائندہ کو ۲ نومبر ۱۹۴۶ء کو نئی دہلی میں ارشاد فرمایا۔ قائد اعظم نے اس بیان میں بین الملی رشتہ اخوت کو زیادہ استوار بنانے کے لئے تمام اسلامی دنیا کے ممتاز زعمار کی ایک کانفرنس ہندوستان میں منعقد کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ انھوں نے فرمایا کہ سب سے اوّل یہ تجویز قاہرہ میں پیش کی گئی اور ہم نے اس کا خیر مقدم کیا۔ عارضی حکو مت میں لیگ کی شرکت پر روشنی ڈالتے ہوئے قائد اعظم نے فرمایا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں کسی قسم کا اشتراک وا تحاد مقاصد نہیں ہے۔ ہندو اور مسلمان دو الگ قومیں ہیں۔ میرے خیال میں مسلمان اس سے زیادہ اشتراکِ عمل نہیں کر سکتے۔ جتنا اب تک ہو چکا ہے۔ وہ قطعی دو جدا گانہ قومیں ہیں اور انھیں جدا جدا اپنے اپنے مستقبل کو بنانا چاہیئے۔

قائداعظم مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے عرب نیوز ایجنسی کے ایک نمائندہ کو بیان دیتے ہوئے اس امید کا اظہار کیا کہ جلد ہی ہندوستان میں ایک کانفرنس منعقد کی جائے گی۔ جس میں تمام مسلمان ملکوں کے ممتاز زعماء شرکت کریں گے۔ قائداعظم نے کہا۔ کہ یہ تجویز قاہرہ میں سب سے اول پیش کی گئی اور مسلم لیگ نے اس تجویز کا خیر مقدم کیا۔ آپ نے کہا اس جلسہ کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمان لیڈروں کو مصر، عراق، سعودی عرب، شام و لبنان ایران اور تمام ان ممالک کے لیگی لیڈروں سے ملاقات کرنے کا موقعہ ملے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ ہم سب کے بہت سے مفاد مشترک ہیں اور باہمی تہذیبی اور نظریاتی مفاہمت کی وجہ سے بہت کچھ فائدہ پہنچے گا۔ اور اس قسم کے جلسہ سے باہمی روابط میں اضافہ ہوگا۔ یہ کانفرنس اس مفہوم میں سیاسی کانفرنس نہ ہوگی۔ جس مفہوم میں بلوداں کانفرنس ایک سیاسی کانفرنس تھی البتہ اس قسم کی کانفرنس میں سیاسی مسائل پر غور کرنا ایک حد تک ضروری ہے

اور ہم سب کے لئے یہ بہتر ہوگا کہ ہم ایک دوسرے کے سیاسی سوالات کو جانیں اور سمجھیں۔ ہم سب کے سوالات مخصوص قسم کے ہیں۔ اور یہ جاننا کہ کس طرح ایک ملک نے ان سوالات کو حل کیا۔ جو کسی ایک ملک سے مخصوص ہیں۔ ہم سب کیلئے مفید اور فائدہ رساں ہے کہ آخر کس طرح اس قسم کے سوالات کو کسی نے حل کیا اس لئے اس پہلو سے بھی اس کانفرنس سے فائدہ پہنچے گا۔ یہ کانفرنس مفید اور نتیجہ خیز ہو۔ اس کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ ان تمام ملکوں کے رہنما جو اس کانفرنس میں شریک ہوں گے وہ ان ملکوں کے با اثر نمائندے ہوں۔ عملی مشاورتیں ہو رہی ہیں۔ تاکہ یہ معلوم کیا جائے کہ کیا اس وقت یعنی موسم سرما میں جبکہ ہندستان میں بہترین موسم ہوتا ہے۔ اس کانفرنس کا انعقاد ممکن ہے یا نہیں۔ قائد اعظم نے کہا کہ مسلم ہندستان اور مشرق وسطےٰ کے ملکوں کے درمیان قریبی روابط کا ہونا ضروری ہے۔ خصوصاً اس صورت حال کے پیش نظر کہ مسلم لیگ عارضی حکومت میں شریک ہوگئی ہے۔

قائد اعظم نے بیان جاری رکھتے ہوئے کہا کہ لیگ عارضی حکومت میں مسلمانوں اور دوسرے فرقوں کے مفادوں کا تحفظ کرنے کے لئے شریک ہوئی ہے۔ چونکہ عارضی حکومت وائسرائے نے ہماری شرکت سے پہلے بنائی تھی اور عارضی حکومت صرف اونچی ذات کے ہندو کے اقتدار والی کانگریس کے اثر میں تھی اور مسلمان قوم اونچی ذات کے ہندوؤں سے کسی بھی چیز میں کسی بھی ایک چیز میں مشترک نہیں ہے۔ مسلمانوں اور ہندوؤں میں کسی بھی قسم کا اشتراک و اتحاد مقاصد نہیں ہے۔ بلکہ اتنا ہی نہیں ہمارے انفرادی اور قومی مفادوں کے مختلف اہم پہلوؤں کے پیش نظر ہندو مسلمانوں

کے بالکل ہی مخالف ہیں۔ ان حالات میں ہم نے سوچا کہ حکومت کے نظم و نسق کی ساری مشنیری کانگریس کے ہندوؤں کے قبضہ میں دے دینا سخت مہلک ثابت ہوگا۔ ایک اور سبب یہ بھی تھا کہ اگر مسلم لیگ کے نمائندے عارضی حکومت میں شرکت نہ کرتے تو مرکز میں ہندو حکومت اور وائسرائے اپنے مسلمانوں کو شامل کر لیتے جن پر مسلم ہندستان کو نہ کوئی اعتماد ہوتا اور نہ بھروسہ۔ یہ چیز سخت نتائج کی حامل ہوتی بلکہ حامل ہوئی بھی۔

اس سے ہندوستان بھر میں اضطراب و بے چینی کے احساسات پھیل گئے۔

جس سے وہ صورت حال پیدا ہوئی جس میں سخت فرقہ وارانہ فسادات ہو رہے ہیں۔ ان فسادات میں ہزارہا آدمی مارے گئے۔ اور زخمی ہوئے۔ اور یہ ابھی ملک کے مختلف حصوں میں ہو رہے ہیں۔ موجودہ حالات میں حکومت کا اثر و نفوذ اور اس کے اقدامات عملاً ہماری زندگیوں کے تمام پہلوؤں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اسلئے یہ ضروری ہے کہ حکومت تمام فرقہ کے مفادوں کو ترقی دینے کا خیال رکھے۔ اونچی ذات کے ہندو مسلمانوں کے مفادوں سے یہ دلچسپی نہیں رکھتے۔ تاریخ۔ روایات، مذہب، غرضکہ ہر عنصر کے بلحاظ نظر ہندو مسلمانوں سے بالکل ممتاز حیثیت رکھتے ہیں اسلئے اگر مسلمان قوم کو ترقی کرنا ہے۔ جو کہ پچھلے چھ سات سال میں جبکہ مسلمان بیدار ہوئے ہیں شروع ہوئی ہے۔ بلکہ اگر مسلمان قوم کو زندہ بھی رہنا ہے تو ہم نے فیصلہ کیا کہ ہمیں بھی عارضی حکومت کے لئے اپنے نمائندے منتخب کرنے چاہئیں۔ چنانچہ انھوں نے چارج لے لیا ہے۔ اور اب وہ مالیات و تجارت ڈاک و ہوا۔ صحت اور قانون کے محکموں کا انتظام کر رہے ہیں اس وقت صورت حال یہ ہے کہ میں مستقبل کی بابت کچھ کہنے سے معذور ہوں۔ میرے خیال میں ہندو اور مسلمان اس سے زیادہ اشتراک عمل نہیں کر سکتے جتنا اب تک ہو چکا ہے میرے خیال میں وہ دو علیحدہ علیحدہ قومیں ہیں اور انھیں جدا جدا اپنے اپنے مستقبل کو بنانا چاہئے۔

قائدِ اعظم محمد علی جناح

کا اسلامیانِ ہند کے نام وہ اسلام پرور پیغام جو آپ نے ۱۱ ر نومبر ۱۹۴۶ء کو نئی دہلی سے ارشاد فرمایا۔ اسلامی روایات کی اصح عظمت کو سمجھنے کے لئے قائدِ اعظم کا یہ پیغام روشنی کے ایک بلند و محکم بنیاد کی طرح رہنمائی کرتا ہے۔ ارضِ ہند کے دس کروڑ مسلمانوں کی زمامِ سیاست یقیناً ایک ایسے محسن عظیم اور رہبر فرزانہ کے ہاتھ میں ہے۔ جو صراطِ مستقیم سے نہ صرف کماحقہ' واقف ہے۔ بلکہ ان تعلیمات کا عملی ثبوت بہم پہنچانا اس کی بلندی کردار کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ ہندو اکثریت کے صوبوں میں جن انسانیت سوز طریقوں سے مسلمانوں کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے وہ تاریخ کے صفحات سے محو نہیں ہو سکتے۔ ہندو اکثریت کی اس بربریت کے مقابلہ میں قائدِ اعظم محمد علی جناح نے مسلم اکثریت والے صوبوں کو صبر و تحمل سے کام لینے کی تلقین فرمائی ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ ہمیں عملی طور پر یہ ثابت کر دینا چاہیے کہ ہم بہادر! اور اپنے دشمنوں کو معاف کر دینے والے ایماندار اور سچے مسلمان ہیں۔ پاکستان میں غیر مسلم اپنی جان و مال اور عزت کی حفاظت خود مسلمانوں سے بڑھ کر پا سکیں گے

وقت کا تقاضا ہے کہ مجھے اس کی تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں ہر ایماندار سمجھدار آدمی اچھی طرح جانتا ہے کہ ہندوستان کے مختلف حصوں میں جو کچھ ہو رہا ہے مسلمانوں اور مسلم لیگ کو ذمہ دار ٹھیرانے کے لئے اس کا پروپیگنڈا بڑے زور شور سے کیا جا رہا ہے۔ مسلم لیگ کے خلاف جو کچھ الزامات لگائے جا رہے ہیں وہ بالکل بے بنیاد اور من گھڑت ہیں۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسلمانوں کو ہر جگہ بڑا سخت نقصان پہنچا ہے اور پہنچ رہا ہے۔ لیکن سانحہ بہار کے سامنے دیگر تمام واقعات اور مظالم کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ میں بربریت اور ظلم کو سخت نفرت سے دیکھتا ہوں خواہ وہ کسی شکل وصورت میں ہو۔ لیکن بہار میں جو قیامت بپا کی گئی ہے ایسکی نہ تو کوئی مثال ہے اور نہ اس کا ثانی ہندستان میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ یہ وہ سفاکانہ قتل عام ہے جو ہندو اکثریت نے مسلمان اقلیت کا نہایت بے دردی کے ساتھ کیا ہے۔

مجھے معلوم ہے کہ مسلمانوں کے دلوں کا اسوقت کیا حال ہے، مگر میں انھیں

بتانا چاہتا ہوں کہ ان مظلوم مسلمانانِ بہار کا بدلہ مسلم اکثریت والے صوبوں میں لینا ایک بڑی بھاری سیاسی اور اخلاقی غلطی ہوگی اور اگر ایسا ہوا تو ہم اپنے دشمنوں کے ہاتھوں میں کھیلیں گے

اگر آپ حقیقت میں پاکستان چاہتے ہیں تو میں خداوند کریم سے دعا کرتا ہوں کہ مسلمان کے دامن پر وہ بدنما داغ نہ لگے جس کا مظاہرہ مظلوم مسلمانوں پر انسانیت سوز مظالم کر کے بہار میں کیا گیا ہے۔ ہمیں تہذیب و شرافت کو کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہیے۔ مسلمانوں پر جو ظلم ہو رہے ہیں ان سے ہمارا کلیجہ چھلنی ہو رہا ہے۔ مگر ہم مسلم اکثریت والے صوبوں میں بے گناہوں کو مار کر اپنا دل ٹھنڈا نہ کرینگے۔ ہم کو سیاسی طور سے بتا دینا چاہیے کہ ہم بہادر اپنے دشمنوں کو معاف کر دینے والے ایماندار اور سچے مسلمان ہیں۔ پاکستان میں غیر مسلم اپنی جان و مال اور عزت کی حفاظت خود مسلمانوں سے بڑھ کر پائینگے۔ اگر مسلمانوں نے دامن صبر و رضا کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور اپنا توازن کھو دیا۔ اسلام نے جو عدیم المثال سبق دنیا کو سکھایا ہے اسے بھلا دیا تو سمجھ لیجئے کہ آپ نہ صرف اپنا حق پاکستان کھو دینگے بلکہ ہندوستان میں وہ کشت و خون ہوگا جس سے ہماری آزادی کے دن دور ہٹ جائینگے۔ اور ہم اپنی غلامی کی بیڑیاں اپنے ہی ہاتھوں سے مضبوط کر دینگے۔

مجھے خوشی ہے کہ مسلم اکثریت والے صوبوں میں امن و امان ہے اور وہ اس ظلم و فساد اور کشت و خون میں شامل نہیں ہیں جس کا مظاہرہ باقی تمام ہندوستان میں ہو رہا ہے۔

میں ایک بار پھر ان تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ جہاں بھی

اکثریت میں ہوں غیر مسلموں کی حفاظت جان و مال کے لئے جو کچھ بھی ممکن ہو کریں۔ اور ان میں بھروسہ پیدا کریں۔

اقلیت والے صوبوں میں مسلمانوں پر جو مظالم توڑے گئے ہیں جو بے گناہ مسلمان شہید کئے گئے ہیں۔ یا زخمی ہو گئے ہیں یا مال اسباب لوٹا گیا ہے۔ ان کی قربانی رائیگاں نہیں جائے گی۔ وہ یہ سمجھ لیں کہ انھوں نے جنگ پاکستان اور آزادی کے لئے اپنا حق ادا کر دیا ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح

کا وہ بیان جو آپ نے ۱۴ر نومبر ۱۹۴۶ء کو نئی دہلی میں غیر ملکی اخبارات کے نمائندوں سے دوران ملاقات میں ارشاد فرمایا۔ آپ نے مختلف سوالوں کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ برّ اعظم ہند کے مسئلہ کا واحد حل یہی ہے کہ اسے پاکستان اور ہندوستان کے دو حصوں میں تقسیم کردیا جائے۔ اور ان کے دستور کو دو دستور ساز اسمبلیاں علیحدہ علیحدہ مرتب کریں۔ عارضی حکومت کے مسلم لیگی اراکین ملکی نظم ونسق میں مدد کریں گے۔ لیکن ان کی اول حیثیت مفاد اسلامی کے پاسبانوں کی ہے۔ اگر عارضی حکومت نے ہمارے مطالبۂ پاکستان کے خلاف بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی قدم اٹھایا تو اسکی ضرور مزاحمت کرینگے۔

قائد اعظم محمد علی جناح نے غیر ملکی اخبار نویسوں کے مختلف سوالوں کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ عارضی حکومت کو یہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ کسی انتظامی فیصلہ یا رواج سے ہندوستان کے آئندہ دستوری مسائل و حقائق پر اثر اندازی کرے یا انھیں ختم کرنا چاہے آپ نے فرمایا کہ اگر عارضی حکومت نے ہمارے مطالبۂ پاکستان کے خلاف بالواسطہ یا بلا واسطہ کوئی قدم اٹھایا تو ہم اس کی ضرور مزاحمت کریں گے۔ ممکن ہے کہ برطانیہ میں لیبر حکومت کی نیت بری نہ ہو۔ لیکن وہ شدید غلطیوں کی مرتکب ہوئی۔ اور اب بھی فاش غلطی کر رہی ہے۔ لیبر حکومت راہ گم کردہ ہے۔ اور خوابوں کی دنیا میں زندگی گذار رہی ہے۔ ہندوستان کا موجودہ انتظام مجھے قطعاً پسند نہیں اور اسے ہم پر جبراً مسلط کر دیا گیا ہے۔ عارضی حکومت کے مسلم لیگی ارکان نظم و نسق میں مدد کریں گے۔ لیکن ان کی حیثیت مفاد اسلامی کے پاسبانوں کی ہے۔

مسئلہ ہند کا واحد حل یہ ہے کہ اسے پاکستان اور ہندوستان کو دو چھوٹی

میں تقسیم کردیا جائے اور ان کے دستور دو کانسٹی ٹیوئنٹ اسمبلیاں علیحدہ علیحدہ مرتب کریں جب تک ایک قوم دوسری قوم پر حکمرانی کے خیال خام سے باز نہ آئے گی موجودہ کشمکش جاری رہے گی۔ لیکن ہندوستان کے تقسیم ہوتے ہی یہ جھگڑے فساد ختم ہو جائینگے۔ اقلیتیں ان دونوں ریاستوں میں اقلیتوں کی حیثیت سے پرسکون طریقہ پر آباد ہو جائینگی اور دونوں بڑی قوموں کے درمیان کوئی تنازعہ باقی نہ رہے گا اسوقت ہمارے سامنے بھی یہی سوال باقی رہ جائیگا۔ کہ اقلیتوں کے حقوق و مفاد کا تحفظ کس طرح کیا جاسکتا ہے۔ اگر آپ ہمیں حیوان نہیں سمجھتے ہیں تو یاد رکھئے کہ مسلمان اپنی اقلیتوں کے ساتھ بہترین فیاضانہ سلوک روا رکھیں گے۔

قائد اعظم نے مختلف سوالات کے جواب میں فرمایا کہ جب میں پاکستان کا مطالبہ کرتا ہوں تو آپ یہ نہ سمجھئے کہ میں صرف مسلمانوں کے حق کے لئے لڑ رہا ہوں میری یہ جنگ ہندوستان کی مکمل آزادی کے لئے ہے۔ کیونکہ صرف تقسیم ہند ہی کے ذریعہ ہندو و مسلمان دونوں قلیل ترین مدت میں آزادی حاصل کر سکتے ہیں پان اسلامزم کا نظریہ اب فرسودہ ہو چکا ہے دوسرے خواہ کچھ بھی کہیں۔ لیکن میری قطعی رائے یہ ہی ہے کہ مشترکہ مفاد اور حق ہمسائیگی کی بنا پر ہندوستان اور پاکستان کے تعلقات دوستانہ رہیں گے۔ خطرات کے موقعوں پر دونوں ایک دوسرے کی مدد کرینگے۔ اور مشترکہ دشمن کے سامنے سینہ سپر ہوں گے اسوقت ہم ایسی مؤثر پالیسی پر عمل کرینگے۔ جو امریکہ سے زیادہ ٹھوس ہوگی۔

ایک غیر ملکی اخبار نویس نے سوال کیا کہ اگر ۶ ماہ یا ایک سال کے اندر

تقسیم ہند کے سوال پر کانگریس اور مسلم لیگ میں مفاہمت نہ ہوئی تو اس کا انجام کیا ہوگا؟ قائد اعظم نے جواب دیا وہی جو اس وقت ہو رہا ہے۔ اور جو کچھ آپ اپنی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ موجودہ فسادات کی بابت قائد اعظم نے ارشاد فرمایا کہ خاص کر بہار کے خونین ڈرامہ سے ہمیں حتی الامکان آبادی کے تبادلے کے سوال پر سنجیدگی سے غور کرنا پڑے گا۔

ایک اخبار نویس نے سوال کیا کہ موجودہ عارضی حکومت کی کامیابی کے امکانات کس حد تک ہیں؟ قائد اعظم نے جواب دیا یہ جواب بہت تفصیل طلب ہے آپ نے فرمایا کہ موجودہ عارضی حکومت نہ کابینہ ہے نہ کولیشن بلکہ گورنر جنرل کی ایگزیکٹو کونسل ہے جو ۱۹۱۹ء کے انڈیا ایکٹ کے مطابق عالم وجود میں آئی ہے۔ جہاں تک میں کانسٹی ٹیوشن کو سمجھ سکا ہوں کولیشن یا مخلوط حکومت صرف اس صورت میں قائم ہو سکتی ہے جب کوئی آزاد پارلیمنٹ متحد سیاسی پارٹیوں پر مشتمل ہو اور وہ پارٹیاں اپنے نقطہ نظر کے مطابق قوم کے اندرونی و بیرونی مفاد کے لئے پالیسیاں مرتب کریں اور جب ملک و قوم کے لئے کوئی خطرہ لاحق ہو تو تمام پارٹیاں قوم اور قومی مفاد کی حفاظت کے لئے متحد ہو جائیں۔ ایسی کولیشن گورنمنٹ میں ذمہ داری یقیناً مشترکہ ہوتی ہے۔ اور جب تک خطرہ رفع نہ ہو جائے کولیشن پارٹیاں باہمی اتحاد سے کام کرتی ہیں۔

غیر ملکی پریس میں پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو ہندوستان کے وزیر اعظم ہیں اور عارضی حکومت جس کی حقیقت واضح کر چکا۔ نہرو گورنمنٹ ہے۔ پنڈت نہرو کو وائس پریذیڈنٹ بھی ظاہر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ حکومت ہند کے وائس

پریزیڈنٹ ۱۹۱۹ء سے مقرر ہوتے چلے آئے ہیں۔ موجودہ کانسٹی ٹیوشن کی رد سے وائسرائے ایک وائس پریزیڈنٹ مقرر کرنے پر مجبور ہیں۔ اور اس کا کام صرف اس قدر ہے کہ وہ وائسرائے کی عدم موجودگی میں ایگزیکٹو کونسل کے جلسوں کی صدارت کرے۔

قائداعظم جناح سے جب ہندوستانی ریاستوں کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ ہندوستان کو پاکستان اور ہندوستان میں تقسیم کرنے کا مطالبہ صرف برطانوی ہند تک محدود ہے بلکہ بعد میں ریاستیں ہندوستان یا پاکستان میں شامل ہو جانے کے لئے آزاد ہونگی۔

میری ذاتی رائے یہ ہے کہ ہندوستانی ریاستوں کو بطور خود نشوونما کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ اب یہ معاملہ حکمرانوں اور ان کی رعایا کے درمیان ہے۔ ریاستوں کو یقیناً شاہراہ ترقی پر گامزن ہونا پڑے گا۔ برطانوی ہند کے حالات کے پیش نظر مجھے امید ہے کہ ریاستیں ہماری توقعات سے زیادہ تیزی کے ساتھ مکمل خود اختیاری حیثیت حاصل کریں گی۔

قائد اعظم محمدؐ علی جناح

کی وہ مختصر مگر جامع تقریر جو آپ نے جامعہ ملیہ کے جشن سیمیں کے موقعہ پر ۱۷ نومبر ۱۹۴۶ء کو دہلی میں ارشاد فرمائی۔ قائد اعظم نے جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب اور ان کے رفقاء کو خراج تحسین ادا کرتے ہوئے انھیں مشورہ دیا کہ جامعہ کی تعلیمی پالیسی اور سیاسی رجحانات کے بارے میں اسلامی ہند میں جو غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں انھیں جلد از جلد رفع کرنے کی ضرورت ہے۔

قائداعظم نے فرمایا "اسلامی ہند جامعہ کو امداد دیکر اسے اپنے خاص قومی ادارہ میں تبدیل کر چکا ہے۔ اب جامعہ کے کارکنان کو مالی امداد کے بارے میں پریشان اور ہراساں ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ مسلمان اس قومی ادارہ کی طرف دست تعاون ہمیشہ بڑھاتے رہینگے"۔ قائداعظم نے فرمایا۔ "جامعہ ایک ایسا ادارہ ہے جو ترقی کے منازل طے کرتا جارہا ہے۔ اب یہ بلاشبہ مسلمانوں کی قومی یونیورسٹی بن چکا ہے۔ یہ مسلمانوں کی قومی تعلیم کی تحریک کا موجد ہے اور ہندوستان کے دوسرے حصوں میں بھی جامعہ کی مثال قابل تقلید ہوگی"۔ ڈاکٹر ذاکر حسین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا۔ "آپ نے ایک ایسا ادارہ قائم کیا ہے جو ایک صحیح طرز تعلیم کی طرف رہنمائی کر رہا ہے۔ لیکن میں آپ کو یہ بتادینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ ماضی میں جامعہ کے متعلق جو تعصبات اور غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں انکا رفع کرنا اب اشد ضروری ہے۔ اب آپ کو عملی طور پر یہ ثابت کرنا ہوگا کہ وہ حقائق پر مبنی نہیں تھیں"۔ قائداعظم نے فرمایا "بدقسمتی سے اب تک اسلامی ہند مردہ تھا لیکن اب قوم میں نئی زندگی کے آثار نمایاں ہیں۔ ہم تعلیم کے فوائد کے احساس سے سرشار ہو چکے ہیں مجھے امید ہے کہ آپ مسلم قوم کی ضروریات کی تکمیل کرنے میں سرگرم کوششیں جاری رکھینگے

قائد اعظم محمد علی جناح

کی وہ حقائق افروز تقریر جو آپ نے ۲۵ نومبر ۱۹۴۶ء کو ایک پریس کانفرنس میں بمقام کراچی ارشاد فرمائی۔ قائد اعظم نے فرمایا کہ ہندوستان کے مختلف حصوں میں جو ہولناک قتل عام ہوا ہے اس کے پیش نظر مرکزی اور صوبائی ارباب اختیار کو جلد از جلد تبادلہ آبادی کا انتظام کرنا چاہیئے۔ تاکہ ان درندگیوں کا اعادہ آئندہ نہ ہو سکے جو ان مقامات پہ ہوئیں جہاں زبردست اکثریتوں نے چھوٹی چھوٹی اقلیتوں کو ذبح کیا۔ پریس کانفرنس میں مختلف سوالوں کے جواب میں قائد اعظم نے موجودہ سیاسی حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے کانگریس کی ہٹ دھرمی اور سیاسی بے بصری پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ یہ عارضی حکومت ۱۹۱۹ء کے ایکٹ اور موجودہ آئین کے ماتحت بنی ہے۔ یہ کابینہ نہیں ہے۔ لیکن پنڈت نہرو شتر مرغ کی طرح آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ اور سوچنے لگتے ہیں کہ ۱۹۱۹ء کا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ خلد آشیاں ہو چکا ہے اور یہ واقعی قومی حکومت ہے۔

اس سوال کے جواب میں کہ وائسرائے کے اس مکتوب کے مطابق جو انھوں نے پنڈت نہرو کو تحریر کیا تھا مسلم لیگ کے عارضی حکومت میں شریک ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ برطانوی وزارتی وفد کی اسکیم کو قبول کرلے۔ قائدِ اعظم نے کہا کہ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں یہ بالکل ظاہر ہے کہ کانگریس نے برطانوی مشن کی ۱۶ ؍ مئی کی تجاویز اور ۲۵ ؍ مئی کی تصریحات کو کبھی قبول نہیں کیا۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنے اس خط میں جو انھوں نے مسٹر گوپی ناتھ باردولوی کو بھیجا تھا اور جس کا حوالہ میں نے وائسرائے کے نام اپنے خط میں دیا ہے اس کو خود واضح کر دیا ہے اور مسٹر گاندھی نے بھی یہ اعلانات ابھی حال ہی میں ۳۰ ؍ ستمبر اور ۲ ؍ اکتوبر کو کئے ہیں۔

مزید برآں میں نے کبھی ایک لمحہ کے لئے وائسرائے کو یقین دہانی کے طور پر یا کسی اور پیرایہ میں اس کے علاوہ کچھ سمجھنے کا موقع نہیں دیا کہ طویل المدت اسکیم پر صرف آل انڈیا مسلم لیگ کونسل ہی غور اور فیصلہ کرسکتی ہے۔ بالکل ابتدا سے اور اس وقت تک جبکہ عارضی حکومت میں شامل ہوئے، میں وائسرائے سے یہی کہتا

رہا کہ طویل المدت اسکیم پر اسی وقت عمل ہو سکتا ہے جب دونوں بڑی جماعتوں کے درمیان ایک مناسب دوستانہ فضا پیدا ہو جائے۔

کانگریس نے ذرا بھی پیچھے ہٹنا گوارا نہیں کیا۔ اور وائسرائے نے بار بار یہ وضاحت کی کہ اس خیال سے کہ کانگریس سے ۱۶ ر مئی کے بیان و توضیحات کو غیر مبہم طور پر تسلیم کرایا جا سکتا ہے۔ اس مسئلہ پر مزید بحث و تمحیص محض تضیع اوقات ہے دکسی سوال کے جواب میں کہ مسلم لیگ کانسٹی ٹیونٹ اسمبلی کے سلسلہ میں کیا رویہ اختیار کرے گی قائداعظم نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ ہم زندہ رہ سکیں گے۔ لیکن میں یہ سمجھنے سے معذور ہوں کہ ان حالات میں اور خصوصاً اس آتش گیر ماحول میں جو ملک کے اطراف خصوصاً بہار میں قتل کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے۔ کوئی شخص کانسٹی ٹیونٹ اسمبلی کے جاری رکھنے پر کیونکر مصر ہو سکتا ہے۔ یہ قطعی حماقت اور عاقبت نااندیشی ہے کہ اس راہ پر چلتے رہنے پر اصرار کیا جائے۔ اور مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ کانگریسی لیڈروں اور کانگریس کے اجلاس میرٹھ نے اس آگ پر تیل چھڑکنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ قائداعظم نے کانگریس کے اجلاس میرٹھ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا۔ پنڈت نہرو کے الزامات کے متعلق جو انھوں نے مسلم لیگ پر عائد کئے ہیں، صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ انھوں نے جو کچھ کہا اس میں حقیقت کا شائبہ بھی نہیں

پنڈت نہرو نے عہدہ قبول کرتے وقت دو حلف اٹھائے تھے! ان میں سے ایک میں انھوں نے ملک معظم کے ساتھ وفاداری کا عہد کیا تھا اور انھوں نے ہم کو شاہی پارٹی کہہ کر نیز ہم پر شہنشاہیت پسند برطانوی حکومت کی امداد کرنے

کا الزام لگاکر صرف دنیا کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ یہ الزامات سراسر بے بنیاد ہیں۔

دوسرے بیوقوف سے بے وقوف آدمی سمجھ سکتا ہے کہ انھوں نے عہدہ قبول کرتے وقت گورنر جنرل کی ایگزیکیٹو کے ممبر کی حیثیت سے غیر مبہم طور پر حلف اٹھایا تھا۔ یہ قطعی واضح اور ظاہر ہے اور بارہا اس کی وضاحت کی جا چکی ہے۔ خصوصاً وائسرائے کی ۲ ستمبر کی نشریاتی تقریر میں کہ انھوں نے عارضی حکومت ۱۹۱۹ء کے ایکٹ اور موجودہ آئین کے ماتحت بنائی ہے انھوں نے یہ بھی واضح کر دیا تھا کہ وہ اپنی ایگزیکیٹو کونسل کے اراکین کو روزمرہ کے انتظامی معاملات میں زیادہ سے زیادہ آزادیٔ عمل دینگے۔ یہ محض پرواز خیال اور افسانہ طرازی ہے کہ اسے کابینہ، قومی حکومت یا مخلوط وزارت کہا جائے۔

کانگریس کمیٹی کو بھی بعض اوقات کابینہ کہہ دیا جاتا ہے اور کبھی کبھی میں نے مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کو بھی کابینہ کے نام سے موسوم کئے جاتے سنا ہے صرف نام رکھ دینے سے آپ اسے آئینی یا قانونی طور پر کابینہ کے اختیارات نہیں دے سکتے۔

آگے چل کر قائداعظم نے کہا کہ "یہ ظاہر ہے کہ عارضی حکومت کے ممبروں کا انتخاب فرقہ واری بنیادوں پر کیا گیا ہے۔ لہذا جہاں تک روزمرہ کے انتظامی امور کا تعلق ہے۔ وہ صرف ۱۹۱۹ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے ماتحت ہی عمل کر سکتے ہیں۔ اور وہ تھوڑے بہت اختیارات اور مواقع جو روزمرہ کے انتظامات کے سلسلے میں حاصل ہیں۔ عام لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کئے

جا سکتے ہیں۔ ہم وہاں صرف اسی مقصد سے گئے ہیں۔ لیکن پنڈت نہرو کی خوش فہمیاں سدِّ راہ ہو جاتی ہیں۔ وہ شتر مرغ کی طرح آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ اور سوچنے لگتے ہیں کہ سنہ ۱۹۱۹ء کا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ہو چکا ہے۔

اپنے تخیل کی بلند پروازیوں کے دوران میں وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ یہ واقعی قومی حکومت ہے۔ جو ووٹ دینے والوں اور عوام کے روبرو جوابدہ ہے اور نہ صرف یہ کہ وہ صرف یہی سمجھتے ہیں کہ وہ اس طرح کام کر سکتے ہیں۔ بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ دوسرے بھی ایسا ہی کریں۔

حقیقت صرف اتنی ہے کہ اگر وہ زمین پر پاؤں رکھ سکیں اور ٹھنڈے دل سے سکون کے ساتھ غور کریں تو انھیں معلوم ہو جائے گا کہ نہ وہ وزیر اعظم ہیں۔ نہ یہ حکومت نہرو گورنمنٹ ہے، وہ صرف امور خارجہ اور تعلقات دولت مشترکہ کے محکمے کے ممبر ہیں۔

قائد اعظم نے مزید فرمایا۔ جب تک پنڈت نہرو اور کانگریس یہ سمجھتے ہیں کہ وہ عارضی حکومت کے اقدامات کے ذریعہ اپنی اکثریت کے بل بوتے پر ریشہ دوانیوں یا ہتھکنڈوں سے مطالبۂ پاکستان کو تارپیڈو کر سکتے ہیں یا رفتہ رفتہ ایسی حرکتیں کر سکتے ہیں جس سے ہندوستان کے آئندہ دستور اساسی کے تصفیے پر برا اثر پڑ سکے یا جو اس کے لئے مضر ثابت ہو تو مسلم لیگ ہر ایسے اقدام یا ترکیب کا مقابلہ کرے گی جس کا مقصد ہندوستان کے آئندہ آئین کے تصفیے کو بیش از بیش دشوار بنا ہو۔

پنڈت نہرو اور کانگریس مسلم لیگ کے ممبروں یا مسلم لیگ سے یہ توقع

کرتے ہیں کہ وہ ان کے احکام کی تعمیل کریں۔ گویا کہ وہ ان سے کمتر درجہ رکھتے ہیں۔ یہ دوسری صورت ہے جو ہمارے لئے قطعاً ناقابل قبول ہے ہم پنڈت نہرو کی خوشنودی نہیں کر سکتے ہیں اور نہ کانگریس کی اور جب تک کانگریس کی یہ پالیسی ہے کہ وہ ایگزیکٹو کونسل کے اندر سے یا باہر سے مطالبہ پاکستان کو تارپیڈو کرنے کی خواہشمند رہیگی اور جب تک کہ کانگریس مسلم لیگ کو اپنے مساوی مرتبہ دینے کے لئے تیار نہیں ہوتی ہمارے لئے مشکل ہے کہ ہم پہلی چیز (عارضی حکومت) کا مقابلہ و مزاحمت نہ کریں۔ جہاں تک دوسری چیز طویل المدت اسکیم کا تعلق ہے۔ ہم سے یہ توقع رکھنی عبث ہے کہ ہم کانگریس سے کمتر رتبہ پر رضامند ہو جائینگے۔"

قائد اعظم کی توجہ اس طرف مبذول کرائی گئی کہ وائسرائے نے اپنی سرکاری خط و کتابت میں "کابینہ" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ قائد اعظم نے جواب دیا: "ہاں وائسرائے پر زور ڈالا گیا۔ اور اسے عارضی حکومت کہنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ پنڈت نہرو لفظ "کابینہ" پر نہایت مصر تھے۔ اور وائسرائے نے اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھا کہ اگر اس سے پنڈت نہرو خوش ہو سکیں تو وہ یہ لفظ استعمال کریں چھوٹی طبیعتیں چھوٹی باتوں کو پسند کرتی ہیں۔ لیکن آپ گھوڑے کو ہاتھی کہہ دینے سے اسے ہاتھی نہیں بنا سکتے۔"

ایک نمائندے نے سوال کیا کہ اجلاس میرٹھ میں سردار پٹیل نے جو تقریر کی ہے اس کے متعلق آپ کے کیا تاثرات ہیں۔ قائد اعظم نے جواب دیا: "کانگریس والوں کے خیال میں سردار پٹیل سخت آدمی ہیں۔ اور اسی لئے وہ سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ لیکن الفاظ سے ہڈیاں نہیں ٹوٹا کرتیں۔ اگر یہ کہنے

سے کہ تلوار کا مقابلہ تلوار سے کیا جائے گا۔" ان کا مطلب یہ ہے کہ سارے ہندوستان میں اکثریت اقلیت کا خون بہائے گی۔ تو یہ ایک نہایت ہولناک امکان ہو گا۔ میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ شاید وہ یہ محسوس نہیں کرتے کہ جو شخص اس قسم کی چیزوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے وہ ہر قوم کا بدترین دشمن ہے۔"

سردار پٹیل کی تلوار کہاں ہے؟ کانگریسی وزارتیں اور وہ لوگ جو اس وقت انگریزی کیٹو کونسل کے اراکین کی حیثیت سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر ان پر سے برطانوی سنگینوں کا سایہ اٹھا لیا جائے تو وہ ہرگز کام نہ کر سکیں گے۔

اپنے سندھ کے دورے کے متعلق قائد اعظم نے فرمایا۔ میں سندھ اس لئے آیا ہوں کہ مسلم لیگ کو الیکشن لڑنے میں ہر ممکن مدد دے سکوں۔ میں ابھی آیا ہوں اور ابھی تک اپنا پروگرام نہیں بنا سکا ہوں۔ لیکن ہم نے ہر نشست جیتنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ سو فی صدی کامیابی ہمارا منتہائے نظر ہے اور میں یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے جو کچھ کر سکتا ہوں کروں گا۔ اسی طرح سندھ میں پائیدار حکومت قائم ہو سکتی ہے۔ سندھ اسی طرح پنپ سکتا ہے۔ یہ نہ صرف احمقانہ بلکہ خطرناک بھی ہے۔ کہ سندھ کے مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کی اور کٹھ پتلی وزیر اعظم اور وزراء بنانے کی کوشش کی جائے۔ جو ہندوؤں کے اشاروں پر ناچیں جن کے ووٹ اور جنگی امداد انہیں ان کے منصب پر قائم رکھ سکتی ہے۔ میں غیر اقوام کے ہر سمجھدار انسان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس کی حوصلہ افزائی سے باز رہیں۔ جس سے مسلمانوں میں مختلف طریقوں سے تفرقہ اندازی کی جائے۔ آخر میں قائد اعظم نے اقلیتوں کے متعلق مسلم لیگ کے طرز عمل پر روشنی ڈالی اور کہا:۔

میں اس پر زور دینا اور اسے دوہرانا چاہتا ہوں کہ ہم مسلم لیگ کے اس بنیادی اصول سے کبھی منحرف نہیں ہونگے کہ اقلیتوں کو ہر تحفظ اور ضمانت دی جائے۔

مسلم لیگ اور میں سندھ اور دوسرے مقامات کی اقلیتوں سے بہترین طور پر عہدہ برآ ہونگے۔ میں ہر شخص کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ سندھ کو پھلتے پھولتے اور ہر قوم کو ترقی کرتے اور خوشحال دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کا صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ اچھا سلوک کیجئے اور تعاون و یکجہتی کی اسپرٹ پیدا کیجئے۔ تاکہ ہم عوام کی فلاح کے لئے کام کر سکیں جنہیں عموماً فراموش کر دیا جاتا ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح

کا وہ حقائق افروز بیان جو آپ نے اپنے سفر لندن سے مراجعت کے دوران میں ۲۰ دسمبر ۱۹۴۶ء کو قاہرہ کی ایک پریس کانفرنس میں ارشاد فرمایا۔ قائداعظم نے قصر عابدین میں شاہ فاروق والی مصر سے ملاقات فرمائی۔ شاہ فاروق استقبال کیلئے محل سے باہر تشریف لائے اور قائداعظم سے بغلگیر ہوئے۔ دوران ملاقات میں ہندوستان میں اسلامی ملکوں کی کانفرنس، مسئلہ فلسطین اور پاکستان پر گفتگو ہوئی۔ قائد اعظم نے مصر کے زعماء، عرب لیگ کے اراکین، وزیر اعظم مصر، وفد پارٹی کے لیڈر مسٹر نحاس پاشا، مفتی اعظم فلسطین کو اسلامی ممالک کی کانفرنس میں اشرکت کرنے کی ذاتی طور پر دعوت دی۔ انجمن اخوان المسلمین کے لیڈر شیخ حسن البنانی نے قائداعظم محمد جناح کو ایک قرآنِ مجید ہدیۃً پیش کیا۔ ۲۰ دسمبر کو قائداعظم نے قاہرہ میں ایک پریس کانفرنس میں بیان دیتے ہوئے مسئلہ پاکستان پر مکمل روشنی ڈالی اور فرمایا کہ ہمارے لئے پاکستان زندگی اور موت کی اہمیت رکھتا ہے۔

پاکستان کا قیام ساری اسلامی دنیا کے لئے ایک تمدنی قوت ہے۔

قائد اعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم نے پریس کانفرنس میں بالتفصیل یہ بتایا کہ کیوں مسلم لیگ نے مجلس دستور ساز میں شرکت نہیں کی آپ نے کہا کہ ہم نے برطانیہ کی پیشکش کو قبول کر لیا جو اس نے مجلس دستور ساز میں شرکت کرنے کے لئے کی تھی۔ ہم نے اس میں کوئی ذہنی تحفظ نہیں رکھا تھا لیکن کانگریس نے اچانک یہ فیصلہ کیا کہ برطانی تجویزوں کی بابت وہ اپنی تشریح پیش کرے۔ اس لئے خطا مسلم لیگ کی نہیں ہے بلکہ کانگریس کی ہے۔ کہ اس نے ہندوستان کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ڈالی۔ سوال کیا گیا کہ کیا آپ اس معاملہ کو۔ فیڈرل کورٹ کے سامنے سپرد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ قائد اعظم نے جواب دیا کہ اس قسم کی تجویز کے قبول کرنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ گروپنگ کی بابت برطانی تجاویز قطعی و صحیح اور طے شدہ ہیں اور ان میں شک و شبہ کی گنجائش پیدا نہیں ہوتی۔ میں کھل کر فیڈرل کورٹ کے خیال کا مذاق اڑاتا ہوں یا کسی بھی کورٹ کا جو کانگریس اور لیگ کے درمیان مسئلہ کو طے کرے۔ یہ سوال کیا گیا اگر کانگریس آئین سازی

کے کام کو برابر جاری رکھتی ہے تو مسلم لیگ کیا کرے گی۔ قائد اعظم نے جواب دیا کہ میں ابھی سے کچھ کہنے کو آمادہ نہیں ہوں۔ اس کا فیصلہ آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کرے گی کہ وہ کیا قدم اٹھائے۔ مگر حالت کوئی بھی کیوں نہ ہو۔ ہم گرو بنگ کی بابت کانگریس کے نقطۂ نظر کو نہیں مان سکتے۔ قائد اعظم نے ایک اور بیان میں مصر اور مشرقِ وسطےٰ کے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ مسلمانانِ ہند کی اس جدوجہد میں امداد کریں۔ جو وہ ہندستان میں ..... کر رہے ہیں۔ لبرل آئینی پارٹی کی طرف سے قائد اعظم کو ایک پارٹی دی گئی جس میں قائد اعظم نے کہا کہ اگر ہندو شہنشاہیت قائم ہوگئی تو تمام مسلمان ہندوؤں کے غلام ہو جائینگے۔ اور مآل کار برطانی ملوکیت کے غلام ہو جائینگے۔ ہمارے لئے پاکستان زندگی اور موت کے سوال کی اہمیت رکھتا ہے۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے گھروں میں آزاد رہیں تو آپ کو ہمارے ساتھ اشتراک عمل کرنا چاہیئے ..... قائد اعظم نے اعلان کیا کہ اس وقت کوئی بھی ایسی مسلم حکومت موجود نہیں ہے جو صحیح معنی میں آزاد ہو۔ ایران جو کئی صدیوں سے آزاد تھا غلام ہوگیا۔ اس وقت تک مسلمان اور عرب حکومتیں حقیقی معنوں میں آزاد نہ ہوں گی جب تک پاکستان قائم نہ ہوگا۔ اس لئے کہ جو شخص ہندستان پر اقتدار رکھتا ہے وہی مشرقِ وسطےٰ پر اقتدار رکھتا ہے۔ آپ نے ضیافت کے شرکاء سے کہا کہ اگر ہندستان میں ہندو شہنشاہیت قائم ہوگئی تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ہندوستان سے اسلام ختم ہوگیا۔ بلکہ ہندوستان ہی سے نہیں دوسرے اسلامی ملکوں سے بھی۔ اس میں شبہ نہیں کہ مذہبی اور روحانی رشتے ہمیں اور مصریوں کو ایک رشتہ میں باندھے ہوئے ہے۔ اگر ہم شبہ بے

تو سب ڈوب جائینگے۔

اپنے دورے کا مقصد بتاتے ہوئے قائد اعظم نے کہا کہ میں یہاں عرب لیگ کا مہمان ہوں میں یہاں اسلئے آیا ہوں کہ مصر کی سیاسی حالت کا مطالعہ قریب سے کر سکوں۔ مجھے اس بات کی فکر ہے کہ اہل مصر یہ سمجھیں کہ مسلم ہندستان کس مقصد کے لئے جدو جہد کر رہا ہے۔ اور یہ بات مصر کے لئے کتنی اہم ہے کہ ہم مسلمانان ہند حصول پاکستان میں کامیاب ہوں اور یہ بات اہل مصر کے لئے کتنی خطرناک ہو گی۔ اگر ہم اس مقصد میں کامیاب نہ ہوں گے۔ قائد اعظم نے انکشاف کیا کہ جب لندن جا رہا تھا تو مصر سے گذرتے ہوئے میرے اوپر یہ بات منکشف ہوئی کہ کانگریسی ایجنٹوں نے کتنا وسیع پروپیگنڈا مصر میں کر رکھا ہے۔ میں نے بہت کم سنا اور دیکھا۔ لیکن اس مختصر سے تجربہ سے ہی میں نے یہ بات محسوس کر لی کہ کانگریسی ایجنٹوں نے مصریوں کو ہندستان کے حالات اور حقائق کی بابت کس حد تک گمراہ کر رکھا ہے۔ میں ہر اس مصری سے جو اپنے ملک اور ہندستانی مسلمانوں کی محبت اپنے دل میں رکھتا ہے یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ ہندستان کے مستقبل کے آئین کے سوالات پر گہری نظر سے غور کرے۔ اس کے بعد مصری یہ محسوس کر سکتے ہیں کہ ہندو راج کا خطرہ کتنا قوی ہے جو اپنے پنجے مشرقِ وسطیٰ تک پھیلانے میں کامیاب ہو سکے گا۔ اگر ہم حصول پاکستان میں کامیاب نہ ہو سکے۔

قائد اعظم کے استقبال کے سلسلہ میں مفصل اطلاعات مظہر ہیں کہ قائد اعظم کا طیارہ ۱۲ دسمبر کو چھ بج کر بیس منٹ پر قاہرہ کے ہوائی مستقر پر پہنچا

اس وقت قائد اعظم کے چہرے سے تھکن کے آثار نمایاں تھے۔ اور اس لئے قائد اعظم نے سوالات کا جواب دینے سے اجتناب برتا۔ استقبال کے لئے مصر کے زعماء ہوائی مستقر پر موجود تھے۔ استقبال کرنے والوں میں خاص خاص حضرات کے نام یہ ہیں۔ عرب لیگ کے ارکان، وزیر اعظم مصر مسٹر نقراشی پاشا کے ذاتی نمائندے وفد پارٹی کے لیڈر مسٹر نحاس پاشا۔ مفتی اعظم فلسطین اور عرب مجلس کبیر کے نمائندے انجمن اخوان المسلمین کے لیڈر شیخ حسن البنا۔ شیخ صاحب نے تو قائد اعظم کے سامنے ایک قرآن شریف بھی پیش کیا۔

قائدِ اعظم محمد علی جناح

کی وہ مختصر مگر جامع نشریاتی تقریر جو آپ نے ۱۳ دسمبر ۱۹۴۶ء کی شب کو قیام لندن کے دوران میں امریکن براڈ کاسٹنگ کمپنی کی وساطت سے اہلِ امریکہ کو مخاطب کرتے ہوئے لندن سے ارشاد فرمائی۔ قائدِ اعظم نے فرمایا کہ ہندو اور مسلمان دو جداگانہ قومیں ہیں، اور پورے غور و فکر کے بعد میں اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا واحد حل یہی ہے کہ اس کو پاکستان اور ہندوستان میں تقسیم کر دیا جائے۔ ہندو اکثریت کے صوبوں میں مسلمانوں پر ظلم و تشدد کا ذکر کرتے ہوئے قائدِ اعظم نے فرمایا کہ اگر اس المناک سانحہ کا جلد از جلد سدِ باب نہ کیا گیا تو سارا ملک خانہ جنگی میں گرفتار ہو جائے گا۔ قائدِ اعظم نے فرمایا کہ "وحدتِ ہند سراسر ایک باطل تصور ہے۔"

ہندوستان میں موجودہ صورتِ حال نہایت خطرناک ہے۔ ہندو اور مسلمان دو الگ اور جداگانہ قومیں ہیں۔ اور زندگی کے ہر اہم شعبہ میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اگر اس المناک سانحہ کا جس میں ہندستان چند مہینوں سے مبتلا ہو چکا ہے۔ جلد از جلد سدِ باب نہ کیا گیا اور برطانوی حکومت اُسی پالیسی پر کاربند رہی تو ہندستان خانہ جنگی میں گرفتار ہو جائے گا۔ اور اس کی صدائے بازگشت ساری دنیا میں گونج کر رہیگی۔ صرف صوبہ بہار میں ہی ہندوؤں کے منظم گروہ تیس ہزار مسلمانوں کو تلوار کے گھاٹ اتار چکے ہیں۔ اور پندرہ ہزار مسلمان تباہ حال اور خانماں برباد ہو چکے ہیں۔

اس مختصر سی تقریر میں میں تفصیلات میں نہیں جا سکتا۔ لیکن پورے غور و فکر کے بعد میں اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس مسئلہ کا صرف ایک ہی حل ہے۔ اور وہ یہ کہ ہندستان کو پاکستان اور ہندوستان میں تقسیم کر دیا جائے۔ پاکستان میں مسلمانوں کی آبادی سات کروڑ ہو گی اور ہندوؤں کے مقابلہ میں وہ ۷۰ فیصدی

اکثریت میں ہوں گے۔ ہندوستان میں ہندوؤں کی اکثریت ہے اور مسلمانوں کے مقابلہ میں وہ ۷۵ فیصدی اکثریت میں ہوں گے۔

جتنی جلدی برطانوی حکومت اعلان کر کے اس امر کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ ظاہر کر دے گی اتنی ہی جلدی ان ہولناک بربادیوں سے بچ کر نکلنے کی صورت پیدا ہو سکے گی۔ جن کو میں اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ کئی سالوں سے "وحدت ہند" کے حق میں کوششیں جاری ہیں۔ اور ہر دفعہ انھیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔ کیونکہ یہ سراسر غیر ممکن چیز ہے۔ ہندوؤں کو کوئی وجہ شکایت نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ انھیں ہندوستان کا تین چوتھائی حصہ مل رہا ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کو اس براعظم کا صرف ایک چوتھائی حصہ ملے گا۔

مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے "وحدت ہند" اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے تغلب اور تسلط کے ماتحت ایک دوامی غلامی ہے۔ اور مسلم ہندوستان اس کے لئے کبھی رضامند نہ ہوگا۔

آج بالآخر برطانوی حکومت ہندوستان میں موجودہ حالات کی نزاکت کا احساس کر رہی ہے۔ اور صحیح واقعات سے روشناس ہو رہی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اب آپ اس مسئلہ کے صحیح خدوخال کا مطالعہ کر سکینگے۔ اور ان کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرینگے۔

مجھے اس حقیقت کا پورا علم ہے کہ ہمارے خلاف بے پناہ پروپیگنڈہ جاری ہے۔ اور مسلم ہندوستان کی غلط نمائندگی کر کے مسلمانوں کو بدنام کیا جارہا ہے۔ آزادی کی تڑپ ہمارے دلوں میں سب سے زیادہ ہے۔ ہم بھی برطانوی

تسلط سے استخلاص کے متمنی ہیں۔ مگر ہم اس بات پر کبھی رضامند نہیں ہوسکتے کہ ہمیشہ کے لیے ہندوؤں کی غلامی میں منتقل کردیا جائیں۔ ہم ایک آزاد اور خود مختار پاکستان چاہتے ہیں۔ اور اپنے ہمسایہ ہندستان کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنا چاہتے ہیں۔

مجھے اس بات پر کامل یقین ہے کہ ہندو اس حقیقت کو محسوس کرینگے کہ دس کروڑ مسلمانوں کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنانا ایک غیر ممکن چیز ہے۔ وہ اقلیت نہیں ہیں بلکہ...... وہ ایک قوم ہیں۔"

قائداعظم محمد علی جناح

کا وہ حقائق افروز بیان جو آپ نے اپنے گذشتہ سفر لندن کے دوران میں ۱۴ ار دسمبر ۱۹۴۶ء کو ایک پریس کانفرنس میں ارشاد فرمایا۔ پریس کے مختلف نمائندوں کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا کہ پاکستان کا دوسرا نام مکمل آزادی ہے۔ قائداعظم نے مزید فرمایا کہ ہم مسلمان کسی کی راہ نہیں روکنا چاہتے اگر اکثریت کا مطلب ہند ہے تو انھیں اپنا آئین بنانے سے کون روکتا ہے وہ اپنا آئین بنائیں، ورنہ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دیں۔ ہم پاکستان کا آئین خود بنالیں گے۔

۱۴ ار دسمبر کو لندن میں ایک پریس کانفرنس کو خطاب کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے تفصیلی طور پر یہ بتایا کہ کس طرح وزارتی مشن اور برطانوی گورنمنٹ نے مسلم لیگ کو نظر انداز کرنے کی کوشش کی۔ دوران گفتگو میں اس کی دعوت کو گرانا چاہا۔ پاکستان کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے بھی اس کو مٹانے کی پوری کوشش کی

جب آپ سے ایک پریس کے نمائندے نے سوال کیا کہ کیا پاکستان سے مراد مکمل آزادی ہے۔ آپ نے جواب میں کہا۔ "پھر ہم کس لئے لڑ رہے ہیں۔ مکمل آزادی کا ہی دوسرا نام پاکستان ہے"

ایک دوسرے سوال کا جواب دیتے ہوئے انھوں نے کہا کہ اگر فیڈرل کورٹ برطانوی حکومت کے ۶ر دسمبر والے بیان کے خلاف فیصلہ دیدے تو ملک معظم کی حکومت کیا رویہ اختیار کرے گی۔ کیا برطانوی حکومت فیڈرل کورٹ کے فیصلہ کے مطابق عمل کرے گی ---- میں کہتا ہوں ایسے حالات میں مسلم لیگ

کسی طرح بھی نمائندہ اسمبلی میں شریک نہ ہوگی۔

ایک جرنلسٹ کے سوال پر کہ آخر لیگ فیڈرل کورٹ سے فیصلہ لینے کے کیوں خلاف ہے۔ قائد اعظم نے فرمایا کہ کسی قوم کی قسمت کا فیصلہ عدالت نہیں کرتی۔ دنیا میں کوئی ایسی مثال نہیں۔ فیڈرل کورٹ کا سوال بار بار اٹھانا بیکار عذر ہے۔ گروپنگ کا سوال بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ بلکہ یہ تو ساری اسکیم کی جڑ ہے۔ خود دزارتی مشن جو اس پلان کے خالق ہیں اس کی اہمیت کو نہیں سمجھ سکے۔ اگر کسی کے دل میں اب بھی شک ہے تو میں صاف صاف الفاظ میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں اس قسم کے سوال پر کسی کورٹ کا فیصلہ ماننے کو تیار نہیں۔

ایک اور رپورٹر نے سوال کیا کہ اگر کانگریس نے برطانوی تجاویز کو قبول کرلیں تو مسلم لیگ اسمبلی میں شریک ہو جائے گی تو کیا ایسی حالت میں مسلم لیگ کانگریس سے متفق ہو جائے گی کہ نمائندہ اسمبلی ایک آزاد جمہوری ادارہ ہے جس میں باہر کی طاقت کو کوئی دخل نہیں ہوگا۔

قائد اعظم نے سوال کے پہلے حصہ کے جواب میں کہا کہ اگر کانگریس برطانوی حکومت کے ۶ دسمبر والے بیان کو بغیر کسی اگر مگر کے تسلیم کرے تو وہ فوراً اپنی دہلی میں اپنی کونسل کا جلسہ طلب کرلیں گے۔ لیکن وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ کونسل کا فیصلہ نمائندہ اسمبلی میں شریک ہونے کے متعلق کیا ہوگا۔

سوال کے آخری حصہ کا جواب دیتے ہوئے قائد اعظم نے جرنلسٹ کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے یہ سوال کرکے کافی اہم معاملہ پیش کر دیا۔ انھوں نے کہا کہ اس

کا جواب کانگریس کا آئندہ طرزِ عمل دے گا لیکن جس جمہوریت کا راگ اکثر گایا جاتا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ جس مجلس آئین ساز میں کانگریس کے ۲۹۲ ممبر ہیں شاید دو ایک کم شریک ہوں۔ وہاں مسلمانوں کی گنتی صرف ۵، ہے۔ ہندو اور مسلمان کے درمیان کوئی جمہوریت نہیں بن سکتی۔ وہاں تو ایک قوم کے متفقہ مطالبہ کو بھی ٹھکرایا جا سکتا ہے۔ اور محض اس بنا پر کہ اس کے نمائندے ۹۰، ہیں اور کانگریس کے ۲۹۲۔

مسلمان ہرگز نمائندہ اسمبلی میں کسی بیرونی طاقت کا دباؤ نہیں چاہتے۔ بلکہ وہ تو اسکیم کو بنیادی طور سے اس طرح عمل میں لانا چاہتے ہیں۔ جس سے ایک قوم دوسری قوم کی دست برد سے محفوظ ہو جائے۔

لیکن ایک طرف اسمبلی کی خود مختاری کا دعوے کرنا اور دوسری طرف مسلمانوں کو نظر انداز کرنا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک خطرناک حرکت ہے

کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ترقی کی راہ میں پریک بنے رہنا چاہتے ہیں۔ ایک جرنلسٹ نے سوال کیا۔ ایسا اکثر کہا جاتا ہے۔ "ہندو اپنا آئین تیار کریں ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ دو" ایسا اکثر کہا جاتا ہے لیکن یہ الزام بالکل مہمل اور لغو ہے مسلمان کسی کی راہ روکنا نہیں چاہتا۔ وہ تو صرف اپنے مستقبل کی حفاظت چاہتا ہے۔ اگر کوئی قوم تعداد کے اصول پر دوسری قوم سے وہ سب کچھ سوالینا چاہے جو اس کی مرضی کے مطابق نہیں ہے۔ یا جس سے اس کا مستقبل خطرہ میں رہ سکے۔ تو اس کے پاس سوائے اس کے اور کیا چارہ ہے۔

کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ دنیا کے کسی قطعہ زمین پر کوئی آئین کامیاب ہو گیا ہو

جبتک کہ اس کو ملک کے بڑے طبقوں کی تائید حاصل نہ ہوئی ہو۔ مشین بھی اس وقت تک ٹھیک کام نہیں کرتی جبتک کاری گروں کی پوری ہمدردی اور اشتراک عمل نہ ہو۔

یہ کہا جاتا ہے کہ مسلمان اکثریت کے خلاف ویٹو استعمال کرتے ہیں تو میں پوچھتا ہوں قائد اعظم نے فرمایا کہ اکثریت سے کیا مراد ہے۔ اگر اکثریت کا مطلب ہندو ہیں تو انھیں کون اپنا آئین بنانے سے روکتا ہے۔ وہ جلد سے جلد اپنا آئین تیار کر لیں۔ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دیں ہم پاکستان کا آئین خود تیار کر لینگے۔

جب آپ سے پوچھا گیا کہ کیا مسلم لیگ پاکستان کے لئے اپنی علیحدہ نمائندہ اسمبلی بنانا چاہتی ہے تو قائد اعظم نے فرمایا "میں نے ہمیشہ ایسا کہا ہے۔"

قائد اعظم نے کانگرس کے موجودہ رویہ پر نکتہ چینی کرتے ہوئے عارضی حکومت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ کانگرس نے صاف طریقہ سے یہ اعلان کر دیا ہے کہ عارضی حکومت ایک کیبنٹ کی طرح مشترکہ ذمہ داری سے کام کرے گی۔ اور وہ اسمبلی کے سوائے اور کسی دوسری طاقت کے سامنے جوابدہ نہ ہو گی۔...... اس اسمبلی میں جہاں ان کی بھاری اکثریت ہے۔

اور جب ہم کہتے ہیں کہ اس صورت حال کو برداشت نہیں کیا جا سکتا تو ہم کو سرکاری پارٹی اور برطانوی حکومت کے پٹھو کہہ کر بدنام کیا جاتا ہے۔

انھوں نے کہا کہ اس وقت جبکہ آئندہ کے آئین بنانے کا سوال طے نہیں ہوا عارضی حکومت ایسے اقدامات کر رہی ہے جو ہمارے مطالبہ پاکستان کیلئے تارپیڈو ثابت ہو رہے ہیں۔

قائد اعظم نے آخر میں کہا کہ ۶ دسمبر کے برطانوی بیان میں جیسا کہ کہا گیا ہے کہ اگر ہندوستان کی پارٹیاں فیڈرل کورٹ سے رجوع کرنا چاہیں تو نتیجہ نکلنے تک آئین سازی کو روک دینا چاہیے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ کانگریس دانائی کا ثبوت دیتے ہوئے فیڈرل کورٹ کے فیصلہ تک اسمبلی کے سیشن کے اجلاس کو ملتوی کر دے گی۔

قائداعظم محمد علی جناح

کی وہ باطل سوز تقریر جو آپ نے کنگز وے ہال میں اسلامیانِ لندن کے ایک عظیم الشان اجتماع میں ۱۲ر دسمبر ۱۹۴۶ء کو ارشاد فرمائی۔ قائد اعظم نے گذشتہ سات آٹھ ماہ میں وزارتی مشن اور گفت گوئے مفاہمت پر اجمالاً روشنی ڈالی اور صحیح واقعات سے حاضرین کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ کانگریس نے طویل المیعاد سکیم کو صحیح معنوں میں کبھی قبول نہیں کیا۔ بلکہ انھوں نے اس سکیم کی علیحدہ تشریحات پیش کیں۔ اور وزارتی مشن نے اُسی کو کانگریس کی منظوری متصور کر کے برطانی پارلیمنٹ کو غلط راہ پر ڈال دیا۔ قائد اعظم نے عارضی حکومت کی تجویز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وزارتی مشن نے کانگریس کو خوش کرنے کی خاطر پیرا ۸ کے اصلی مطالب کو مسخ کیا۔ اور اس طرز عمل سے مسلم لیگ اور مسلمانوں کے ساتھ بد عہدی کا ثبوت دیا۔

میں خوش ہوں کہ مجھے ہندستان کے متعلق صحیح واقعات پیش کرنے موقع دیا گیا ہے۔ دراصل یہ ایک طویل داستان ہے۔ یہاں چند دنوں کے قیام میں میں نے اخبارات کے مطالعہ سے یہ اندازہ لگایا ہے کہ گذشتہ سات آٹھ ماہ کے دوران میں جب مزدور حکومت ہندستانی مسائل کو حل کر رہی تھی۔ یہاں کے عوام محو خواب رہے ہیں۔ لیکن اب ان میں کچھ تبدیلی نظر آ رہی ہے۔ اور حقیقتاً یہ ایک نیک فال ہے۔

مجھے اس بات کا اچھی طرح علم ہے کہ ایک عام ناشر اپنے کاروبار میں مصروف ہے اور صحیح نتائج پر پہنچنے کے لئے نہ تو اس کے پاس اتنا وقت ہے اور نہ ہی اسے صحیح واقعات کا علم ہے۔ اس لئے پریس آپ کی زیادہ مدد نہیں کر سکتا۔ مجھے خوشی ہے کہ کسی حد تک انگریز اب بیدار ہو چکے ہیں۔ یہ چیز انگریز قوم میں ایک ذہنی حیثیت رکھتی ہے کہ جب کبھی واقعی خطرہ ہوتا ہے تو وہ خواب غفلت سے چونک اٹھتے ہیں۔

وزارتی مشن کے اراکین مارچ میں ہندوستان آئے۔ انھوں نے وہاں کے معاملات کو سمجھنے کی کوشش کی اور طویل گفت و شنید اور بحث و تمحیص کے بعد انھوں نے دو تجاویز پیش کیں.... طویل المیعاد سکیم۔ قلیل المیعاد سکیم۔

کانگریس نے صحیح معنوں میں طویل المیعاد سکیم کو کبھی قبول نہیں کیا۔ انھوں نے ذہنی تحفظات کے ساتھ اپنی تشریحات پر زور دیا اور اس سکیم کی سب سے اہم اور ضروری دفعہ "گروپ بندی" کی اپنی جداگانہ تعبیر پیش کی۔

ہمیں یہ دیکھ کر بڑی مایوسی ہوئی کہ اس پر وزارتی مشن نے نہایت تعجب انگیز طرزِ عمل کا ثبوت دیا۔ انھوں نے انہی تعبیرات کو منظوری سمجھ لیا۔ اور اسی بات کا ساری دنیا میں چرچا کر دیا۔ حقیقتاً انھوں نے یہ بتا کر کہ کانگریس نے طویل المیعاد سکیم کو منظور کر لیا ہے۔ برٹش پارلیمنٹ کو ایک غلط راہ پر ڈال دیا۔

پہلے انھوں نے یہ کہا کہ ہماری بنیادی تجویز ۵ : ۵ : ۲ کی ہے لیکن اب اس تجویز کو ۵ : ۵ : ۳ کی شکل میں تبدیل کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ یعنی پانچ مسلمان۔ پانچ ہندو۔ ایک سکھ۔ ایک عیسائی اور ایک پارسی۔ اس تجویز کا اصل منشا محض کانگرس کو خوش کرنا تھا۔ ایک عام انگریز جسے ہندوستان میں کافی عرصہ رہنے کا اتفاق نہ ہوا ہو۔ ان وجوہات کو آسانی کے ساتھ نہیں سمجھ سکتا۔

وزارتی مشن اور جناب وائسرائے نے اب یہ خیال کیا کہ اگر وہ ایک پارسی کو لے لیں تو کانگریسی خوش ہو جائینگے۔ کیونکہ یہ تقریباً طے شدہ بات تھی کہ پارسی ممبر کانگرس کی طرف ہی جھکے گا۔ لیکن کانگرس نے رضامندی کا اظہار نہ کیا اور اس تجویز کو بھی رد کر دیا۔

اس کے بعد ہمیں یہ بتایا گیا کہ وزارتی مشن کے اراکین اور جناب وائسرائے اپنی تجاویز کا اعلان کریں گے۔ یہ تجاویز ۱۶ جون کو منصۂ شہود پر آئیں۔ اور قلیل المیعاد سکیم کے نام سے مشہور ہیں۔

ہمیں یہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ یہ آخری تجاویز ہیں اور ان کی منظوری یا نامنظوری دونوں جماعتوں یعنی مسلم لیگ اور کانگرس کے اختیار میں ہے۔ حضرات! آپ سُن کر حیران ہوں گے کہ کانگرس نے ان تجاویز کو تسلیم کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ یہ آخری تجاویز ۵ : ۵ : ۴ کے فارمولا پر مشتمل تھیں۔

قائدِ اعظم نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ "جب ممبران کے نام بتائے گئے تو کانگریس نے کہا کہ جن ممبران کا آپ نے انتخاب کیا ہے وہ ہمیں منظور نہیں ہیں۔ ہم ان میں ردوبدل چاہتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہمیں یہ بھی منظور نہیں کہ مسلمانوں کو کسی قسم کے تحفظات دیے جائیں۔"

"اہم فرقہ وارانہ معاملات کے تصفیہ کے سلسلہ میں یقین دلایا گیا...۔ اور اس کا تعلق صرف مسلمانوں کے ساتھ ہی نہیں بلکہ ہندوؤں اور مسلمان دونوں کے ساتھ تھا...۔ یعنی اگر کوئی اہم فرقہ وارانہ مسئلہ ہو اور اس پر دونوں قوموں کو اختلاف ہو تو اگر ہندوؤں اور مسلمانوں کی اکثریت اس کے خلاف ہو تو اس فیصلہ کو قابلِ قبول نہ سمجھا جائے۔"

"انھوں نے یہ بھی کہا کہ اس تجویز کو نامنظور کرنے کی اور بھی بہت سی وجوہات ہیں۔ یہ قلیل المیعاد تجویز جن کا آپ نے اعلان کیا ہے اور جن کو اب آخری تجویز کہتے ہیں ہمیں منظور نہیں ہے۔ چنانچہ انھوں نے ۲۵ جون کو اس تجویز کو رد کر دیا

اور اسی دن ہم نے اس اسکیم کو منظور کر لیا۔

"اس کے بعد ایک اور حیرت انگیز واقعہ رونما ہوا۔ انتہائی کوشش کے باوجود میری سمجھ میں ابھی تک یہ بات نہیں آسکی کہ کن اثرات کے ماتحت وزارتی مشن نے اس اسکیم کی نہ صرف دھجیاں اڑا دیں بلکہ میں تو یہ کہونگا..... کوئی بھی غیر جانبدار یہی فیصلہ دے گا کہ وزارتی مشن نے پیرا ۸ کے صحیح مطالب کو مسخ کرنے کی کوشش کی۔ اور اس معاملہ پر تازہ گفت و شنید شروع کرنے کا اظہار کر دیا۔

میں آپ پر یہ حقیقت واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ کانگریس نے طویل المیعاد سکیم کو بھی کبھی قبول نہیں کیا۔ لیکن با ایں ہمہ یہ مشہور کر دیا گیا کہ کانگریس نے اس سکیم کو تسلیم کر لیا ہے۔ میرے لئے سخت مشکل ہے کہ میں اپنے الفاظ میں آج آپ کے سامنے اس طرز عمل پر کچھ اظہار کر سکوں۔ مسلم لیگ اور مسلمانوں کے ساتھ یہ ایک کھلی بدعہدی تھی۔

قائداعظم محمد علی جناح

کی وہ حقائق افروز تقریر جو آپ نے میمن چیمبر آف کامرس بمبئی میں ۳۰ مارچ ۱۹۴۷ء کو ارشاد فرمائی۔ قائداعظم نے بمبئی کے مسلم تاجروں کے اس عظیم الشان اجتماع میں موجودہ مسائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میں پاکستان کے لئے لڑ رہا ہوں۔ کیونکہ پاکستان کا مطلب مکمل آزادی ہے۔ اکھنڈ ہندستان کا مطلب سوائے تباہی اور بربادی کے اور کچھ نہیں۔ قائداعظم نے ہندوؤں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ عدل و انصاف کا سلوک ہوگا۔ کیونکہ اسلام کا مطلب ہی عدل و انصاف ہے۔ قائداعظم نے قومی تنظیم پر زور دیتے ہوئے مسلم تاجروں کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آپ کو ٹاٹا جیسے صنعتی اداروں کی ہمسری کرنی چاہئے اور مسلم عوام کی فلاح و بہبود کے لئے تعلیمی اور صنعتی ادارے کھولنے چاہئیں۔

مستقبل قریب میں پاکستان کے اندر کسی قسم کے بحران سے دوچار نہیں ہونا پڑے گا۔ ایسا ہونا بہت غیر ممکن سا واقعہ ہے۔ آپ اپنی حکومت میں معاشرتی عدل و انصاف اور اشتراکی نظام کے قیام میں کافی حد تک ممد و معاون ثابت ہوں گے۔ معاشرتی انصاف اسلامی تعلیمات کا ایک اہم حصہ ہے۔ ہر حکومت میں ایسا ہونا چاہیے تاکہ وہ حکومت دنیا کو بتا سکے کہ وہ اقتصادیات اور معاشرتی انصاف میں کامل یقین رکھتی ہے۔

بہت سی دوسری قومیں جن میں ہندوؤں کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے جھوٹے پروپیگنڈے پھیلا کر لاتعداد غلط فہمیاں پیدا کر رہی ہیں۔ اُن کو اتنا بدظن کر دیا گیا ہے کہ وہ ہمیں مشتبہ نگاہوں سے دیکھتی ہیں۔ اور وہ یہ سمجھ رہی ہیں کہ ہم ان کے خلاف کوئی معاندانہ لائحہ عمل تیار کر رہے ہیں۔ یہ سراسر دروغ بافی ہے کہ ہم ان کے خلاف کوئی معاندانہ لائحہ عمل رکھتے ہیں۔ ہمیں پاکستان قائم کرنا ہے اور اس میں صرف مسلمانوں کی بھلائی ہی نہیں ہوگی۔ پاکستان کا مطلب ہے۔۔ آزادی ۔۔۔۔۔ کسی خاص ایک قوم کے لئے نہیں بلکہ سب کے لیے آزادی پاکستان کا مطلب

دونوں کے لئے آزادی ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے دل میں عظیم الشان ہندو قوم کی بہت عزت ہے۔ ان کا اپنا دھرم ہے۔ اپنا فلسفہ ہے اور اپنا تمدن رکھتے ہیں۔ عین اسی طرح جس طرح مسلمان اپنا ایمان، فلسفۂ حیات اور تمدن رکھتا ہے لیکن دونوں الگ الگ قومیں ہیں

میں پاکستان کے لئے لڑ رہا ہوں۔ کیونکہ ہمارے مسائل کا یہی ایک عملی حل ہے۔ متحدہ ہندوستان کا تصور اور پارلیمانی خطوط پر طرز حکومت ایک لایعنی خواب ہے۔ اور ایک غیر ممکن شے ہے۔ ہندوستان نہ تو ایک ملک ہے اور نہ ہی ایک قوم۔ اس میں بیسیوں قومیں ہیں۔

میں یہاں بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے ذہنوں میں یہ تصور کس نے راسخ کیا، ہندوستان ایک رہے یا تقسیم ہو جائے آخر انگریزوں کا اس سے کیا واسطہ ہے؟۔ اس کے متعلق وہ کیوں پریشان ہو رہے ہیں؟ وہ کیوں امیدوں کے خلاف حوصلہ افزائی کر کے ملک کی قیادت کے لئے کچھ اور راہیں پیدا کر رہے ہیں انگریز جا رہے ہیں انھیں یہاں سے جانا ہی پڑے گا۔ لیکن وہ متحدہ ہندوستان کا راگ کیوں الاپ رہے ہیں۔ وہ اس راز کو خود ہندوستانیوں سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ ان کی نجات ہی اسی میں ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ جب تک وہ متحدہ ہندوستان پر مصر رہیں گے تباہی و بربادی اور قتل و خون کا دور دورہ قائم رہیگا۔ انگریزوں کی یہی چال رہی ہے اور اب جبکہ وہ ہندوستان چھوڑ رہے ہیں مسلح کیمپ میں جوش و خروش پیدا کر رہے ہیں۔

میں مسلمانوں ہندوؤں اور دیگر اقوام سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ حالات کا بغور

مطالعہ کریں۔ اور خوابوں کی دنیا میں بسنے کی کوشش نہ کریں۔

آیئے اب عملی آدمیوں کی طرح قدم اٹھائیں اور اصول تقسیم کو تسلیم کریں۔ ہم پاکستان میں رہینگے اور آپ ہندستان میں۔ ہم ہمسایوں کی طرح زندگی بسر کرینگے۔ ہمیں غیر ملکیوں کی ضرورت نہیں۔ ہم دوستوں کی طرح رہنا چاہتے ہیں۔ ہم صنعت و تجارت میں دوست رہیں گے اور دو بھائیوں کی طرح رہیں گے۔ یہی پاکستان ہے۔ یہ حقیقت ایک کھلا راز ہے کہ مسلمانوں کی صفوں میں تشتت وافتراق پیدا کرنے کے لئے کتنی دولت صرف کی جا چکی ہے۔ دس سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اور ہم اس آزمائش اور امتحان میں پورے اترے ہیں۔ آج مسلمان ایک متحد و منظم قوم ہیں۔ اور پاکستان کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہیں۔ یقیناً ہم پاکستان قائم کر کے رہیں گے۔ کیونکہ پاکستان کے سوا ہمارے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے پاکستان کی منزل روز بروز قریب آ رہی ہے۔ لہذا آیئے اب مطالبہ پاکستان کو تسلیم کر کے التوائے جنگ کا اعلان کر دیں الگ الگ رہ کر ترقی کی منازل طے کرنا ایک جگہ رہ کر غلامی کی زندگی بسر کرنے اور ہر چیز کو تباہ و برباد کرنے سے کہیں بہتر ہے متحدہ ہندستان سراسر بربادی پر منتج ہوگا۔ آخر یہ تباہی و بربادی کیوں ہو؟ اس کا جواب بہت مشکل نہیں ہے۔

اکھنڈ ہندستان کا مطلب یہ ہے کہ ایک قوم دوسری پر حکومت کرے گی۔ متحدہ ہندستان کا مطلب یہ ہے کہ ہندوؤں کے تین ووٹ ہونگے۔ اور مسلمانوں کا ایک، اسلئے ایک قوم اپنی بیمانہ اکثریت کے بل بوتے پر حکومت کر کے دوسری قوم پر اپنے تصورات مسلط نہیں کر سکتی۔

اگر میں آپ سے سوال کروں کہ اگر کسی طرح یونین مسلط کر دیا گیا تو سوائے جنگ وجدل کے اس کا اور کوئی نتیجہ بھی نکل سکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ میں اس بات پر زور دیتا ہوں کہ تقسیم شدہ ہندستان اس قابل ہوگا کہ وہ پاکستان اور ہندستان میں دونوں مسلمانوں اور ہندؤں کے لئے محفوظ و مستحکم حکومتوں کا ضامن ہو سکے گا۔ اور موجودہ تباہی کا خاتمہ کر کے ہندؤں اور مسلمانوں میں آئے دن کے اختلافات کو بھی یکسر خاک کر دے گا۔ اور اس کے بعد ہندستان اور پاکستان ایک دوسرے کے ساتھ دوستانہ طریقے سے برتاؤ کرینگے۔

مجھے کامل یقین ہے کہ یہ دونوں عظیم قومیں ہندستان اور پاکستان میں دوستوں کی حیثیت سے زندگی بسر کریں گی۔ اور پاکستان اور ہندستان میں رہنے والے عظیم الشان ہندو اور مسلمان دنیا کو بتادینگے کہ ہندستان صرف ہندستانیوں کیلئے ہے۔

قائداعظم نے مسلمانوں کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے ذرائع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ "میں مسلمانوں کی تعلیمی، اقتصادی اور معاشرتی ترقیوں کے لئے بہت سے پلان پر غور کر رہا ہوں۔ میرے خیال میں مسلم تاجروں کی بہتری کا سوائے اس کے اور کوئی راستہ نہیں کہ وہ ہر ممکن طریقے سے اقتصادی تنظیم پیدا کریں۔ قائداعظم نے صنعت و تجارت میں مسلمانوں کے شاندار ماضی کی طرف اشارہ کیا اور پھر فرمایا کہ مسلمانوں کو ٹاٹا جیسی مہم جویانہ اور جرات آزما صنعتوں کی ہمسری کرنی چاہئے۔ اور مسلمانوں کی فلاح وبہبود کیلئے صنعتی اور تعلیمی ادارے کھولنے چاہئیں۔ ہمیں اپنی قوم کو منظم کرنا ہوگا۔ دوسری قومیں شاید اس کو پیش دستی کہیں۔ اور ہماری اس تنظیم کو فرقہ وارانہ جذبات پر محمول کریں۔ یہ قومیں صدیوں سے یہاں آباد ہیں۔ اور

مشورات قائد اعظم

مستقبل میں بھی زندہ رہینگی۔

پاکستان ایک ایسی حکومت ہوگی جس میں سب قوموں کو زندگی کی تمام آسائشو کا حصہ ملیگا اسلئے اب تمام مسائل حل کر لیجئے۔ پاکستان ایک ایسی حکومت ہوگی، جہاں ذات پات کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوگا۔ آخر مجھے کسی فرقہ کے خلاف جو اپنے افراد کی تعلیمی اور معاشرتی ترقی کے لئے کوشاں ہے۔ کیوں شکایت ہونی چاہئے۔ ایسی کوششوں کو فرقہ واریت کہنے کا کوئی فائدہ نہیں جتنی جلدی آپ حقائق کا سامنا کرنے کی کوشش کرینگے اتنی ہی جلدی آپ موجودہ مسائل کا حل تلاش کرلیں گے۔

قائد اعظم نے تبدیلی آبادی کے مسئلہ پر بتیرہ اور نواکھالی میں مسٹر گاندھی کے جوابات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مسٹر گاندھی نے دو سوالوں کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ وہ تبدیلی آبادی کے حق میں ہیں۔ قائد اعظم نے فرمایا کہ جس وقت تبدیلی آبادی کی تجویز میں نے پیش کی تھی اس وقت یہ ایک جرم شمار کیا گیا تھا اور اس کے خلاف شور و غوغا بھی بلند ہوا تھا۔

قائد اعظم نے ستمبر ۱۹۴۴ء میں مسٹر گاندھی کے ساتھ گفتگوئے مفاہمت اور خط و کتابت کی طرف اشارہ کرتے فرمایا کہ سب سے پہلے مسٹر گاندھی نے یہ سوال اٹھایا تھا۔ میں پورے غور و فکر کے بعد ہی کہہ رہا ہوں کہ تبدیلی آبادی نہایت ضروری ہے اور یہ ہو کر ہی رہے گی۔ کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ کام ایک پرائیویٹ انجمن کا نہیں ہے۔ جو کچھ آجکل ہو رہا ہے وہ محض معمولی سی علامتیں ہیں۔ سندھ اسمبلی میں یہ پوچھا گیا کہ "ہندو اقلیت ہندو اکثریت کے صوبوں میں تبدیلی کیوں چاہتے ہیں۔

آج کل ہندوؤں اور مسلمانوں میں دونوں طرف ایسے جذبات بہت تیزی سے پیدا

مشورات قائداعظم

ہو رہے ہیں۔ مسلمان پاکستانی علاقوں میں جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور ہندو ہندستان کے علاقوں میں۔ یہ غیر دوستانہ تعلقات کا کھلا ثبوت ہے۔ لیکن اگر وہ پاکستان میں رہنا چاہیں تو ہم ان کی مدد کرینگے

ہم ہندوؤں کو کامل یقین دلاتے ہیں کہ پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ منصفانہ اور برادرانہ سلوک کیا جائے گا۔ اس کے ثبوت میں ہماری تاریخ شاہد ہے۔ اسلامی تعلیمات نے ہمیں یہی سکھایا ہے۔ یاد رکھئے کہ جو حکومتیں عوام کے اعتماد پر قائم نہیں ہیں وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتیں جمہوریت مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں ہے اور ہم نے ہمیشہ مساوات، اخوت اور استقلال کو پیش نظر رکھا ہے۔ اسلام میں کوئی ایسا موقع محل نہیں ہے جہاں کوئی فرد واحد اپنی من مانی کارروائی کر سکے ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ ایک شخصی حکومت کے مقابلہ میں ہمارے طرز حکومت میں زیادہ محفوظ ہونگے

قائداعظم نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔ اگر کوئی چیز اچھی ہے تو یہ عین اسلام ہے۔ اگر کوئی چیز اچھی نہیں ہے تو یہ اسلام نہیں ہے۔ کیونکہ اسلام کا مطلب عین انصاف ہے۔"

قائداعظم محمد علی جناح

کی سرکردگی میں جس حلف نامہ پر مرکزی اور صوباتی اسمبلیوں کے تمام اراکین نے دستخط کئے۔ اور حصول پاکستان کے لیے تن من دھن کی بازی لگانے کا حلف اٹھایا۔ اسلامی تاریخ کا ایک فقید المثال واقعہ ہے۔ بہت سے اراکین نے ان حلف ناموں پر اپنے خون سے دستخط ثبت کئے۔ مرکزی اور صوبائی مسلم اراکین کی آواز یقیناً ان دس کروڑ مسلمانوں کی آواز ہے جنھوں نے اپنی نمائندگی اور حقوق کی پاسبانی کے لیے ان ایثار پیشہ بزرگوں کو منتخب کیا۔ پاکستان کی منزل اب بہت قریب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان سامنے نظر آرہا ہے۔ صرف چند قدم آگے بڑھینگے اور ہم منزل کو لے لینگے جدوجہد کی اس آخری ساعت پر ہماری برسوں کی محنت کا انحصار ہے۔ اور ہمیں پہلے سے بھی کئی گنا زیادہ تنظیم، ایثار اور قربانی کی ضرورت ہے۔ اسلیئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم ایک دفعہ پھر اس مقدس حلف نامہ کا اعادہ کریں۔ اور اغیار نے دلوں میں عملی طور پر اس حقیقت کو راسخ کردیں کہ مسلمان جب حق کی حمایت میں باطل کے سامنے سینہ سپر ہوتا ہے تو دنیا کی کوئی قوت اس کے آہنی عزم میں مزاحم نہیں

ہو سکتی ۔ مسلمان کا مرنا اور جینا سب خدا کے لئے ہے ۔ ان مقدس حلف ناموں پر کہ قبط کرنے والوں کے سامنے حسینؓ جیسے فرزند توحید کی تاریخ ہے ۔ ان کے سامنے آزادی واستقلال کا صحیح ترین تصور ہے ۔ ان حلف ناموں کا ایک ایک نقطہ زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ مسلمان جب اپنی آزادی کے استبقا کے لئے حلف اٹھاتا ہے تو حق وباطل کے درمیان صرف اپنے مقدس خون سے خط امتیاز کھینچتا ہے ۔

کیونکہ

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے

لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

حلف نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُل اِنَّ صَلَاتِی وَ نُسُکِی وَمَحیَایَ وَمَمَاتِی

کہدو کہ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا

لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ

سب اللہ رب العالمین کیلئے ہے

میں .... رکن مسلم لیگ پارٹی صوبائی لیجسلیٹو اسمبلی / کونسل صوبہ ......
.... اپنے اس پختہ عقیدہ کا اعلان کرتا ہوں کہ برکوچک ہند میں بسنے والی مسلم قوم کی نجات، اس کی سلامتی، اس کا تحفظ اور اس کا مستقبل حصول پاکستان میں مضمر ہے۔ اور پاکستان ہی اس وسیع برکوچک کے پیچیدہ دستوری مسائل کا واحد منصفانہ باوقار اور معقول حل ہے اور اسی کے ذریعہ یہاں بسنے والی تمام قوموں اور فرقوں کو امن آزادی اور خوش حالی حاصل ہو سکتی ہے۔

میں بہ صمیم قلب اقرار کرتا ہوں کہ اس مقصد عزیز یعنی پاکستان کو حاصل کرنے کیلئے آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے جو تحریک بھی روبہ عمل لائی جائے گی اور اس سلسلہ میں

ہدایات واحکام جاری کئے جائینگے، میں بلا پس وپیش کمال رضامندی کے ساتھ ان کی پوری پوری تعمیل کروں گا اور اس امر کا یقین کامل رکھتے ہوئے کہ میرا مقصد مدعا حق وانصاف پر مبنی ہے۔ میں عہد کرتا ہوں کہ اس راہ میں جو خطرات اور آزمائشیں پیش آئینگی اور جن قربانیوں کا مطالبہ ہوگا انہیں برداشت کرونگا۔

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا

اے پروردگار ہمیں صبر واستقامت دے۔ ہمیں ثابت قدم رکھ

وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ

اور قوم کفار پر ہمیں فتح ونصرت عطا فرما۔ آمین۔

دستخط..................

مورخہ..................

فسانۂ اچھوت

مصنفہ مولوی اقبال احمد صدیقی

صدیوں کے جمود و تعطل میں جکڑی ہوئی غیر فطری سیاست کو جب دھرتی ماتا کے ساڑھے چھ کروڑ سوتیلے بیٹوں پر ذرا رحم آیا تو اکھنڈ بھارت کے سنگھاسن پر براجمان ہونے کا خواب دیکھنے والے بہادر سنتوں نے یہ آگیا دی کہ چند مندروں کے دروازے کھول دو۔ مقصد یہ تھا کہ اچھوت اپنی معاشرتی پستیوں کو بھول کر ان فسوں گرانہ جھوٹی باتوں کا شکار ہو جائیں اور ہم اپنا سیاسی اُلو سیدھا کرتے رہیں۔ لیکن ان کے چیلوں کو یہ نام نہاد رعایت بھی پسند نہ آئی۔ ان کے لئے دلوں کے پٹ تو پہلے ہی بند تھے۔ اب جن مندروں کے دروازے اچھوتوں کے لئے کھلے ان کے دروازے انھوں نے اپنے لئے خود بند کر لئے۔ یقیناً برِ اعظم ہند میں بسنے والے ان ساڑھے چھ کروڑ انسانوں کی قسمت کا انحصار مندروں کے کھلنے یا بند ہونے پر نہیں ہے بلکہ انھیں قعر مذلت سے نکال کر درجۂ انسانیت پر لانے اور آزادی و استقلال کی صحیح روح سے روشناس کرانے پر ہے۔ مولوی اقبال احمد صدیقی صاحب کے ہاتھ میں ایک طاقتور عالمانہ قلم ہے۔ انھوں نے جسم انسانیت کے اس ہلاکت آفریں ناسور پر صرف عمل جراحی ہی نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ایک مشفق طبیب کی طرح اس پر مرہم بھی رکھا ہے۔ مولوی صاحب ایک صاحب طرز ادیب ہیں ان کی تحریریں پاکیزگیٔ بیان کے علاوہ سب سے نمایاں خصوصیت جرأت بیان ہے۔ (زیر طبع)

ملنے کا پتہ:-

مکتبۂ ادب۔ ۱۲۔ آرکیڈیا بلڈنگ۔ بمبئی ۳